نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

دو نعمتوں کے بارے میں لوگوں کی کثرت غفلت کا شکار ہے اور وہ ہیں صحت اور وقت (الحدیث)

تحفۂ وقت

فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمن الدراوی حفظہ اللہ

الفرقان ٹرسٹ
AL-FURQAN TRUST

Marfat.com

MFN
193412

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

دو نعمتوں کے بارے میں لوگوں کی کثرت غفلت کا شکار ہے اور وہ ہیں صحت اور وقت (الحدیث)

تحفۂ وقت

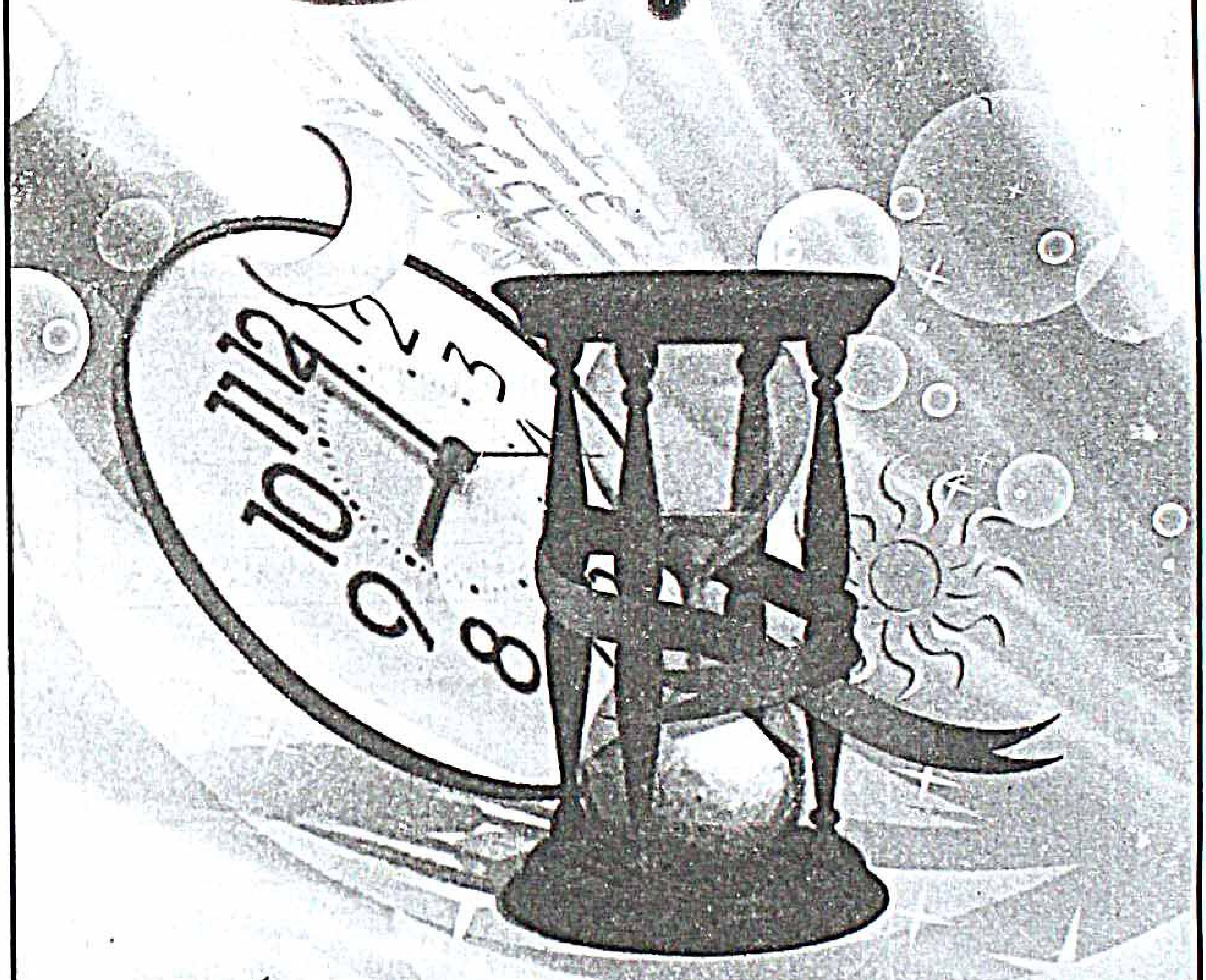

فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمٰن الداوی حفظہ اللہ

AL-FURQAN TRUST

الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

تحفۂ وقت

تالیف

فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمٰن الدراویؒ حفظہ اللہ

سعودی عرب

دار العلوم الندیہ للنشر والتوزیع

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مركز الجامع التجارى شارع باخشب جده

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المكتب الرئيسى الرياض، حي الفيصلة

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبہ دار الفرقان، الریاض

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبہ بیت السلام، الریاض

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

پاکستان

الفرقان ٹرسٹ: خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7320318

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7321865

مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-7244973

مکتبہ قدوسیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-7351124

دار الاندلس: 4-لیک روڈ، چوبرجی لاہور فون: 042-7230549

فضلی بک سپر مارکیٹ: نزد ریڈیو پاکستان کراچی فون: 021-2212991

Marfat.com

انتساب

اپنے والدین اوران محترم اساتذہ کے نام، جنہوں نے میری تربیت کی
خواہ ان کا تعلق سکول کی زندگی سے ہے، یا دینی مدارس کی زندگی سے
اللہ ﷻ ان سب کو جزائے خیر دے اوران کے نیک اعمال میں برکت عطا فرمائے جو اساتذہ
اب اس دنیا میں نہیں، خاص طور پر استاد محترم حضرت

مولانا یونس اثری مرحوم

مولانا سباء حسن مرحوم

مولانا نصر اللہ مرحوم

جناب استاد عثمان خواجہ مرحوم

اللہ ﷻ سے دُعا ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے درجات بلند فرمائے،
جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے

حقیقت میں یہ انہی لوگوں کا صدقہ جاریہ ہے

جو اساتذہ اس وقت حیات ہیں خاص کر جامعہ محمدیہ مظفرآباد کے مشائخ، اوران کے سرپرست

مولانا شہاب الدین مدنی حفظہ اللہ

کراچی جامعہ احسن العلوم العربیہ کے بانی اورمؤسس استاد محترم شیخ التفسیر الحدیث مولانا

مفتی زر ولی خان صاحب حفظہ اللہ

اور ان کے جامعہ کے تمام مشائخ اور جامعہ اسلامیہ کے تمام مشائخ کے نام اس کا انتساب کرتے ہوئے ان سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

کہاں ہم اور کہاں نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

Marfat.com

ہدیہ تبریک وتشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا، اور پھر والدین کا، اور تمام اساتذہ ومشائخ کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاص کر حکومت سعودی عرب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے ملک میں تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اپنے تمام دوستوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جو وقتاً فوقتاً نیک مشوروں سے نوازتے رہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کے اخلاص میں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

كما أقدم خالص الشكر والتقدير إلى أخي في الله، المحسن البار، الأستاذ/ مهندس رضا أمين عطية السعدى حفظه الله وارعاه، الذي وفّر لي الفرصة الطيبة المباركة لإنجاز مخططي وللدعوة في سبيل الله۔ ألـلهم وفقه لما تحبه وترضاه، واجعل عمله هذا في ميزانه حسناته يوم القيامة، ويسر عليه في الدنيا والآخرة كما هو يسر علينا لعمل دينك .

Marfat.com

فہرست مضامین

- تقریظ...... پروفیسر ڈاکٹر محمد وسیم حفظہ اللہ (بہار، انڈیا) ---------- 15
- مکتوب...... مولانا عبدالہادی عبدالخالق مدنی حفظہ اللہ (سعودی عرب) ---------- 16
- سچے مومن کا طرزِ حیات...... (عبدالرؤف، مدیر مکتبة الکتاب) ---------- 17
- حدیثِ دل...... (محترم الشیخ شفیق الرحمن حفظہ اللہ) ---------- 21
- کتاب کا خاکہ ---------- 27

پہلا باب: وقت کی قیمت

- وقت اور لوگوں کی اقسام ---------- 30
- چند ایک بنیادی محرکات ---------- 36
- نالۂ دل ---------- 41

فصل اوّل:...... وقت کی خصوصیات ---------- 45

- وقت کیا ہے؟ ---------- 45
- وقت کی چند اہم خصوصیات ---------- 49

۱...... تیز رفتاری ---------- 49

۲...... تنگیٔ داماں ---------- 52

۳...... گیا زمانہ ہاتھ نہ آئے ---------- 54

۴...... قیمتی سرمایہ ---------- 56

۵...... مناسبتِ عمل ---------- 58

۶...... تغیر زمانہ ---------- 59

۷...... مقصدِ تخلیق انسانی ---------- 61

۸...... اداری نظام ---------- 61

- اسلام میں وقت کی اہمیت ---------- 63
- مومن کا موقف ---------- 64
- فراغت کی نعمت ---------- 66
- بنگاہِ خرد نگر ---------- 71
- کفار کی مذمت ---------- 72
- وقت کی قیمت ---------- 73

فصل دوم :...... فرصت کی گھڑیاں اور لوگوں کی اقسام ---------- 77

- فکر و عبرت ---------- 78
- غلط مفہوم ---------- 80
- متاعِ گراں مایہ ---------- 81
- وقت شناسی کی مثالیں ---------- 82
- صالحین اور وقت کی قیمت ---------- 84
- سَرِ شاخِ طوبیٰ ---------- 89

☆ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ ---------- 90
☆ امام شافعی رحمہ اللہ ---------- 92
☆ شیخ المشائخ وکیع بن جراح رحمہ اللہ ---------- 93
☆ نابغۂ روزگار ابن عقیل رحمہ اللہ ---------- 94
☆ امام نووی رحمہ اللہ ---------- 95
☆ شیخ الاسلام و امام العصر ابن جوزی رحمہ اللہ ---------- 96
☆ محدث الہند علامہ شاہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ---------- 97
☆ امام الہند، و ابن تیمیۃ الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ ---------- 100
☆ امام علامہ بن باز رحمہ اللہ ---------- 103
☆ جاحظ ---------- 104
☆ میرزا اسد اللہ خان غالب ---------- 105

- دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہوں ---------- 106

Marfat.com

- مشاہیر زمانہ اور وقت ---------- 109
- سُرِ نغمۂ بیگانہ ---------- 111

☆ پروفیسر آرنلڈ اور علامہ شبلی ---------- 112

☆ ایڈیسن ---------- 112

☆ فرینک لن ---------- 113

☆ گاندھی جی ---------- 114

فصل سوم: ...... دنیا کی حقیقت ---------- 115

- جادۂ دانش ---------- 119
- لمحۂ عبرت ---------- 121
- اہل علم کی ذمہ داری ---------- 123
- ناصح کی تمنا ---------- 124
- نصیحت کی بات ---------- 125
- گناہ کے بد اثرات ---------- 126

۱: رب ذوالجلال کے دیدار سے محرومی ---------- 126

۲: دل میں خوف اور بے چینی ---------- 126

۳: معاشی پریشانیاں ---------- 127

۴: دل کی سختی اور اندھیرا ---------- 127

۵: چہرے کی سیاہی؛ اور رونق کا خاتمہ ---------- 127

۶: مخلوق کے دل میں نفرت و بغض ---------- 127

۷: اللہ کا غضب اور ایمان کا نقصان ---------- 127

۸: امن اور کشائش زندگی کا خاتمہ، خوف اور بھوک کا مسلط ہونا ---------- 128

دوسرا باب : ضیاع وقت کے ذرائع

- فراغت غفلت کا اندھیرا ---------- 129

فصل اوّل: ...... غفلت کیوں کر؟ ---------- 131

Marfat.com

- تلخ حقیقت ---------- 132
- بد نظمیٔ وقت ---------- 133
- بد نظمی کے چند مظاہر ---------- 133
- بد نظمی اور ضیاع وقت کے اسباب ---------- 134
  - ١۔ خاندانی اثر ---------- 134
  - ٢۔ بری صحبت ---------- 135
  - ٣۔ عدم احترام ---------- 135
  - ۴۔ وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہ ہونا ---------- 135
  - ۵۔ خود کو اللہ کی پکڑ سے بالاتر سمجھنا ---------- 135
  - ٦۔ انفرادی رائے اور عدمِ مشورہ ---------- 135
  - ٧۔ اپنی صلاحیت سے بے خبری ---------- 136
  - ٨۔ نگرانی اور احتساب کا فقدان ---------- 136
  - ٩۔ گناہ اور عدم تزکیہ نفس ---------- 136
  - ١٠۔ دشمن کی چالوں سے غفلت ---------- 137
  - ١١۔ انجام سے غفلت ---------- 137
  - ١٢۔ منصوبہ سازی کا فقدان ---------- 137
  - ١۴۔ ڈرامہ سیریل، فلم اور ٹی وی بینی ---------- 137
  - ١۵۔ ڈش؛ کیبل اور سی ڈیز ---------- 139
  - ١٦۔ ڈش اور فلموں کی تباہ کاریاں ---------- 143
- ہمارا پیغام ---------- 144
- ایک اہم مشورہ ---------- 145
- فحاشی اور برائیوں کی محفلیں ---------- 147
- کفار و مشرکین کے پروگرام ---------- 150
- یہودیوں کی عیدیں ---------- 152
  - ١۔ مختلف قسم کے سلور جوبلی، گولڈن جوبلی، ڈائمنڈ جوبلی پروگرام ---------- 152

Marfat.com

۲۔عیسائیوں کی عید -- 152

۳۔مجوسیوں کی عیدیں -- 152

۴۔ہندومت سے لیے گئے مختلف پروگرام -- 152

غیبت، چغل خوری، ٹھٹھہ مذاق، اور بیہودہ گوئی -- 155

عبرت آموز واقعہ -- 157

بے حیائی کے مراکز کا سفر -- 159

کفار کے ملکوں کے سفر کا شرعی حکم -- 162

سفر کی شرائط -- 163

دن میں کثرت کے ساتھ سونا -- 163

رت جگے کرنا -- 167

بازاروں اور پارکوں میں ہلڑ بازی وہنگامہ آرائی -- 171

پارک شیطانی جال -- 173

نیٹ کلب اور کیفے ہاؤس -- 176

شیطانی وعدہ -- 177

کھیل تماشے اور ذکر سے غفلت کی مجالس -- 180

کھانا پینا اور ضیاع وقت -- 184

شبہات سے بچیے -- 186

حقوق کا ضیاع -- 187

معدہ کی تربیت -- 188

راہوں میں ڈیرہ ڈالنا -- 189

تیسرا باب: وقت کو کیسے کار آمد بنایا جائے؟

تمہید -- 191

فصل اوّل:......وقت بچانے کے ذرائع -- 192

لمحات کی قدر و قیمت -- 192

Marfat.com

فصل دوم:......وقت کی بچت

فصل دوم:......وقت کی بچت ---------- 196

[۱]......نظام الاوقات کی ترتیب ---------- 199

۱۔ہدف کا تعین ---------- 202

۲۔صاحب بصیرت ہونا ---------- 205

۳۔منہج کا انتخاب ---------- 206

۴۔منصوبہ سازی ---------- 207

۵۔عمل درآمد (منصوبہ بندی کا نفاذ) ---------- 207

۶۔تجزیہ (نگرانی اور دیکھ بھال) ---------- 207

۷۔استقامت ---------- 207

۸۔وسائل کا استعمال ---------- 209

۹۔متبادل پر نظر ---------- 210

[۲]......صحت کا خیال ---------- 210

[۳]......احتساب وقت ---------- 213

[۴]......ذاتی تربیت اور قوت ---------- 214

[۵]......علم اور مال ---------- 217

[۶]......آلات کا استعمال ---------- 218

[۷]......باہمی تعاون ---------- 219

۱۔مشاورت ---------- 220

۲۔تجربات سے فائدہ ---------- 220

۳۔مشکل سے اجتناب ---------- 221

۴۔قوت ارادہ ---------- 221

[۸]......بلند ہمتی ---------- 222

بلند ہمتی کیا ہے؟ ---------- 223

شرافت نفس ---------- 226

مستقل مزاجی ---------- 227

Marfat.com

- بلند ہمتی کی قسمیں ---------------------------- 228
- بلند ہمتی کی اہمیت ---------------------------- 228
- بلند ہمتی کے میدان اور مواقع ------------------ 229
- پست ہمتی کی مذمت ---------------------------- 230
- بلند ہمتی کے وسائل ---------------------------- 231
- [۹]......پریشانی میں صبر ---------------------- 232
- [۱۰]......اعتدال اور توازن -------------------- 234
- [۱۱]......جوانی کی قدر ------------------------ 234
- [۱۲]......ضیاعِ وقت سے اجتناب --------------- 235
  - ۱۔غفلت ------------------------------------ 236
  - ۲۔سستی ------------------------------------ 237
  - ۳۔کام چوری اور لاپروائی ------------------- 238
  - ۴۔ٹال مٹول -------------------------------- 238
  - ۵۔ادھورا کام ------------------------------- 239
  - ۶۔فضول کام -------------------------------- 239
  - ۷۔لمبی امید -------------------------------- 240
  - ۸۔نا اُمیدی -------------------------------- 242
  - ۹۔کل کا فریب ------------------------------ 243
  - ۱۰۔وقت کو گالی دینا ------------------------ 244
  - ۱۱۔جلد بازی -------------------------------- 245
- غیر ضروری ملاقاتیں -------------------------- 247
- غیر ضروری مواد کی بہتات --------------------- 247
- [۱۳]......حسنِ انتخاب (افضلیت) ---------------- 248
- [۱۴]......حسن تدبیر وحسن سیاست -------------- 249

فصل سوم:......کرنے کے کام -------------------- 251

Marfat.com

- اللہ سے تعلق ---------------- 252
- اللہ تعالیٰ کا ذکر ---------------- 255
- ذکر پر انعام ---------------- 257
- ذکر الٰہی میں مددگار طریقہ ---------------- 258
- خلوت اور مناجات الٰہی ---------------- 258
- اللہ تعالیٰ کے نام یاد کرنا ---------------- 259
- نماز کا قیام ---------------- 260
- اہمیت نماز ---------------- 261
- نوافل سے اللہ تعالیٰ کا تقرب ---------------- 262
- روزہ رکھنا ---------------- 264
- روزہ رکھنے پر انعام ---------------- 265
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ---------------- 266
- صلہ رحمی ---------------- 270
- صلہ رحمی پر انعام ---------------- 272
- پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک ---------------- 274
- مقدس سفر ---------------- 275
- احسانات الٰہی اور نعمتوں کا مشاہدہ ---------------- 284
- کفار کے انجام اور قدرت کی نشانیوں میں تدبر ---------------- 286
- آخرت کی یاد ---------------- 287
- قبروں کی زیارت ---------------- 287
- علم کا حصول ---------------- 290
- علم سیکھنے کا ثواب ---------------- 292
- کتاب بینی ---------------- 293
- ماہرین کی نظر میں مطالعہ ---------------- 295
- رونق حیات اور کتاب ---------------- 296

Marfat.com

- تلاوت قرآن اور تدبر ---------- 296
- سورت ملک، آخرت کا سامان ---------- 299
- سورۃ البقرہ کی آخری آیات ---------- 300
- ترکِ تلاوت پر سزا ---------- 301
- ترکِ قرآن کی بعض شکلیں ---------- 301
- حفظ حدیث ---------- 302
- دعوت دین ---------- 303
- دعوت دین کا فائدہ ---------- 305
- ترک دعوت کا نقصان ---------- 306
- تہذیب نفس ---------- 307
- تربیت اولاد ---------- 309
- صالحین کی مجلس ومحبت ---------- 311
- لقمان حکیم کی نصیحت ---------- 313
- اہل حق کی صحبت کے فائدے ---------- 314
- اللہ کے لیے محبت پر انعام ---------- 314
- لوگوں سے میل جول ---------- 315
- متفرق نیک اعمال ---------- 316
- گناہوں سے اجتناب ---------- 319
- توبہ واستغفار ---------- 319
- توبہ کا فائدہ ---------- 323
- دنیاوی فائدہ ---------- 323
- توبہ کی شرائط ---------- 325
- صدقہ ---------- 326
- صدقات پر انعام ---------- 327
- پورا پورا بدلہ ---------- 327

Marfat.com

- جہنم کی آگ سے نجات ---------- 328
- بہترین بدلہ ---------- 328
- ملائکہ کی دعا ---------- 328
- یتیم کی کفالت ---------- 329
- تنگدست کی مدد کرنا ---------- 329
- حیوانات کے ساتھ شفقت ---------- 330
- راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ---------- 331
- جنت کی طلب، جہنم سے پناہ مانگنا ---------- 333
- جہاد فی سبیل اللہ ---------- 333
- جہاد کا فائدہ ---------- 334

فصل چہارم:...... دنیاوی امور میں مہارت ---------- 336
- شاخ گل پہ گل آنے سے پہلے خار آتے ہیں ---------- 340
- مومن کے دن ورات ---------- 344
- مومن اپنے دن اور رات کیسے گزارے ---------- 344
- بھول نہ جائیے ---------- 345
- خلاصۂ کلام ---------- 348

Marfat.com

تقریظ

گرامی القدر پروفیسر ڈاکٹر محمد وسیم صاحب (بہار ہند)

میں نے اس تحریر کو از اوّل تا آخر مطالعہ کیا، اور مفید الانام پایا، یہ ایک نسخہ کیمیا ہے۔ اللہ ﷻ اسے قبولیت سے نوازیں اور اسے توشۂ آخرت بنائیں؛ اور قارئین کو عمل کی توفیق بخشیں۔

محمد وسیم

سبور بھاگل پور بہار، انڈیا

فون نمبر:00916272247408

☆☆☆

Marfat.com

مکتوبِ گرامی القدر جناب

مولانا عبدالہادی عبدالخالق مدنی (جالیات احساء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ابوشرحبیل شفیق الرحمٰن دراوی صاحب وفقہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خیریت؛ مزاج گرامی!

الحمد للہ آپ کی کتاب ''متاعِ وقت'' پر نظر ثانی مکمل ہوگئی؛ ہم نے اس کا حرف بحرف مطالعہ کیا، آپ کی محنت و مشقت قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ نظر ثانی کرتے ہوئے جو چیزیں قابل اصلاح محسوس ہوئیں انہیں پنسل سے نشان زدہ کردیا ہے، اور زیادہ تر اپنی صوابدید کے مطابق درست کردیا ہے۔ بعض عمومی ملاحظات ہیں جن کا ذکر اس لیے کیا جارہا ہے تاکہ مستقبل میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

جالیات احساء، سعودی عرب

☆☆☆

اس کے بعد مولانا کے کچھ مشورے تھے جن میں سے ۹۵ فیصد پر عمل کرتے ہوئے اصلاح کر لی گئی ہے؛ ان کا موضوع سے خاطر خواہ تعلق نہیں اس لیے انہیں حذف کیا جارہا ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

سچے مومن کا طرزِ حیات

''وقت'' اس کائنات میں انسان کی عزیز ترین اور نہایت بیش قیمت متاع ہے۔ جن لوگوں نے وقت کی قدر و قیمت کا ادراک کر کے اپنی زندگی میں اس کا بہتر استعمال کیا، وہی لوگ کائنات کے سینے پر اپنا نقش چھوڑنے میں کامیاب ٹھہرے اور ان کی شخصیات اپنے اوصاف و کمالات کی رعنائیوں کے ساتھ صحیفۂ دھر پر جاوداں ہو گئیں۔ درحقیقت انسان اس وقت تک ''وقت'' کے درست مصرف پر اپنی توجہات کا ارتکاز نہیں کر سکتا جب تک اس کے سامنے اس کی زندگی کا کوئی متعین مقصد اور نصب العین نہ ہو۔ جو انسان اپنی زندگی کو مقصدیت کے دائرے میں لے آیا ہو اور وہ اپنے اسی مقصد اور آدرش کے لیے ہی زندگی کے روز و شب بسر کرنا چاہتا ہو اس کی ساری توجہ اپنے مقصد پر لگ جاتی ہے۔ اِدھر اُدھر کے لایعنی مسائل میں اُلجھ کر وہ اپنا وقت برباد نہیں کرتا۔

بامقصد زندگی بسر کرنے والا انسان درحقیقت ایک ایسے مسافر کی مانند ہوتا ہے جو اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس اپنی منزل کی جانب پیش قدمی میں لگا دیتا ہے۔ عالم آب و گل کی رنگینیاں اور اس کائنات بے کراں کی بوقلمونیاں اس راہرو منزل کو لبھانے کے لیے قدم قدم پر اس سے دامن گیر ہوتی ہیں لیکن وہ آنکھیں بند کر کے ان دلچسپیوں کو یکسر پس پشت ڈال کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ دورانِ سفر اس مسافر کو شجر ہائے سایہ دار اور اقامت گاہیں ستانے، ٹھہرنے اور آرام کرنے پر راغب کرتے ہیں مگر وہ ان سے پہلو بچا کر ناقۂ وقت پر سوار اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے۔ شیطانی بہکاوے اسے لہو و لعب کی طرف راغب کرتے ہیں مگر وہ ہر ایک سے منہ موڑ کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حالات و واقعات کے اُتار چڑھاؤ اور زیست کے نشیب و فراز اس سے متصادم ہوتے ہیں لیکن

پھر بھی اس کے ارادوں کی پختگی اور رفتار کے تسلسل میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہونے پاتی۔

اس دنیا میں اپنی حیاتِ مستعار کو بامعنی اور ثمر خیز بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے پیشِ نظر ایک ہدف ہو، ایسا ہدف کہ جس کی صداقت اور قطعیت پر اس کا ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو، اس پر اس کے شعور و جدان اور ضمیر کی آواز پوری طرح اس کا ساتھ دے رہے ہوں، اس بامقصد ہدف کا شعور اور یقین انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح سما چکا ہو۔ اسی بامقصد، بامعنی اور متعین ہدف کا وجود ہی کسی بھی انسان کو دیگر مخلوقات سے ممیز و ممتاز کرتا ہے۔ ورنہ انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اگر انسان کی زندگی میں مقصدیت آ جائے تو وہ لازماً ایک مثالی زندگی کا حامل بن جائے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ کامل ارتکازِ توجہ اور یک سوئی کے ساتھ چلتے چلتے اپنی منزل کو پا کر ہی دم لے گا۔

درحقیقت قادرِ مطلق اور خالقِ اکبر کی یہ ساری کائنات ''وقت'' کی زنجیروں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ سورج اور چاند کا طلوع و غروب، صبح و شام کی نمود، وقت کے احساس کے مختلف عنوانات ہیں۔ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ گویا فطرت کی جانب سے اس حقیقت کا خاموش اعلان ہوتا ہے کہ اس کی زندگی کی گردشوں سے ایک گردش کم ہو گئی۔ پس دانش مند انسان وہ ہے جو اس کے بعد آنے والی اگلی صبح کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرے اور اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو جائے۔ صبح کے وقت طلوعِ آفتاب کا عمل ہر انسان کو دو مواقع کے درمیان کھڑا کر دیتا ہے۔ ایک وہ موقع جو گزر گیا جب کہ دوسرا وہ موقع جو سامنے کھلا ہوا موجود ہے اور انسان کی ہمت آزمائی کا منتظر ہے۔ وقت کے لمحات کی صورت میں میسر آنے والے مواقع کو جو شخص بھی استعمال کر لے گا وہ یقیناً اپنے ہدف کو پا کر رہے گا اور منزل تک رسائی اس کے لیے ناممکن نہیں ہو گی۔ اس کائنات میں جو انسان کے لیے دار الامتحان ہے، مواقع صرف انہی لوگوں کے لیے ہوتے ہیں جو ان کو استعمال کر لیں اور وہی درحقیقت کامیابی کے حق دار ہیں۔

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے زیرِ مطالعہ ہے اس کی تالیف کا بنیادی تقاضائے وقت کی

Marfat.com

قدرو قیمت کو خاص طور پر اسلامی نقطہ نظر سے اُجاگر کر کے ایک سچے اور راست باز مومن کو تضیع اوقات کے نقصان سے آگاہ کرنا ہے۔ مصنف موصوف فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ نے نہایت عرق ریزی اور جان فشانی سے دردمندی کے احساس کے ساتھ اس کو تالیف کیا ہے۔ اس کتاب میں ایک عام انسان کے لیے بھی اور اُمت مسلمہ کے علمبرداروں کے لیے بھی رہنمائی کا بیش قیمت لوازمہ مہیا کیا گیا ہے۔

وقت درحقیقت اللہ کریم کی تخلیق ہے بلکہ یہ ایک ایسی تخلیق ہے جسے دیگر مادی تخلیقات سے پہلے وجود عطا کیا گیا۔ وقت تخلیقاتِ خداوندی کے ساتھ انسان کے ربط وضبط کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادرِ مطلق کی اس تخلیق پر تفکر و تدبر تقرب الٰہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہی درحقیقت معبودِ برحق ہے۔ اس حی و قیوم ذات پر ایمان، وقت کے معیار پر، انسانی زندگی اور دیگر تمام مادی اشیاء کے فانی ہونے اور رب کریم کی ازلی وابدی ہستی کی بیّن حقیقت کے ادراک سے ہو جاتا ہے۔

ایک بندۂ مومن کے لیے وقت کسی نعمت کبریٰ سے کم نہیں۔ ایمان، انسان کا ایک ایسا وصف ہے جو گزرے ہوئے وقت کو اس کے لیے ختم یا محو نہیں ہونے دیتا بلکہ اس کو ہمیشہ کے لیے امر بنا دیتا ہے۔ ایمان انسان کو وقت کے انتظار سے محفوظ رکھتا ہے، قوتِ عمل کے لیے محرک کا کام دیتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ انسان کو زندگی کے نئے باب کھولنے کا داعیہ مہیا کرتا ہے۔ اللہ کی رحمت و مہربانی سے وقت سکڑتا اور پھیلتا ہے، اُمورِ حیات میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں، بند راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں، نئے نئے عنوانات سے کام کرنے کے مواقع میسر آتے ہیں اور انسان کی یہ مختصر زندگی جو خواب و خیال کی طرح پلک جھپکتے گزر جاتی ہے وہ بہشت بریں اور رضائے الٰہی ایسی بے حد و کنار اور لازوال نعمتوں کی قیمت قرار پاتی ہے۔

تو پھر کیا کائنات کی اس بیش قیمت حقیقت کو طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیا جائے؟ نہیں، بلکہ عقل مندی کا تقاضا ہے کہ اس کی اہمیت کا شعور اُجاگر کر کے اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی مساعی جمیلہ بروئے کار لائی جائیں اور دن رات اللہ ذوالجلال کے احکام اور اس کی

Marfat.com

نبی سیّدنا الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کوشاں رہا جائے۔ایسی ہی کوششوں کو مہمیز اور ایڑ لگانے کے لیے ایک بابرکت اور مسعود کوشش محترم شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ کی یہ کاوشِ گراں مایہ ''تحفۂ وقت'' بھی ہے۔اس میں انہوں نے اُمت مسلمہ کے افراد کے لیے راہنمائی کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے اُصول بیان کیے ہیں جن کی روشنی میں انسان وقت کی صحیح قدر سمجھ سکتا ہے، اور اللہ جل شانہ اور نبی مکرم ﷺ کی اطاعت میں رہتے ہوئے دین ودُنیا کی کامیابی وکامرانی حاصل کرسکتا ہے۔

آخر میں، میں مصنف گرامی کی زندگی میں برکات کے نزول اور جملہ معاونین کی مغفرت وکامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا گو ہوں۔

عبدالرؤف

یکم مارچ ۲۰۰۹ء
مدیر مکتبۃ الکتاب، پاکستان

Marfat.com

حدیثِ دل

الحمد لله الذی خلق الظلمات والنور؛والذین کفروا بربهم یعدلون۔الحمد لله الذي جعل الليل والنهار خلفة لمن أراد أن يذكر أو أراد شكوراً؛ غفار الذنوب لمن تاب وآمن واستغفر، وتواب رحيم لكل من تاب واسترحم، فارج الكرب كاشف الهم مزيل الغم، موهب البركات، معطي المزايا والسجايات؛ لا شريك له ولا ند له، والصلاةو السلام على أفضل الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمابعد!

تمام تر تعریف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ،درودو سلام ہو محمد رسول ﷺ پر، کروڑوں رحمتیں ہوں صحابہ کرام اور ائمہ دین پر۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو اس کی وسعت کے مطابق دعوتِ دین کا مکلّف ٹھہرایا ہے، جس کا اظہار رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے ہوتا ہے: "بلغوا عنی ولو آیة۔" (بخاری ۳۲۰۲)

"اگر کسی کو میری طرف سے ایک آیت بھی پہنچی ہو، وہ اسے لوگوں تک پہنچائے۔"

پس اس حکم شرعی کی تعمیل ہر طرح کے لوگ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کر رہے ہیں۔کوئی مسلمان معاشرہ میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے ان کی اصلاح کر رہا ہے تو کوئی کفار کو اسلام کی دعوت دے رہا ہے۔اور کوئی اسلام پر وارد ہونے والے مختلف اعتراضات کا جواب دے رہا ہے۔ایک طبقہ اگر اسلام کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے شمشیر بکف ہے، تو دوسرا طبقہ ان لوگوں کی رہنمائی اور تعلیم وتدریس کے لیے علما پیدا کرنے میں مشغول ہے۔بہر حال جو بھی انسان جس مقام پر دعوت دین کا کام کر رہا ہے، یا ان لوگوں کی مدد ونصرت کر رہا ہے جو اللہ کے دین کی خدمت میں مشغول ہیں؛ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر

Marfat.com

عظیم عطا فرمائے؛ آمین۔

یہ دراصل افراد سے بڑھ کر اسلامی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس کام کے لیے کمر بستہ رہتی۔ موجودہ دور میں اگر بیسیوں اسلامی ممالک میں کوئی ملک حکومتی سطح پر، اور پوری حکومتی مشینری کے ساتھ یہ فریضہ انجام دے رہا ہے تو وہ خداداد اسلامی مملکت سعودی عرب ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور سے ہی دامے درمے سخنے یہ کام ہو رہا تھا؛ لیکن شاہ فہد رحمہ اللہ کے دور میں اس کام میں انقلابی تبدیلیاں اور اصلاحات ہوئیں۔ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت اور غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کے لیے ملک کے اندر اور باہر ادارے قائم کیے گئے۔ اور اس نام سے ایک وزارت "وزارة الشئون اسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد" کے نام سے قائم کی گئی ہے۔ جس کا کام بیرون ملک دعاۃ کا تعین، اور اندرون ملک ان تمام اداروں اور مکاتب کی نگرانی ہے جو اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ بلکہ انتہائی خوش آئند بات یہ ہے کہ اب تمام ہسپتالوں، جیلوں اور بڑی کمپنیوں میں ان اداروں کے نمائندہ آفس "مندوبیہ دعوت وارشاد" کے نام سے کھولے جا رہے ہیں۔

"امر بالمعروف والنھی عن المنکر" کا ادارہ بھی پوری طرح اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ الغرض حکومتی سطح پر ہر طرح کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی جگہ کوئی ادارہ کارکردگی نہ دکھا رہا ہو، یا سستی کا شکار ہو۔ اس بارے میں ہم حکومت کے متعلق رائے نہیں رکھ سکتے کیونکہ وہ اپنا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اور ان مکاتب سے جو خیر اور برکات کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ملک کے اندر اور باہر ایک دعوتی انقلاب آ رہا ہے۔ اور تقریباً یہی وجہ ہے کہ مغرب اب شور مچا رہا ہے کہ بنیاد پرستی کی شاخیں دنیا میں کہیں بھی ہوں، اس کی جڑیں "سعودی عرب" میں ہیں۔

الحمد للہ! ہم بھی اس پر فخر کر سکتے ہیں کہ اب بھی کوئی ملک ایسا ہے جس نے اس گئے گزرے دور میں بھی اس کام کی لاج رکھی ہوئی ہے۔ اگرچہ ابھی اس کام میں کمی ہونے میں شک نہیں۔ انہی دعوتی مراکز میں سے ایک مرکز "جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ" ہے۔ جہاں کے

۹۷۰۶۷

Marfat.com

فارغ التحصیل طلبہ ہر سطح پر اس کام میں اپنا فریضہ حسب استطاعت ادا کر رہے ہیں۔

دعوت وارشاد کے سلسلہ میں پورے ملک کے مکاتب، جالیات اور دیگر ادارے سارا سال دعوتی لٹریچر چھاپ کر مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں، تاکہ پڑھنے اور چھاپنے والے اور دیگر تمام متعاون اور کاتب لوگ اپنی ذمہ داری ادا کر کے عنداللہ سرخرو ہو جائیں؛ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جب میں نے وقت کے بارے میں چند ایک پمفلٹ پڑھے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ اردو میں بھی کچھ معقول انداز میں مواد جمع کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں جو اردو کی کتابیں میرے ہاتھ لگیں ان میں ابن الحسن عباسی صاحب؛ رفیق شعبہ تصنیف جامعہ فاروقیہ کراچی، کی کتاب ''متاعِ وقت اور کاروانِ اہل علم'' اور مولانا عبدالرؤف رحمانی صاحب جھنڈانگری کی کتاب ''العلم والعلماء'' تھیں۔ ہر چند کہ دونوں کتابیں منجھے ہوئے معروف اور قلم کار علمائے کرام کی شاہکار تصانیف ہیں، اور ان پر بڑے بڑے علما کرام نے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے؛ حقیقت میں دونوں کتابیں اس دعا کی مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مصنّفین کے نامہ اعمال میں اس وقت شامل کرلے جب اس کی انتہائی سخت ضرورت ہوگی، اور ان علما کرام کی باقیات صالحات میں سے بنادے۔ مگر جو چیز ان کے بعد اس کتاب کی تصنیف اور جمع کرنے کا سبب بنی وہ ایک نکتہ تھا کہ ان کتب میں اگر چہ وقت کے مفید استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور ترغیب موجود ہے۔ اور اس سلسلہ میں علمائے کرام کے روشن اور بصیرت افروز واقعات اربابِ عقل کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں؛ مگر یہ کتب مسئلہ کا پوری طرح احاطہ نہیں کرسکتی تھیں۔ کیونکہ ان میں وقت کا اداری نظام اور ان عناصر کا بیان نہیں ہے جو وقت سے استفادہ کرنے کے لیے ہمارے مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ اس کتاب میں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ ان عام عناصر کا اجمالی اور مختصر بیان کیا جائے جن کی بنا پر ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے؛ اور پھر اس کے مضرات بھی بیان کر دیے جائیں، نیز وقت سے فائدہ اٹھانے میں مددگار چیزوں اور معاصی کے مقابل میں متبادل امور بھی ذکر کر دیے جائیں۔

اس کتاب کی تیاری میں کم از کم ڈیڑھ سو سے زائد کتابوں کو کھنگالنا پڑا، جن میں نوے فیصد کتابیں عربی زبان میں تھیں۔اور یہ بھی خیال رکھا گیا ہے کہ یہ کتب مآخذ ثقہ اہل علم کی ہوں۔اور بات صرف کام کی اور ٹھوس ہی نقل کی جائے۔اور ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس میں زبان کا انداز آسان رہے۔اور مشکل الفاظ سے اجتناب کیا جائے۔

چونکہ یہ کتاب فراغتِ وقت کے حوالے سے ہے۔دورِ حاضر میں معاملہ صرف وقت کے اعتبار سے فراغت کا ہی نہیں رہ گیا بلکہ معاملہ اس سے آگے بڑھ کر فراغتِ نفس، فراغتِ قلب، فراغتِ اخلاقیات و مبادیات اور سنجیدہ اہداف یا اغراض و مقاصد سے بھی فراغت و پہلوتہی تک پہنچ گیا ہے۔

فراغت کا مسئلہ زندگی میں تہذیب جدید کے کھلے پن کی پیداوار ہے، فراغت انسان کو اس زعم میں مبتلا کر دیتی ہے کہ اس کا اسے کوئی بھی فائدہ نہیں ہے، وہ معاشرے کا ایک عضو معطل ہے۔فارغ انسان اپنے کسی کام کے نتیجہ خیز اور ثمر آور ہونے کی توقع نہیں رکھتا، اس کے سامنے زندگی کا کوئی آدرش اور نصب العین نہیں ہوتا، اور جس زندگی کا کوئی مقصد نہ ہو، بھلا وہ زندگی بھی کیا زندگی ہے؟

فراغت ایک شیطانی وسیلہ ہے جس میں وہ انسان کو مختلف وسوسوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے، وہ انسان کی جنسی خواہشات میں اشتعال پیدا کرتا اور انہیں حرکت دیتا اور خطرناک نفسیاتی اندیشوں میں ڈال دیتا ہے۔فراغت، فکر و عقل اور جسمانی قوتوں کے لیے ایک قاتل بیماری ہے کیونکہ نفس کے لیے حرکت و عمل ضروری ہے اور جب یہ نہ ہوں گے تو عقل و ذہن کند اور دماغ ماؤف ہو جائے گا، حرکتِ نفس کمزور پڑ جائے گی اور دل پر غلط افکار کا تسلط ہو جائے گا۔

بیکار انسان بآسانی شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ماہرین نفسیات اور سماجی علوم کے علماءِ اس بات کے گواہ ہیں کہ جرائم اور اخلاقی مسائل کا سبب کسی بھی جگہ اور کسی بھی زمانے میں فراغت کا زیادہ ہونا ہے۔نوجوان طبقہ فراغتِ وقت سے نجات کے لیے سڑکوں اور بازاروں میں بلاوجہ گھومنے پھرنے کو تفریح سے تعبیر کرتا ہے۔اس طرح نوجوان نہ صرف اپنا وقت ضائع

Marfat.com

کرتے ہیں، بلکہ ہلڑ بازی، چھیڑ خانی اور چیٹنگ کے لیے قہوہ خانوں میں اور سڑکوں کے کناروں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس میں نہ صرف ان نوجوانوں کی صلاحیتوں کی تباہی ہے، بلکہ مفاسد اور بداخلاقیوں میں مبتلا ہونے کی اصل وجہ یہی بری عادات ہیں۔

فراغت اس وقت تہذیب واخلاق کی سب سے بڑی قاتل بن جاتی ہے جب نوجوان اپنا زیادہ تر وقت سیٹلائٹ چینلز دیکھنے میں گزارتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ وہ اپنے افرادِ خانہ سے بھی تعلقات کو استوار نہیں رکھ سکتے بلکہ پیار ومحبت کے یہ فطری اور اٹوٹ رشتے توڑ بیٹھتے ہیں۔ آخر کار پہلے وہ محرومیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور پھر غیر اخلاقی حرکات وعادات کے مرتکب۔ دوسروں کی حق تلفی کر کے لوگوں کے لیے پریشانیوں کا باعث بنتے ہیں، اور آخری نتیجہ کے طور پر وہ فضول اور ناپسندیدہ امور وافعال میں پھنس جاتے ہیں۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم سے کیا ہی بھلی بات کہی تھی کہ:

"ضروری ہے کہ تم ان ہاتھوں کو اللہ کی اطاعت کے کاموں میں مشغول رکھو ورنہ پھر یہ تمہیں اللہ کی معصیت ونافرمانی میں مصروف کر دیں گے۔"

فراغت ہمیشہ بے مصرف نہیں ہو سکتی، اسے لازماً خیر یا شر سے پر صرف کیا جائے گا، اگر کوئی خود کو حق کی خدمت میں مشغول نہ کر سکا تو اس کا نفس اسے باطل میں مصروف کر دے گا، خوشخبری ہے ان کے لیے جو اپنے فارغ اوقات کو خیر وبھلائی اور اصلاحِ احوال کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ فارغ اوقات کا صحیح مصرف کر کے امت کے افراد کی طاقتوں کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ یہ اخلاقی انحرافات کے دروازے بند کرنے میں اہم مددگار عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے واجبات کے بعد اپنے اوقات کو مفید اور بارآور امور میں صرف کرنے کی رغبت دلائی ہے تاکہ ایسی فرصت یہ نہ رہے جو انسان کے لیے شکایت کا سبب بنے اور پھر اسے پر کرنے کے لیے اسے اپنی ذہنی وجسمانی طاقت کو ضائع کرنے اور انحراف میں مبتلا ہونے کی ضرورت پیش آئے۔

اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ان تمام امراض کا

Marfat.com

مثبت حل تلاش کر کے قارئین کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور اس بات کی بھی کوشش کی ہے کہ کوئی غیر ذمہ دارانہ اور غیر ضروری بات نہ لکھی جائے، اور نہ مضمون کو فقط حجم بڑھانے کے لیے طول دیا جائے۔ اس کوشش میں اگر کامیاب ہوگیا ہوں، تو یہ محض اللہ کی ذات کا کرم ہے۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے، تو یہ شیطان کی طرف سے اور نفس کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔

آخر میں میں اللہ ﷻ سے دعا کرتا ہوں کہ میری یہ کوشش جن لوگوں کا صدقہ جاریہ ہے انہیں اس کے اجر سے مالا مال فرمائے۔ اور ان میں سے جو لوگ اب اس دنیا میں نہیں رہے، ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور جو بقیدِ حیات ہیں، ان کے نیک اور صالح اعمال میں برکت عطا فرمائے، اور ہم سب کے گناہ معاف فرمائے۔ ان لوگوں سے میری مراد، میرے والدین، اساتذہ، اور وہ دوست احباب اور مکاتب تعاونیہ کے نگران اور ذمہ داران اور وہ دعاۃ ہیں جن کی تربیت، تعاون اور دلچسپی سے یہ کام ممکن ہوا۔ اس کتاب پر جو محنت ہوئی ہے اسے لوگ کس قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور کس انداز سے لیتے ہیں، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، کیونکہ میرا ضمیر اس بات پر مطمئن ہے کہ اپنی وسعت اور پہنچ تک میں نے اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی؛ اور یہ کوشش کی ہے کہ اس بارے میں جو کوئی فائدہ مند بات نظر سے گزری ہے، اسے اچھی طرح جانچ پرکھ کر مناسب موقع پر اسے درج کر دیا ہے۔ اور یہ کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بہتر مواد پیش کیا جائے، اور اب اس کوشش کے بعد میں بقول شاعر یہی کہہ سکتا ہوں ؎

مجھ کو اس سے کیا غرض کس جام میں ہے کتنی مے

میرے پیمانے میں لیکن حاصل مے خانہ ہے

اللہ ﷻ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، اور ہماری کمی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان اس پر قادر مطلق ہے۔

دعاؤں کا طالب

شفیق الرحمٰن بن انیس الرحمٰن شاہ آل عبد الکبیر کشمیری الدراوی

المکتب التعاونی للدعوۃ والإرشاد وتوعیۃ الجالیات بالخبر، 21/3/1429

Marfat.com

کتاب کا خاکہ

زیرِنظر کتاب کی تیاری میں مختلف طبقہ ہائے زندگی کے لوگوں پر نظر رکھتے ہوئے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس سے ایک عام اُردو خواں قاری بھی ایسے ہی مستفید ہو سکے جیسے کوئی پڑھا لکھا آدمی استفادہ کر سکتا ہے۔ اس غرض کے پیش نظر میں نے اسے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا باب: ''وقت کی قیمت'' کے بیان میں ہے۔ اس کی پہلی فصل میں ''وقت کے خصائص'' اور اس کے قیمتی ہونے کا ذکر ہے۔ اور دوسری فصل میں ''وقت شناس'' لوگوں کے واقعات کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں ''دنیا کی حقیقت'' کا بیان ہے۔

دوسرے باب: ''ضیاعِ وقت'' میں ان امور کا بیان ہے جن کی وجہ سے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے، مگر ہم اس پر توجہ نہیں دیتے۔

تیسرے باب میں ''کرنے کے کام'' کے عنوان سے مختلف امور، اور ان کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ استفادہ کرنے والا پوری بصیرت اور اُمنگ کے ساتھ ان امور کو بجالائے۔

اس بات کا بھی دھیان رکھا گیا ہے کہ اگر ایک آدمی بالکل عام اور سادہ ذہن ہو، اس کے لیے بھی ایسی چیز اس کتاب میں آجائے جس سے وہ فائدہ حاصل کر سکے۔

بعض جگہ تصویر کے دونوں رخ بیان کر دیے ہیں یعنی نیک عمل کا ثواب اور ترک کرنے کا انجام۔

مختلف برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حتی الامکان اس کا انجام اور اس کا متبادل بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آیات کا ہر ممکن حوالہ اور ان کا متن درج کر دیا گیا ہے تاکہ تلاش میں دقت نہ ہو۔

Marfat.com

چونکہ یہ کتاب سکول اور کالج کے طلبہ اور عام طبقہ کے لیے ہے، اس لیے احادیث کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کے حوالہ اور حدیث کے حکم پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کوئی انتہائی ضعیف یا موضوع حدیث اس میں درج نہ ہونے پائے۔

کتاب میں جا بجا عربی اور اردو اشعار درج کیے گئے ہیں۔ عربی اشعار کا ترجمہ حتی الامکان لفظی قید سے بالاتر ہو کر آسان اردو میں کیا گیا ہے۔

عربی کا شوق رکھنے والے حضرات کا لحاظ رکھتے ہوئے اور برکت کے حصول کے لیے آیات اور احادیث کی عبارتیں جا بجا درج کی گئی ہیں۔

اس کتاب میں لفظی صنعت گری، ادبی زور آزمائی، اور نقل سے دور رہتے ہوئے نالۂ دل کی ترجمانی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ایک ہی آیت اور حدیث کو بار بار نہ لایا جائے، تاکہ کتاب کی ضخامت زیادہ نہ ہو۔

اس سے مقصود کسی شہرت کا حصول یا کوئی بڑائی اور تکبر نہیں، بلکہ اصلاحِ نفس کی کوشش کے ساتھ ساتھ یہ تمنا اور آرزو ہے کہ اگر اس کتاب کے پڑھنے سے ایک آدمی بھی راہِ راست پر آ گیا تو یہ میری عاقبت کے لیے ذخیرہ ہو جائے گا۔

بعد فنا فضول ہے نام و نشان کی فکر
ہم ہی نہ جب رہے تو رہے گا مزار کیا؟

Marfat.com

پہلا باب:

وقت کی قیمت

اگر کسی سے پوچھا جائے کہ اس کے پاس سب سے قیمتی ترین سرمایہ کون سا ہے؟ تو یقیناً اس کا مناسب ترین جواب یہی ہوگا کہ صحت اور وقت۔ یہ دو ایسی لاجواب ولاثانی نعمتیں ہیں جن کا مقابلہ کسی دوسری چیز سے نہیں کیا جاسکتا۔ شریعت مطہرہ نے اس جانب توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ''یہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت بہت سارے لوگ دھوکے کا شکار رہتے ہیں۔ صحت مند یہ سمجھتا ہے کہ اس کی صحت کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔ اور فارغ البال انسان سمجھتا ہے کہ اسے کبھی کوئی فکر اور پریشانی یا غیر مختتم مشغولیت لاحق نہیں ہوگی۔ لیکن پھر جلد ہی وہ لمحات سر پہ آن کھڑے ہوتے ہیں جب یہ سب کچھ قصۂ پارینہ ہو جاتا ہے۔ ان دو نعمتوں میں سے بھی اگر زیادہ انمول اور گراں قدر کوئی چیز ہے تو وہ ''وقت کی نعمت'' ہے۔

اہمیت وقت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں جا بجا وقت کی قسمیں کھا کر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (العصر ۱،۲،۳)

''وقت عصر کی قسم! انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ نہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں......''

اور فرمایا:

﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ②﴾ (اللیل ۱،۲)

''اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے، اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے۔''

Marfat.com

دیگر بھی بہت ساری آیات میں وقت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاکہ انسان اس کی ضرورت کو سمجھے اور خالق اوقات کی منشا کے مطابق زندگی بسر کرے۔ عقلمند انسان زندگی کی اس تیز رفتاری اور یوں کٹنے سے نصیحت حاصل کرسکتا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اپنے نفس کا خوشحالی کے ایام میں سخت حساب والے دن سے پہلے محاسبہ کرو، کیونکہ جس نے خوشحالی میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا، اس کا انجام رضا کا حصول، اور قابل رشک ہونا ہے۔ اور جس کو اس کی زندگی نے غافل رکھا، اور خواہشات نے مصروف کردیا، اس کا انجام کار ندامت اور خسارہ ہے۔''

کئی لوگوں کو مسلسل فراغت وقت یعنی بیکاری کا سامنا ہے۔ وہ بھی اس وجہ سے مختلف قسم کی منصوبہ بندیاں کرتے ہیں، خواہ ان کی تکمیل ممکن ہوسکے یا نہیں؛ تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو مصروف رکھا جائے؛ اور کوفت (ذہنی پریشانی اور تنگی) سے نجات حاصل ہو۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک اور سوال جو اکثر لوگوں کے ذہنوں میں آتا ہے، اور آنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ان اوقات کو کس طرح زیادہ سے زیادہ یادگار، کار آمد، خوش بختی اور سعادت کا ذریعہ بنایا جائے؟

آنے والے صفحات میں وقت کی خصوصیات، ان میں حسن تصرف، اور ضیاع وقت کے حوالے سے بات ہوگی۔ وقت کی قیمت، ممکنہ اعمال اور ان پر اجر وثواب کا جائزہ لیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ حریص انسان کو فائدہ سے بہرہ مند فرمائیں۔

وقت اور لوگوں کی اقسام

دنیا کی اس مختصر زندگی میں اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اس وقتِ معمور سے فائدہ اٹھانے میں برابر نہیں رکھا، بلکہ ان میں عزم و عمل اور ہمت وثبات کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے، جس کو خود اس خالق کائنات نے بیان کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ ﴾ (فاطر: ۳۲)

''پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رَو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں، یہی بڑا فضل ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم ان لوگوں کی ہے: جو درمیانے درجہ کے ہیں، جن کے اعمالِ صالحہ اور برائیاں برابر ہیں۔ اور ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اور دوسرے درجہ کے وہ لوگ ہیں جو گناہوں میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور تیسرے درجہ کے وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک وہ لوگ ہیں جنہیں کسی بھی چیز سے کوئی خاص دلچسپی نہیں؛ نیکی کے وقت نیکی کر لی، اور برائی میں بھی شریک ہوگئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا﴾

(التوبہ: ۱۰۲)

''اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دیا تھا۔''

دوسری قسم کے لوگ جو گناہوں میں ہی لگے ہوئے ہیں جنہیں گناہوں سے فرصت نہیں، اور تیسری قسم کے وہ لوگ جنہیں نیکیوں سے فرصت نہیں۔ جن کو بالفاظ دیگر سابقین بالخیرات یا مومنین حق کہا جاسکتا ہے، جن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزرتا ہے۔ اور اگر ان سے کسی موقع پر کوئی غلطی یا گناہ ہوجاتا ہے تو وہ اس پر مصر نہیں رہتے بلکہ فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔

وقت کے متعلق ایک اور تقسیم بھی کی جاسکتی ہے کہ مختلف کمیوں کوتاہیوں اور افراط وتفریط کے باوجود زمانے یا وقت سے اپنے تعلق کے اعتبار سے لوگ تین قسم کے ہیں:

۱۔ وہ لوگ جو ماضی کے ہی بندے بنے بیٹھے ہیں، اور جن کو اپنے باپ دادا کے کارناموں پر بڑا فخر ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو ابھی تک ماضی ہی میں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو نہ

Marfat.com

کچھ خبر ہے، اور نہ ان کی کوئی جدوجہد اور کوشش ہے جس کی وجہ سے ان کے روشن مستقبل کے امکانات ہوں۔ اپنے باپ دادا کے کارناموں اور یادوں کے ذکر کے ساتھ جی رہے ہیں۔ اس میں کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرپاتے؛ اور نہ آج تک کوئی نئی چیز سامنے لاسکے۔

شاعر مشرق، علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جن میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں گے صنم پتھر کے

ایسے ہی لوگوں کو شاعر نے یوں مخاطب کیا ہے:

كن ابن من شئت واكتسب أدباً
يغنيك محموده عن النسب
إن الفتى من يقول ها أنا ذا
ليس الفتى من يقول: كان أبي

”تم جس کی چاہو اولاد بن جاؤ، لیکن ادب حاصل کرو، تمہیں اس کے اچھے اوصاف نسب سے بے نیاز کردیں گے۔ بے شک جواں مرد وہ ہے جو خود کو پیش کرے اور کہے: میں یہ ہوں؛ جواں مرد وہ نہیں ہے جو کہے میرے باپ دادا ایسے تھے۔“

ایک اور شاعر کہتا ہے:

لئن فخرت بآباء ذوي حسب
لقد صدقت، ولكن بئس ما ولدوا

Marfat.com

"اگر تم اپنے حسب ونسب والے باپ دادا پر فخر کرتے ہو تو سچ کہتے ہو، مگر انہوں نے بہت بری اولاد کو جنم دیا ہے۔"

علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تھے وہ آبا تو تمہارے ہی مگر تم کیا ہو

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو؟

۲۔ دوسری قسم: وہ لوگ ہیں جو نہ تو ماضی پیش کر سکتے ہیں، اور نہ حاضر میں ان کا کوئی خاص کارنامہ یا منصوبہ بندی ہے۔ اگر کوئی عمل ہے بھی تو سوائے غلطی اور بدی کے کچھ بھی نہیں، جس کے اثرات کو ختم کرنے سے غافل ہیں۔ مگر اچھے مستقبل کے لیے بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے عملی زندگی میں ان کا کوئی کارنامہ، کوئی جدوجہد یا کوشش نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ جن کی خواہشات کو ہم سپنوں کے محل، خیالی پلاؤ یا کسی بھی دیگر مترادف لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ ﴾ (حدید: ١٤)

"مگر تم نے خود کو آزمائش میں ڈالا، اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے، اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں رکھا؛ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہنچا؛ اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت؛ والعاجز من اتبع نفسه هواها، وتمنى على الله.)) [1]

"عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا، اور موت کے بعد کے لیے

[1] ترمذی: ٢٣٨٣۔ احمد: ١٦٥٠١۔ ابن ماجہ: ٤٢٥٠۔ صحیح۔

Marfat.com

اعمال کیے۔ اور عاجز وہ ہے جس نے خواہشاتِ نفس کی پیروی کی اور اللہ پر امیدیں لگائے رکھیں۔''

ان دو قسم کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

الفتى أمسك الماضي شهيداً معدلاً

وأصبحت في يوم عليك شهيد

فإن كنت بالأمس اقترفت إساءة

فثن بإحسان وأنت حميد

ولا ترج فعل الخير يوماً إلى غدٍ

لعل غداً يأتي وأنت فقيد

فيومك إن اتعبته عاد نفعه

عليك ، وماض الأمس ليس يعود

''جوان وہ ہے جو اپنے ماضی کو معتبر گواہ بنائے رکھتا ہے؛ اور تمہاری حالت یہ ہوگئی ہے کہ آج کا دن تمہارے خلاف گواہ ہے۔ اور اگر کل آپ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے، تو آج اس کو نیکی کر کے ختم کیجیے، یہی آپ کی اچھی خصلت ہے۔ اور آج کے دن کی جانے والی بھلائی کو کل تک کے لیے نہ چھوڑیں؛ شاید کل کا دن آئے اور آپ نہ ہوں۔ اگر آج کے دن آپ نے خود کو محنت کر کے تھکا دیا، تو اس کا نفع آپ کو ملے گا، گیا ہوا کل کبھی بھی واپس آنے والا نہیں ہے۔''

۳۔ تیسری قسم: وہ لوگ ہیں جو ماضی تو نہیں رکھتے، اور حال میں وہ اپنے بہتر اور اچھے مستقبل کے لیے کوشش کر رہے ہیں؛ خواہ وہ دنیاوی لحاظ سے اچھا مستقبل تلاش کر رہے ہوں، یا آخرت کے لحاظ سے۔ ان میں سے کسی کی بھی محنت اور کوشش کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ

Marfat.com

جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ
وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ
مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ ﴾ (بنی اسرائیل ۱۸-۲۰)

"اور جو کوئی جلدی والی چیز (دنیا) چاہتا ہو، ہم ان میں سے جس کے لیے جو چاہیں جلدی دے دیتے ہیں، اور پھر ہم اس کے لیے جہنم ٹھکانہ مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ بدحال اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔ اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو، اور وہ اس کے لیے اس حال میں کوشش کرے کہ وہ مومن ہو، پس وہی لوگ ہیں جن کی کوشش قابل شکر ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ہم ڈھیل دیتے ہیں، تمہارے رب کی عطا میں سے؛ اور تمہارے رب کی عطا منقطع ہونے والی نہیں ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو آخرت کے لیے کھیتی قرار دیا تو کسی پر یہ جبر نہیں کیا کہ وہ اس کھیتی میں اپنی آخرت کے لیے کیا اور کیسے بوتا ہے۔ بلکہ اس اچھے اور برے کی پہچان کرا کر ڈھیل دے دی کہ اب جو کوئی بصیرت کے ساتھ جیسا کرے گا اسے ویسا ہی بدلہ ملے گا، فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ
يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ
وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ ﴾ (آل عمران : ۱۴۵)

"اللہ کے حکم کے بغیر کوئی جاندار نہیں مر سکتا؛ مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے۔ اور جو کوئی دنیا میں بدلہ چاہتا ہے، ہم اسے اس میں سے کچھ دے دیں گے؛ اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہتا ہے، ہم اسے آخرت میں سے دیں گے۔ اور ہم شکر گزاروں کو بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔"

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی واضح کر دی کہ جو انسان آخرت کے گھر اور اللہ کی

Marfat.com

رضامندی کا طلب گار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال میں برکت دیتے ہیں، تاکہ اس کو اپنی آخرت سنوارنے کے اور مواقع میسر آ جائیں، اور جو صرف دنیا ہی چاہتا ہے، اسے دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی دنیا کا مالک دینے کا ارادہ کرے گا، اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ملے گا، اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾﴾

(الشوریٰ : ۲۰)

"اور جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو، ہم اس کی اس کھیتی میں ترقی دیں گے؛ اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہو، ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دیں گے۔ اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

ان آیات مبارکہ سے اتنی بات تو سمجھ آ گئی کہ جو کوئی جیسا کام کرتا ہے، اسے ویسا ہی بدلہ مل جاتا ہے۔ عدل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کے ہاں کسی پر نہ کوئی ظلم ہوتا ہے اور نہ حق تلفی۔ البتہ جس کسی کے گناہوں سے اللہ تعالیٰ چشم پوشی کر کے معاف کر دیں تو یہ اس کا فضل اور رحمت ہے۔

مگر عمل کے لحاظ سے خوش قسمت ہے وہ انسان جس کے لیے اللہ تعالیٰ ساری بھلائیاں جمع کر دیں، اور دنیا اور آخرت میں اسے کامیاب کر دیں۔

چند ایک بنیادی محرکات:

ہر کام کے کرنے کے لیے کچھ بنیادی محرکات، اسباب اور وجوہات ہوتی ہیں جو اس کام کا پیش خیمہ بنتی ہیں۔ اگر وہ اسباب خیر کے ہیں، اور اخلاص پر مبنی ہیں تو للہ الحمد،

اور اگر یہ اسباب شر کے ہیں، یا کسی بدنیتی پر مبنی اور اخلاص سے خالی ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ (الکهف : ۱۰۴)

''وہ لوگ جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں ہی ضائع ہو گئیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عجباً لأمر المؤمن ، إن أمره كله خيرٌ ، ليس ذاك لأحد إلا للمؤمن)) (مسلم)

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا تمام کام بھلائی کا ہے، اور یہ مومن کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہے۔''

مومن کا نفس، وقت اور زندگی سب اللہ کے لیے وقف ہے۔ پھر مسلمان بابرکت کیوں نہ ہو، جب وہ ہے ہی اللہ کے لیے؟ سو بندگی کا حقیقی لطف اسی میں ہے کہ انسان خود کو اللہ کے لیے وقف کر دے۔ یہ چند صفحات لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کے ہر میدان میں بندگی کی صحیح حلاوت اور چاشنی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ جب کہ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِيۡ وَنُسُكِيۡ وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶۲﴾﴾

(الانعام : ۱۶۲)

''آپ فرما دیں: میری نماز اور میری قربانی، میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

یہ کہ کیسے مومن کا سارا وقت اللہ کی عبادت سے معمور گزرے؟ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ﴿۹۹﴾﴾ (الحجر : ۹۹)

''اور اپنے رب کی بندگی کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے۔''

مسلمان کیسے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائے؟ کیونکہ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾﴾ (الاعراف : ۸)

Marfat.com

’’اور جس کا نامہ اعمال بھاری ہوگا، وہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔‘‘

اور اپنے اس دنیا میں آنے کے مقصد کو سمجھ کر بصیرت کے ساتھ حاصل کر پائے تا کہ آخرت میں کامیابی نصیب ہوجائے؛ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ ﴾

(المؤمنون : ۱۱۵)

’’اور کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے، اور تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔‘‘

اس دنیا کی زندگی میں انسان کا سرمایہ یہ مختصر سا وقت، کچھ محدود سانسیں اور گنتی کے چند ایک دن ہیں۔ جس نے ان لمحات اور گھڑیوں کو اللہ کی اطاعت اور نیکی کے کاموں میں لگا دیا، اس کے لیے خوشخبری اور مبارک ہو۔ اور جس نے وقت میں افراط وتفریط سے کام لیتے ہوئے اسے ضائع کر دیا، حقیقت میں اس نے ایسا زمانہ ضائع کر دیا ہے جو کبھی واپس آنے والا نہیں۔

مومن کیسے اپنی زندگی سے دوسروں کے لیے قابل تقلید نمونہ چھوڑ کر جائے، تا کہ مرنے کے بعد بھی اس کے نیک اعمال میں اضافہ ہوتا رہے؟ رسول اللہ نے فرمایا:

((من سنّ في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء)) (مسلم)

’’جس نے اسلام میں کسی اچھے کام کی ابتدا کی، اس کے لیے اس کا اور ان تمام کا اجر ہے جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے، اور ان میں سے کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔‘‘

ایک اہم مقصد ذاتی اور انفرادی حیثیت میں امور عبادت، دعوت اور تربیت میں کمزوری اور غفلت اور معاشرہ کے بعض افراد یا جماعتوں پر اعتماد کے جمود کو ختم کرنا ہے، تا کہ ہر انسان میں اپنی ذمہ داری خود نبھانے کا احساس پیدا کیا جائے۔ مثال کے طور پر تربیت اور دعوت

Marfat.com

کے میدان میں ہر انسان کی ایک ذمہ داری ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کلکم راعٍ وکلکم مسؤل عن رعیته.))

”تم میں سے ہر ایک گلہ بان ہے، اور ہر ایک اپنے گلہ کے متعلق جوابدہ ہے۔“

مگر ہم نے یہ کام صرف مولوی، اور ایک خاص طبقہ یا جماعت پر رکھ چھوڑا ہے، نہ خود کا خیال کیا؛ اور نہ اپنی اولاد کی تربیت کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے گھروں میں ایسی برائیاں پہنچ گئیں جن کا ماضی قریب میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس بات کی تائید اس چیز سے بھی ہوتی ہے کہ گھروں میں موجود ڈش، ٹی وی، وی سی آر، اور دیگر بے حیائی اور برائیوں کے سامان موجود ہیں؛ بے پردگی اور بے احتیاطی کا دور دورہ ہے۔ بچوں کی تربیت پر عدم توجہ ایک اور اہم مسئلہ ہے۔

حقوق وفرائض میں کوتاہی اور ان کے ضیاع کے ساتھ وقت کا بڑی سنگ دلی سے ضیاع ہو رہا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ بہت سے لوگ فارغ بالی کی شکایت کرتے ہیں۔ اور ان کو اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ وہ اپنے وقت سے کیسے مستفید ہو سکتے ہیں؟

بغیر کام کے اور بلاوجہ گھروں سے نکل پڑتے ہیں، اکثر اوقات معلوم نہیں ہوتا کہاں اور کس غرض سے جارہے ہیں۔

خود بے کار ہونے کی وجہ سے بیشتر اوقات دوسرے مصروف عمل لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم ایسے محنت کرتے جیسے اس کا حق ہے، اور اپنے وجود اور وقت کو نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی کارآمد بناتے۔ شاعر کہتا ہے:

اعمل لدنیاك كأنك تعيش أبداً

واعمل لآخرتك كأنك تموت غداً

”اپنی دنیا کے لیے ایسے کام کرو گویا کہ تم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے، اور اپنی آخرت کے لیے ایسے کرو گویا کہ کل ہی مرجانا ہے۔“

Marfat.com

اس کو اُردو کے شاعر نے یوں قالب میں ڈھالا ہے:

دنیا دنی کو نقش فانی سمجھو
روداد جہاں کو ایک کہانی سمجھو
پر کرو جب آغاز کوئی کام بڑا
تو ہر سانس کو عمر جاودانی سمجھو

کتنے ہی انسانوں کا وجود ایک بیکار اور لا یعنی چیز بن گیا ہے، جس کا نہ وہ اپنے نفس کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ معاشرے کو۔ ایمان، اخلاق اور اعمال کی کمزوری، نا امیدی اور پست ہمتی نے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ اپنی جوابدہی کا احساس وشعور ختم، اور واجبات کی ادائیگی میں غیر سنجیدگی، اور غیر ذمہ دارانہ رویے کا برتاؤ؛ آخر یہ سب کچھ کب تک رہے گا؟

اس وقت معاشرہ کے اہل علم، صاحبِ فراست وبصیرت اور لکھے پڑھے ذمہ دار طبقہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ عوام اور خاص کر نوجوان طبقہ کو کسی طرح اس بات کا احساس دلایا جائے کہ اللہ ﷻ نے انہیں ایسے ہی بیکار اور فضول نہیں پیدا کیا، بلکہ کے اندر بے شمار پوشیدہ صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں، جیسے اگر چائے میں شکر ڈال دی جائے تو اس وقت تک اس کا لطف نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک اسے چمچ یا کسی چیز سے حرکت دے کر حل نہ کرلیا جائے۔ ایسے ہی ان خفیہ صلاحیتوں کو اگر یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو زندگی کے خاتمہ کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ البتہ ذراسی حرکت سے برکت کا لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقی حکمت وبرکت اور اس کے فضل کے نظارے کیے جاسکتے ہیں۔

یہ کہ ہمارے یہ اوقات ہمارے پاس اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور امانت ہیں، اور روزِ قیامت ہم سے ضرور اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ سو کامیاب ہے وہ انسان جس نے اس میں حسن تصرف سے کام لیتے ہوئے اسے اپنی آخرت کے لیے توشہ بنالیا۔ یہ سب وہ محرکات ہیں جن کی وجہ سے راقم آثم کو یہ سطور قلم بند کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

Marfat.com

نالۂ دل:

اللہ ﷻ نے ہی یہ خلقت پیدا کی اور اس کے لیے اجل بھی مقرر کی، اور تقدیر لکھ دی گئی۔ دن اور رات پے در پے گزرتے چلے جا رہے ہیں۔ کچھ نئی روحیں اس دنیا میں آ رہی ہیں، اور کچھ روحیں اپنی مدت ختم کر کے اپنے خالق کے پاس جا رہی ہیں۔ زندگی کی گاڑی اپنے فطری اور متعین اصولوں کے مطابق رواں دواں ہے۔ ایک چہل پہل ہے، جس میں خوش بخت اور بد بخت، نافرمان اور فرمانبردار، مومن اور کافر، اللہ کو ماننے اور نہ ماننے والے ہر قسم کے لوگ ہیں۔ کسی کی تمنا تو یہ ہے کہ یہ دن اور گھڑیاں اور لمبی ہو جائیں تاکہ وہ اس خوشی اور نعمت سے اور زیادہ مستفید ہو جس میں وہ اپنا وقت گزار رہا ہے۔ دوسرا انسان اس دن اور رات کے ختم ہونے کی تمنا کرتا ہے تاکہ اسے ان غموں اور پریشانیوں سے نجات حاصل ہو جائے جن کا وہ سامنا کر رہا ہے۔ اور اس سب کچھ میں ایک عاقل کے لیے مکمل عبرت اور نصیحت اور غافل کے لیے بیداری کا سامان موجود ہے۔

ایام زندگی لپیٹے جا رہے ہیں، عمر ہر لمحہ اپنے اختتام کے قریب تر ہو رہی ہے۔ گردشِ شب و روز اس چیز کو ہمارے قریب تر کر رہی ہے جسے ہم دور سمجھ رہے ہیں، فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝٦ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝٧ ﴾ (المعارج: ٦-٧)

”وہ جس چیز کو بہت دور جانتے ہیں، ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔“

اللہ ﷻ نے قرآن میں جا بجا وقت کی قسمیں کھا کر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، فرمایا:

﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝١ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝٢ ﴾ (اللیل ١، ٢)

”اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے، اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے۔“

کبھی وقتِ فجر کی قسم اٹھائی اور فرمایا:

﴿ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴾ (الفجر: ١-٢)

”اور وقت فجر کی قسم، اور دس راتوں کی قسم۔“

کبھی افق پر پھیلی ہوئی شفق اور شب کی ظلمت کے ساتھ ساتھ چاندنی رات کی قسم اٹھائی اور فرمایا:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾﴾

(الانشقاق : ١٦-١٨)

"اور مجھے قسم ہے شفق کی، اور رات کی اور اس کی جمع کردہ چیزوں کی قسم! اور چاند کی جب وہ کامل ہو جاتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾﴾ (الليل : ١-٢)

"اور قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے۔"

اور فرمایا:

﴿وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾﴾ (المدثر : ٣٣، ٣٤)

"اور رات کی قسم! جب وہ پلٹ جائے، اور صبح کی قسم! جب وہ روشن ہو جائے۔"

اور فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (العصر ١، ٢، ٣)

"وقت عصر کی قسم! انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ نہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں......"

ان کے علاوہ بھی بہت ساری آیات ہیں جن میں وقت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاکہ انسان اس کی ضرورت کو سمجھے اور اسے خالق کی منشا کے مطابق بسر کرے۔ عقلمند انسان زندگی کے اس طرح تیز رفتاری سے کٹنے سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے اپنے نفس کا محاسبہ اور اعمال پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے فرائض وحقوق ادا کر کے دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مستحق بن جائے، جیسا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((حاسب نفسك في الرخاء قبل حساب يوم الشدة، فإن من حاسب نفسه في الرخاء عاد أمره إلى الرضاء والغبطة، ومن

ألهتـه حيـاتـه، وشـغـلتـه أهواءه عـاد أمـره إلـى الندامة والخسارة))

''اپنے نفس کا خوشحالی کے ایام میں سخت حساب والے دن سے پہلے محاسبہ کرو، کیونکہ جس نے خوشحالی میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا، اس کا انجام رضا کا حصول، اور قابل رشک ہونا ہے۔ اور جس کو اس کی زندگی نے غافل رکھا، اور خواہشات نے مصروف کر دیا، اس کا انجام کار ندامت اور خسارہ ہے۔''

ایک قول ہے کہ: ''خلوت میں اپنے نفس کا محاسبہ کیجیے۔ اپنی عمر کے ختم ہونے کے بارے میں غور وفکر کریں۔ اور اپنی فراغت کے اوقات میں شدت اور حاجت کے وقت کے لیے بھرپور کوشش کیجیے۔'' (ایقاظ الهمم العالیه ۹۹)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تمہارے نفس ہی تمہارے مقابلہ اور مبارزت کے میدان ہیں۔ اگر تم اپنے نفس پر غالب آ گئے تو غیر پر غالب آنے کی اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہو۔ اور اگر اپنے نفس کے مقابلہ میں خود کو رسوا کر بیٹھے تو غیر کے سامنے سب سے زیادہ عاجز ہو۔ سب سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرو اور اس کا امتحان لو۔''

(ایقاظ الهمم العالیه ۴۲۲)

جب انسان کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کے ساتھ دو فرشتے ایسے ہیں جو اس کے اعمال کو لکھ کر محفوظ کر رہے ہیں تو اسے چاہیے کہ صبح سب سے پہلے رات کے اعمال کا محاسبہ کرے کہ اس نے کیا کیا ہے، اور رات کو سونے سے پہلے دن کے اعمال کا محاسبہ کرے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اگر اس میں نیکی اور بھلائی پائے تو اس پر اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، اور اگر برائی ہو اس پر توبہ واستغفار کرے۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر یہ ہے کہ انسان ہر کام کرنے سے پہلے اس کا محاسبہ کرے۔ اور کسی کام کے قریب بھی اس وقت تک نہ جائے جب تک اس میں شریعتِ الٰہی کا حکم معلوم نہ کر لے۔ سو جو بات اب بہتر معلوم ہو، اسے کر گزرے

Marfat.com

، اور جس میں شر ہو اس سے باز رہے تاکہ ملائکہ بھی اس کی اذیت سے محفوظ رہیں، اور خود بھی وبال سے بچا رہے، جس انسان نے اس دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا، اس پر اگلے جہاں میں حساب آسان ہوگیا؛ اور جس کا معاملہ اس کے برعکس رہا وہ خسارے میں ہے۔

ایک طرف وہ لوگ ہیں جن کا سارا وقت فراغت کا ہے، جنہیں دوسرے الفاظ میں بیکاری کے دن کہا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف دفاتر میں کام کرنے والے، مدارس اور سکول وکالجز کے طلبہ اور کارکنان ہیں، جو ایک خاص چاہت کے ساتھ اور ایک خاص نظام کے تحت اپنے اوقات کا ایک مخصوص حصہ گزار رہے ہیں؛ جب کہ ان کا بھی باقی وقت بے سود اور بے معنی گزر رہا ہے۔

❀❀❀❀

فصل اوّل:

وقت کی خصوصیات

زندگانی سے دل محزوں عبث ہوتا ہے
دیکھنے کا پھر نہیں عمرِ رواں کو خواب میں

اور بقول اقبالؒ:

نگہ بلندسخن دل نواز جان پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

وقت کیا ہے؟

((الـوقت هو: عمر الحياة ؛ وميدان وجود الإنسان ؛ وساحة ظله وبقائه؛ ونفعه و انتفاعه .)) (قيمة الزمن عند العلماء ١٧)

''وقت ہی عمر کی زندگی، اورانسانی وجود کا میدان، اس کی بقا اور سائے (اثر)، اورنفع حاصل کرنے اورنفع پہنچانے کا آنگن ہے۔''

بعض اہل لغت نے وقت کی تعریف اپنی کتابوں میں اجمالاً بیان کی ہے، اس لحاظ سے:
''وقت زمانے کا نام نہیں ؛ زمانہ وقت کی نسبت عام ہے۔'' ''وقت زمانے کی ایک معلوم مقدار کا نام ہے۔'' ابن سید کہتے ہیں:

''وقت زمانے کی ایک معروف مقدار کا نام ہے۔'' (لسان العرب ١٣ / ١٠٧)

جب وقت زمانے کی ایک معلوم مقدار کا نام ہے تو اس سے مراد ہم وہ عرصہ لے سکتے ہیں جس کے دوران ہم اس دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اور وقت ہی انسان کی اور اس کی زندگی کا مادہ ہے۔'' (ادارة الوقت بين التراث والمعاصرة د: امين سعادة ؛ ط : دار جوزی ص: ٣٢)

وقت کا مفہوم اجل کے مفہوم کے قریب تر ہے۔ اس سے مراد ایک مقررہ زمانہ اور طے شدہ اجل ہے۔ یہ زمانے کی وہ مقدار ہے جو انسان کو میسر کی گئی ہے۔ اور پھر وہ دار بقا کی طرف کوچ کر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (المنافقون : ۱۱)

''اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾ (الاعراف : ۳۴)

''اور ہر ایک امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی۔''

اور فرمایا:

﴿وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ (فاطر : ۱۱)

''نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر کتاب میں (لکھا ہوا) ہے، بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔''

ابن حبان اور حاکم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث نقل کی ہے، جو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے: ''عقل مند کو چاہیے - اگر وہ عقلی اعتبار سے مغلوب نہ ہو - کہ اس کا وقت چار گھڑیوں میں بٹا ہوا ہو، ایک گھڑی جس میں وہ اپنے رب سے سرگوشیاں کرے؛ ایک گھڑی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے؛ اور ایک گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرے؛ اور ایک گھڑی اپنے نفس کے لیے خاص کرے، جس میں وہ اپنی

Marfat.com

حاجات: کھانا پینا، اور دیگر امور کو بجا لائے۔'' (امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔)

وقت اللہ تعالیٰ کی ان بیش بہا نعمتوں میں سے ایک ہے جس کی قیمت کا اندازہ لگانے سے اہل عقل و دانش آج تک قاصر رہے، اور نہ کوئی ایسا پیمانہ دریافت ہوا جو وقت کی قیمت بتا سکے۔ بس اتنا بطور مثال کہہ سکتے ہیں کہ: ''جو چیز اور جو شخص جتنا بڑا اور قیمتی ہے، اس کے پیچھے وقت کی قیمت کارفرما ہے، ورنہ اس سب کی حقیقت لایعنی ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں صوفیا کے ساتھ رہا ہوں۔ اور ان کی دو ہی باتوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''وقت تلوار ہے؛ یا تو تُو اسے کاٹ دے۔ یا وہ تجھے کاٹ دے گی۔ اور اپنے نفس کو حق میں مشغول کر، ورنہ وہ تجھے باطل میں مشغول کر دے گا۔''

ابن قیم رحمہ اللہ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''یہ دونوں باتیں کس قدر کارآمد اور جامع ہیں۔ اور کہنے والے کی بلند ہمتی اور بیدار مغزی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس موضوع کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے بزرگ لوگ ایسے لوگوں کی شان میں رطب اللسان ہیں جن کی باتیں اس قدر پُر مغز ہوا کرتی ہیں۔'' (مدارج السالکین ۳/ ۱۲۸)

کہتے ہیں کہ: ''وقت کا ضائع کرنا موت سے زیادہ سخت اور خطرناک ہے۔ اس لیے کہ وقت کا ضائع کرنا اللہ اور آخرت کے گھر سے جدا کرتا ہے، اور موت صرف اہل دنیا اور اپنے عزیز و اقارب سے جدا کرتی ہے۔''

وقت ایک ایسی نعمت ہے جو انعام عطا کرنے والے کی طرف سے ہر ایک کے لیے برابر ہے، اس میں کسی خاندان، طبقہ، ذات پات، قوم و مرتبہ، رنگ و نسل، اور ملک اور شہر، دولت مندی اور فقر کا کوئی لحاظ نہیں۔ بلکہ ہر ایک کے لیے برابر ہے۔ بس انسان کا شعور و وجدان احساس اور فکر اس وقت کی قیمت کو بڑھاتے اور اس میں اضافہ کرتے ہیں۔ جو لوگ

Marfat.com

اس نعمت سے صحیح طور پر استفادہ کرتے ہیں وہ ہر مقام اور ہر منزل پر کامیاب ہوجاتے ہیں، اور جو لوگ اس کا استعمال درست نہیں کر پاتے، یا اس کا احساس ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتا، حقیقت میں ان لوگوں کی زندگیوں میں اور حیوانات کی زندگیوں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف کھانے پینے اور دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے، اور جن کی تمام تر ترجیح اپنے نفس کا فائدہ اور اس کی سہولت ہے۔ بس یہ وقت کی قدر سمجھنے کی نعمت ہے کہ ایک انسان مہذب اور مکرم ہوکر فرشتہ سیرت اور اس سے بھی اعلی اشرف المخلوقات کا مقام پالیتا ہے، اور کوئی دوسرا اس قدر کو نہ جاننے کی وجہ سے وحشی ہی رہ جاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا:

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

اسی طرح ایک اور شاعر نے بھی کہا ہے:

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے
میں مسجودِ ملائک ہوں مجھے انسان رہنے دو

وقت کی قیمت اور دیگر امور کے بیان سے پہلے یہ بہت مناسب ہوگا کہ وقت کی خصوصیات بیان کردی جائیں۔ کیونکہ جب کسی چیز کی خاصیت کا علم ہوتا ہے، تو اس سے فائدہ حاصل کرنے میں رغبت بڑھتی ہے، اور دل میں زیادہ تڑپ اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہی طریق کار فطری طور پر طبعِ بشری سے میلان رکھتا ہے۔ ہر ایک چیز کی طرح وقت کی بھی کچھ خصوصیات ہیں۔ جن کی روشنی میں ہمیں اس کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ کرنا ہوگا، ہمارا وقت کے ساتھ معاملہ جتنا بہتر ہوگا اتنا ہی بہتر نتیجہ بھی حاصل ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾﴾

(النجم: ۳۹۔۴۰)

"اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ محنت کرتا ہے، اور یہ کہ وہ اپنی

محنت کو عنقریب دیکھ لے گا۔''

وقت کی چند اہم خصوصیات

ا......تیز رفتاری:

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وقت انتہائی قریب ہوجائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تقوم الساعة حتى يقبض العلم ، و تكثر الزلازل ويتقارب الزمان ؛وتظهر الفتن ويكثر الهرج وهو القتل القتل......)) (بخاری ١٣٤٦)

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم کو قبض نہ کرلیا جائے؛ اور کثرت سے زلزلے آئیں۔ اور زمانہ آپس میں قریب ہوجائے؛ اور فتنے ظاہر ہوجائیں؛ اور ہرج زیادہ ہوجائے: اس سے مراد قتل ہے قتل......''

اس حدیث سے کئی ایک باتیں مراد ہوسکتی ہیں: یہ کہ وقت سے برکت ختم ہوجائے گی۔ اور یہ کہ وقت اس تیز رفتاری سے گزرے گا کہ صبح اور شام ہونے کا پتہ ہی نہ چلے گا۔

کسی دیہاتی عورت نے پہلے دن روزہ رکھا، اور شام کو افطار سے پہلے اپنی پڑوسن کو آواز دے کر کہنے لگی: ''مک گئے روزے سہاگنے، رہ گئے نوتے بیہ۔''

''اے سہاگن روزے ختم ہوگئے صرف انتیس دن باقی رہ گئے ہیں۔''

کہنے والی کے کلام میں بڑی سادگی ہے، مگر اپنے معنی کے اندر بڑی ظرافت رکھتی ہے۔ کہ وقت کا یہ حال ہے کہ آیا ہے اور گزرا ہی چاہتا ہے، اور ماہ اور سال یوں گزرتے ہیں جیسے پل جھپکنے میں۔ وقت خواہ خوشی کا ہو یا غم کا، اچھے حالات ہوں یا برے، مگر اس کی رفتار وہی ہے۔ یہ آندھی کی طرح تیز، بادل جیسا سریع الحرکت، اور برق آسمانی کی طرح بغیر کسی چیز کا لحاظ کیے کٹنے والا ہے۔ اتنا فرق ضرور ہے کہ خوشی کے دن جلدی گزرتے ہوئے محسوس ہوتے

ہیں، اور پریشانی کی راتیں اور دن اس قدر لمبے ہو جاتے ہیں کہ انسان ایک بوجھ سا محسوس کرنے لگتا ہے۔

مناسب ہوگا کہ یہاں پر آئن سٹائن کا نظریہ اور وقت کے متعلق مغربی ممالک کی تحقیق کا خلاصہ جو عوام میں مشہور ہے بیان کر دیا جائے۔ وہ کہتا ہے:

"وقت اضافت اور نسبت کے ساتھ ساتھ بھی رشتے داروں کی طرح ہے۔ جس طرح عزیز اور رشتے دار اچھے وقت کے ساتھی ہوتے ہیں، اور برے وقتوں میں پوچھتے تک نہیں، اسی طرح وقت کا بھی خاصہ یہی ہے کہ اچھے دن پر لگا کر اڑ جاتے ہیں، اور برا وقت ہمیشہ کے لیے آپ کے دل و دماغ سے چپک کر رہ جاتا ہے۔"

وقت کی رفتار اس بنیاد پر کم و بیش ہوتی ہے کہ کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے باہمی تعلق کیا ہے؟ جیسے جیسے یہ تعلق قربت یا دوری کے حصار میں جاتا ہے، وقت اتنی تیزی یا آہستہ روی سے گزرنے لگتا ہے۔ وقت کے حوالے سے ایک مبصر نے اوپیرا شو کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: "دو گھنٹوں کے بعد جب میں نے گھڑی دیکھی تو پتہ چلا کہ سترہ منٹ گزر چکے ہیں۔"

اس نظریہ اضافتِ وقت کی بنیاد پر یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ چلتی ہوئی گھڑی بند گھڑی سے زیادہ سست رفتار ہوتی ہے۔ آئن سٹائن نے اسے انبساطِ وقت کا نام دیا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ وقت اپنی اضافت کی وجہ سے کم ہوتا اور بڑھتا ہے۔ اگرچہ آئن سٹائن کو اس نظریہ کا موجد یا بانی کہا جاتا ہے، تاہم یہ بات کہنا سرے سے درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نظریہ آئن سٹائن سے قبل مسلم علما اور عرب مشاہیر کے ہاں بھی مسلمہ تھا کہ یہ سب اس انسان کا شعور و وجدان ہے جو ان حالات سے گزر رہا ہے، اور اس کے متعلق اپنے اندر حاصل ہونے والا عکس بیان کر رہا ہے؛ حقیقت میں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ شاعر کہتا ہے:

مرت السنين بالوصال وبالهناء
فكأنها من قُصْرِها أيام

ثم أنثنت أيام هجر بعدها
فكأنها من طولها أعوام
ثم انقضت تلك السنون وأهلها
فكأنها وكأنهم أحلام

''کئی سال وصال اور خوشی کے گزر گئے، مگر وہ اپنی تنگی کی وجہ سے دنوں کی طرح مختصر تھے۔ پھر اس کے بعد جدائیوں کے دن آئے۔ یہ دن طویل ہونے کی وجہ سے گویا کہ کئی سال تھے۔ پھر یہ سال اور زمانے والے گزر گئے، گویا کہ یہ مدت اور یہ لوگ سب خواب ہی تھے۔''

اُردو کا شاعر اس کو یوں رنگ دیتا ہے:

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے
دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

ایک اور شاعر کہتا ہے:

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت میں اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

عربی شاعر کہتا ہے:

ومن عجب الأيام أنك قاعد
على أرض الدنيا وأنت تسير
فسيرك يا هذا كسير سفينة
بقوم قعودٍ والقلوب تطير

''دنوں کا معاملہ بڑا عجیب ہے، باوجود اس کے کہ آپ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں مگر پھر بھی چل رہے ہیں۔ اور آپ کی یہ حرکت اس کشتی کی طرح ہے جس میں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، مگر دل پرواز کر رہے ہوتے ہیں۔''

Marfat.com

انسان جب روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا، وہ دنیا میں اپنے اعمال کی کمی اور اس دن کی شدت کی وجہ سے دنیا کی زندگی کو چند لمحات شمار کرے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَىٰهَا ۝٤٦ ﴾

(النازعات : ٤٦)

"وہ جس دن اسے دیکھ لیں گے ایسا معلوم ہوگا جیسے وہ دنیا میں دن کا اول حصہ یا آخری حصہ ہی رہے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ ٱلنَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ﴾ (یونس : ٤٥)

"اور ان کو جس دن اللہ اپنے حضور میں جمع کرے گا، (تو ان کو ایسے محسوس ہوگا) گویا کہ وہ (دنیا میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو ٹھہرے ہوں۔"

۲...... تنگیٔ داماں:

کوئی انسان خواہ کتنا بھی کیوں نہ جی لے، یہ وقت پھر بھی اس کے لیے بہت کم ہے۔ اور خاص کر جب کہ اس امت کی عمریں ہی اتنی مختصر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أعمار أمتي ما بين الستين إلى السبعين سنة ، أقلهم من يجوّز ذالك .)) (ترمذی ، ابن ماجہ۔ صححہ البانی)

"میری امت کی عمریں ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہیں، بہت کم لوگ اس سے تجاوز کریں گے۔"

منزل ہے ابھی دور تیز چلو دوستو
پھر کیا کریں گے جو راہ میں رات ہوجائے گی

Marfat.com

نوح علیہ السلام کا قصہ:...... اس امت سے قبل معاملہ اتنی کم عمری کا نہ تھا۔ بلکہ کوئی قوم اتنا عرصہ زندہ رہتی کہ ان کے بنائے ہوئے پختہ مکان تباہ ہوجاتے، مگر وہ لوگ زندہ رہتے، اور اس عمر کو پھر بھی کم سمجھتے تھے۔ آخر کار انہوں نے پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانا شروع کیے جو کہ زیادہ پائیدار تھے۔ مدائن صالح ان ہی لوگوں کی یادگار ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے لمبی عمروں سے نوازا تھا۔ ایسے ہی ایک قصہ سب سے طویل عمر پانے والے نبی نوح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ کہتے ہیں: ''ہزار برس زندہ رہنے کے بعد ان کے پاس ملک الموت آئے، اور روح قبض کرنے سے پہلے پوچھا: دنیا کو کیسا پایا؟ نوح علیہ السلام نے کہا: دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے داخل ہوا، اور دوسرے سے نکل گیا۔''

(الوقت في حياة المسلم للقرضاوی۔ ص ١١)

بقول شاعر:

شب وصال بہت کم ہے، آسماں سے
کہو کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا

لیکن ہم اس سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے ایک قصہ سمجھ کر ہی گزار دیتے ہیں، اللہ سبحانہ فرماتے ہیں:

﴿أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝٥٩ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝٦٠ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝٦١﴾ (النجم ٥٩ ـ ٦١)

''کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو اور روتے نہیں، اور تم اس سے بالکل ہی غافل ہو۔''

بس یہی انجام کار حیات فانی کا ہے، اسے کبھی بھی دوام اور بقا حاصل نہیں ہے:

لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر
میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر

بقول نواب صفدر علی خان صفدر:

Marfat.com

گلزارِ جہاں کا تماشا دیکھوں
اشکِ شبنم کہ گل کو ہنستا دیکھوں
مثلِ گل رعنا ہیں نظر میں شب و روز
دو روز کی ہے بہار کیا کیا دیکھوں

۳...... گیا زمانہ ہاتھ نہ آئے:

وقت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ گزرا ہوا وقت نہ تو کبھی واپس آئے گا، اور نہ اس کا ازالہ اور تلافی ممکن ہے۔ پس ہر گزرنے والا دن، گھنٹہ، اور لمحہ کسی بھی طرح یہ دنیا کی کسی طاقت سے ممکن نہیں ہے کہ اسے واپس لایا جائے۔ اور نہ اس کا بدل وعوض کوئی اور کام ہوسکتا ہے۔ اس لیے دیکھتے ہیں کہ شاعر اور ادیب لوگ جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچتے ہیں تو وہ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ اے کاش جوانی کے دن دوبارہ مل جائیں۔ شاعر کہتا ہے:

لیت الشباب یعود یوماً
فأُخبره بما فعل المشیب

"اے کاش! جوانی واپس آتی، میں اسے بتاتا کہ بڑھاپے نے کیا سلوک کیا ہے۔"

اکبر الہ آبادی نے اسی حقیقت کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں:

بہارِ عمر جب آخر ہوئی واپس نہیں جاتی
درخت اچھے کہ پھلتے ہیں نئے سرے سے جواں ہوکر
ضعیفی زور پر آئی، ہوئے بے دست وپا اکبر
کیا بچوں سے بدتر ہم کو پیری نے جواں ہوکر

آپ کا دن صرف آج کا ہے، جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اب ماضی کے واقعات کو یاد کرکے ان پر آنسو بہانا حماقت اور جنون کی علامت ہے اور موجودہ زندگی کے لمحات کو تلخ بنانا ہے۔ اہل عقل کے ہاں ماضی کی فائل بند کردی جاتی ہے، اسے بیان نہیں کیا جاتا۔ اسے بالکل ہی زنجیروں میں جکڑ کر طاقِ نسیان کے کسی اندھیر خانے میں رکھ دینا چاہیے، جہاں

Marfat.com

سے نہ یہ باہر آنے کی جرأت کر سکے، اور نہ اس پر حاضر اور مستقبل کی کوئی کرن پڑے۔ ماضی کے قصے یاد کرنا، اور بند فائلیں پڑھنا وقت کا ضیاع اور نقصان ہے: ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ﴾ ”وہ ایک زمانہ تھا جو گزر گیا؛ آٹے کو پیسنا حماقت ہے، اور مردوں کی قبریں اکھیڑنا ذلالت اور رسوائی ہے۔ ماضی کے قصے اگر یاد کیے جائیں تو درس وعبرت کے لیے؛ نہ کر پدرم سلطان بود کی خاطر اور نہ ہی اشک بہانے کے لیے۔ کیونکہ جو وقت گزر گیا ہے، وہ ہرگز لوٹنے والا نہیں، اور جو گزر گیا سو گزر گیا؛ بقول شاعر:

ہر چیز ہم نے یہاں آنی جانی دیکھی — دنیا ہم نے سرائے فانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی — جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

کسی عقل مند بزرگ کا کہنا ہے: وقت کی قدر کرو، اس لیے کہ گزرا ہوا وقت لحد میں پڑے ہوئے ایک مردے کی طرح ہے جسے رونے دھونے سے کبھی بھی زندہ نہیں کیا جا سکتا۔“

آپ کا دن بس آج کا ہے، گیا دن آنے والا نہیں، اور جس دن میں آپ پہنچ نہیں سکے اس تک کام میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔ آج کے دن کا کچھ حصہ اگر گناہ میں گزر گیا ہے تو اس پر آج ہی توبہ واستغفار کریں۔ اور جن نعمتوں سے آج کے دن استفادہ کیا ہے، گھر بار کی نعمت، خوشی وسرور، رزق وصحت، بیوی اور بچے، صحت وعافیت، ان پر آج کے دن کا شکریہ آج ہی ادا کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ﴾ (الاعراف ۱۴۴) ”جو کچھ میں نے آپ کو دیا ہے، اسے لیجیے اور شکر گزار لوگوں میں سے ہو جائیے۔“

مستقبل کو بھول جائیں، جو آنے والا ہے وہ ہو کر رہے گا، اللہ فرماتے ہیں:

﴿أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ﴾ (النحل: ۱)

”اللہ کا حکم آیا ہی چاہتا ہے، سو اس میں جلدی نہ کرو۔“

واقعہ رونما ہونے سے قبل اس کی طرف نہ دوڑ پڑو۔ پھل پکنے سے قبل توڑ لیا جائے تو نہ اس کی خوشبو ہوتی ہے اور نہ ہی ذائقہ۔ آج کا دن صحت وعافیت اور تونگری میں گزر رہا ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرو، آج کے دن یہ نعمتیں بخشنے والا رب کل بھی ان کے دینے پر قادر ہے۔

Marfat.com

بس ان کو اپنے عمل سے بڑھائیں۔ اور یہ شکر سے ہی ممکن ہے؛ فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾

(ابراهیم: ۷)

''اگر تم میری شکر گزاری کروگے، میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر میری نعمتوں کا انکار کروگے تو جان لو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جس انسان نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے گھر میں امن سے ہو، اور اس کے جسم میں عافیت ہو، اور اس کے پاس اس دن کے لیے غذا ہو، گویا کہ اس کے لیے تمام دنیا کی نعمتوں کو سمیٹ دیا گیا ہو۔'' (ترمذی حدیث نمبر ۲۳۴۶ اور اسے غریب کہا؛ البانی نے حسن کہا ہے۔)

۴......قیمتی سرمایہ:

انسان کی ملکیت میں سب سے قیمتی اور نفیس ترین چیز وقت ہے۔ اس کی نزاکت واہمیت اور قدر و قیمت کا احساس اس بات سے ممکن ہے کہ ہر عمل کے کرنے کے لیے وقت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ حقیقت میں انفرادی اور اجتماعی زندگی میں، اشخاص اور جماعتوں کا سرمایہ وقت ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اے ابن آدم! تو ایام کا مجموعہ ہی تو ہے، جب ایک دن گزرتا ہے، تیرا کچھ حصہ ختم ہو جاتا ہے۔)

انسان پر ایسا دور ضرور آئے گا جب اسے وقت کی قدر اور اعمال کی قیمت کا احساس ہوگا۔ اس کو اللہ جل جلالہ نے قرآن میں دو مقامات پر ذکر کیا ہے؛ مگر اس وقت کا یہ احساس اور شعور، اور اس عظیم تر نقصان پر خود کو نادم کرنا انسان کو کچھ فائدہ نہ دے گا، اور نہ کسی چیز کا ازالہ ممکن ہوگا۔ بقول شاعر:

ریاضِ عالمِ ہستی پہ اعتبار نہ کر کہ
مستعار ہے یہ دورِ گل، رہے نہ رہے

پہلا مقام: ......ملک الموت حاضر ہونے کا وقت ہے، جب انسان اس دنیا سے

Marfat.com

کٹ کر آخرت کی دہلیز پر پہنچ جائے ، اس وقت تمنا کرے گا، اے کاش ! اسے تھوڑی سی مہلت مزید مل جاتی ، تا کہ وہ عمر گذشتہ کا ازالہ کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰﴾﴾

(منافقون ۱۰)

’’اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے، اس میں سے خرچ بھی کرو، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہے: میرے رب: مجھے کچھ دیر کے لیے مہلت کیوں نہیں دی، کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا ؕ وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱﴾﴾

(المنافقون : ۱۱)

’’اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے، پھر اسے اللہ ہرگز مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتے ہیں۔‘‘

دوسرا مقام :...... آخرت میں جب ہر نفس کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، جنتی جنت میں، اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے۔ اس وقت جہنمی تمنا کرے گا اے کاش! اسے دوبارہ دنیا کی زندگی مل جائے ، تا کہ وہ نئے سرے سے نیک اعمال کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ ہُمۡ یَصۡطَرِخُوۡنَ فِیۡہَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ ؕ اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡکُمۡ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیۡہِ مَنۡ تَذَکَّرَ وَ جَآءَکُمُ النَّذِیۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ﴿۳۷﴾﴾ (فاطر : ۳۷)

’’اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہم کو نکال دے، ہم اچھے کام کریں گے خلاف ان کے جو ہم کیا کرتے تھے۔ (اللہ تعالیٰ کہے گا): کیا ہم

Marfat.com

نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس نے سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا تھا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا، سو مزہ چکھو، ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ہے۔''

۵......مناسبتِ عمل:

وقت کو اللہ ﷻ نے اس طور پر، اور اس ڈھنگ سے تیار کیا اور ترتیب دیا ہے، جو فطرت سے مناسبت رکھتا ہے، اور اس میں انسانی مصلحتوں کے بر آنے کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (النبا: ۹، ۱۰)

''اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا۔ اور رات کو ہم نے پردہ بنایا۔ اور دن کو ہم نے وقتِ روزگار بنایا۔''

اگر یہ مذکورہ نظام باقی نہ رہے، تو زندگی میں بہت بڑا خلل اور اضطراب واقع ہو جائے۔ اور زندگی بدنظمی کا شکار ہو جائے۔ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾﴾ (القصص: ۷۱، ۷۳)

''کہہ دیجیے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ گ رات ہی رات قیامت تک تم پر برابر کردے، تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھیے! کہ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ ﷻ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی رکھے، تو بھی سوائے اللہ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات

Marfat.com

لائے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو۔ اسی نے تو تمہارے لیے اپنے فضل وکرم سے دن اور رات مقرر کر دیے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو، اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو، یہ اس لیے تا کہ تم شکر ادا کرنے لگ جاؤ۔"

یہ ہے دن اور رات کی نعمت۔ رات آرام کے لیے مناسب اور دن کام کے لیے مناسب۔ جیسے رات کو سونے کے لیے آرام دہ ماحول کا ہونا ضروری ہے، ایسے ہی دن کو کاروبار جہاں کے لیے روشنی اور اجالے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سب کچھ ایک مقررہ نظام کے تحت نہ ہوتا تو بہت سارے امور میں خلل پڑتا، اور وظائف حیات درست طور پر ادا نہ ہو پاتے۔

٦......تغیر زمانہ:

وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا؛ بلکہ اس میں ہمیشہ تبدیلی واقعہ ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: ١٤٠)

"ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان پھیر دیتے ہیں۔"

ایک جگہ پر مشرکین کا عمل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۭ﴾ (التوبہ: ٩٨)

"وہ آپ لوگوں پر بری گردش کے منتظر ہیں، ان ہی پر ہو بری گردش۔"

اور فرمایا:

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ ۭ﴾

(الم نشرح ٥،٦)

"سو بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، اور بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

انسان جس راہ میں تکالیف برداشت کرتا ہے اسی راہ میں اسے آسانیاں بھی ملتی ہیں۔ انسان کو اس پر پریشان ہو کر اپنے عزائم سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ حالات سے عاجز آ کر

Marfat.com

اسے جدو جہد ترک نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ یہی نشان منزل ہے۔ شاعر کہتا ہے:

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنیفہ کو مکہ مکرمہ جیل عارم میں بند کر دیا، انہوں نے اپنی قید پر سوز میں ڈوبے ہوئے یہ شعر کہے:

وما رونق الدنيا بباق لأهلها
وما شدة الدنيا بضرب لازم
لهٰذا وهذا مدة سوف تنقضى
ويصبح ما لاقيته حلم حالم

''اہل دنیا کے لیے یہ زیب وزینت باقی نہ رہے گی، اور نہ کسی پر ہمیشہ دنیا کی سختیاں رہیں گی۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے جو پورا ہو جائے گا، اور میرے غم بھی نیند میں مست ایک شخص کا خواب بن جائیں گے۔''

زمانہ گزر گیا، نہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رہے نہ محمد بن حنیفہ، سب ایک خواب ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الأبصار۔

''موسیٰ بن نصیر نے الرشید کی طرف جیل سے ایک خط لکھا: ''میری زندگی سے پریشانی کا کوئی ایسا دن ختم نہیں ہو رہا جب کہ تمہاری زندگی سے خوشی اور نعمتوں کا دن بھی ختم نہیں ہو رہا ہے۔ اور ہم تمام ایک ایسے دن کی طرف جانے والے ہیں جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اور اس دن اہل باطل گھاٹے میں ہوں گے۔''

(ایقاظ الهمم العالیه : ۱۰۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝۹۸﴾ (مریم : ۹۸)

''بہت ہی جماعتیں ہم ان سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں، کیا آپ ان میں سے کسی کی آہٹ پاتے ہیں، یا کسی کی بھنک بھی سنتے ہیں۔''

۷......مقصدِ تخلیقِ انسانی:

انسان کو اس دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے جو وقت میسر ہے، وہ بے مقصد؛ بے حکمت اور بلا فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ تخلیق کا اصل مقصد ہی دنیا کی اس چار روزہ زندگی سے صحیح معنوں میں استفادہ کرتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق بسر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾﴾ (الذاریات : ٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''

اور فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ﴾ (الانعام : ١٦٥)

''اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اُس نے تمہیں بخشا ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے۔''

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے تم اسے آباد کرتے ہو نسل در نسل، زمانہ در زمانہ، آنے والے اپنے اگلے لوگوں کے بعد۔'' (ابن کثیر ۳/۳۸۴)

یعنی اس زمین پر رہنے کا مقصد اللہ کی عبادت سے اس زمین کو آباد کرنا ہے، گناہ کی زندگی زمین کی آبادکاری نہیں بلکہ فساد فی الارض ہے۔

۸......اداری نظام:

وقت اس کائنات کی تخلیق سے لے کر آج تک ایک منظم صورت میں چل رہا ہے۔ سورج اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ چاند اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے؛ دن اور رات اپنے اپنے وقت پر آتے اور جاتے ہیں۔ مہینے اور سال اسی سورج اور چاند کی

گردش میں تمام ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ ﴾

(البقرہ : ۱۸۹)

''(اے محمدؐ!) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔''

امام طبری اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یہ تمہارے لیے اور دوسروں کے لیے ان کی زندگیوں میں مقررہ اوقات ہیں۔ جس کے کم اور زیادہ ہونے کا تم دھیان رکھتے ہو۔ یہ اوقات ہیں جس میں تمہارے قرض کی مدت، کرایہ داری کی مدت، اور تمہاری عورتوں کی عدت پوری ہوتی ہے۔ یہ تمہارے روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مقررہ اوقات بنائے ہیں۔ اور ایسے ہی یہ حج کے لیے وقتِ مقررہ ہے جس میں تم اپنے ارکانِ حج ادا کرتے ہو۔ (الطبری ۳/ ۵۵۵)

اور فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ ﴾ (یونس : ۵)

''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے، سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔''

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں سورج اور چاند کو اپنی مخلوق کی مصلحتوں کے لیے

Marfat.com

مسخر کردیا ہے۔ اور انہیں ان کے منافع کے لیے پست کردیا ہے۔ تاکہ وہ ان دونوں کے آسمانوں میں چلنے سے سالوں کی گنتی اور حساب جان سکیں؛ اور اس سے رات اور دن میں تمیز کرسکیں۔"

اسلام میں وقت کی اہمیت:

اسلامی نظام شریعت اور آداب، فرائض و واجبات میں مومن کو اللہ ﷻ نے اس کے روزِ مرہ کے امور میں ایک نظام کا پابند کیا ہے۔ اور ہر مرحلۂ حیات اور اس کے ہر ایک جز سے فائدہ حاصل کرنے کے اہتمام کا شعور اس کے اندر بیدار کیا گیا ہے۔ یہ نظام کائنات کی حرکت، چاند اور ستاروں کی گردش، دن اور رات کے اختلافات؛ جب رات پلٹتی ہے اور صبح کا اجالا پھیلنے لگتا ہے؛ اللہ کی طرف دعوت دینے والا کھڑا ہوتا اور آفاق میں اہل غفلت اور خوابیدہ انسانوں کو بیدار کرتے ہوئے اپنے نغمہ خوش گلو کا رس گھول دیتا ہے: "حي على الصلاة؛ حي على الفلاح ، الصلاة خير من النوم" جس کے جواب میں ایک مومن اور شاکر انسان انتہائی متواضع حالت میں رب کو یاد کرتے ہوئے اٹھتا اور اس کی عبادت بجالاتا ہے:

اک ولولۂ شوق ہے ، ایک نغمۂ ناہید
یہ کون میرے کان میں رس گھول رہا ہے

ایسے ہی جب دوپہر کو سورج ڈھل جاتا ہے، اور لوگ اپنے کاموں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں، اور عصر کے وقت جب سورج چھپنے لگتا، اور کاروبار اپنے عروج پر ہوتا ہے، اور سرِ شام جب سورج غائب ہوجائے، اور اس کے بعد جب شفق کی سرخی کے ساتھ ساتھ آج کا دن ختم ہوجائے۔ یہی مبارک اذان ہمارے کانوں سے ٹکراتی ہے، نفوس قدسیہ بیدار ہوتے ہیں، اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتے ہیں؛ اس طرح مومن کا دن جو اللہ کی بندگی سے شروع ہوا تھا، اللہ کی بندگی پر ختم ہوگیا۔

مومن کا موقف:

مومن جو وقت کی قیمت جانتا ہے وہ یہ بات بھی جانتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایک مقصد کے لیے بھیجا ہے؛ زندگی اور موت کو پیدا کرنا، اور اس کا درمیانی عرصہ اس دنیا میں بھیجنا، یہ سراسر حکمت ہی حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ ﴾ (الملک: ۲)

”وہ اللہ جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرنے والا ہے، اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔“

فراغت اللہ کی ایک نعمت ہے جسے اس کی رضامندی کے امور میں صرف کرنا چاہیے؛ فرمان الٰہی ہے:

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝۸ ﴾ (الانشرح: ۷، ۸)

”سو جب آپ فارغ ہوں تو اپنے پروردگار کی عبادت میں محنت کیجیے، اور اپنے رب کی طرف ہی دل لگائیے۔“

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یعنی: جب امورِ دنیا سے فارغ ہوں تو نماز کے لیے کھڑے ہو جائیے۔“ اور عمر دراز کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ: جب آپ دنیا کے کاموں سے فارغ ہوں تو دین کے کاموں میں مشغول ہو جائیں، اور جب دین کے کاموں سے فارغ ہوں تو دنیا کے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔

اللہ کریم نے زبانی، بدنی، اور قلبی اعمال میں سے ہر ایک کا وقت مقرر کیا ہے، مومن کو علم ہونا چاہیے کہ کون سا وقت کس کام کا ہے؟ تاکہ وہ مقررہ وقت پر مطلوبہ عمل کو منشا و مقصود الٰہی کے مطابق ادا کر سکے۔ اور اسے اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی عبادات اور فرائض کے اوقات قرآن میں بیان کیے ہیں جن کو اپنے وقت سے آگے پیچھے کرنا جائز نہیں۔ یہ ہمیں اس بات کی تعلیم ہے کہ کوئی عمل اپنے وقت سے قبل یا بعد میں قبول نہ

Marfat.com

ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ ﴾ (النساء: ۱۰۳)

''اور نماز قائم کرو، بے شک نماز مومنین پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾

(البقرة: ۱۸۵)

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کو ہدایت دینے والا ہے، اس میں حق و باطل میں تمیز اور ہدایت کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو بھی اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ﴾ (البقرہ: ۱۹۷)

''حج کے مہینے مقرر ہیں۔''

پھر فرمایا:

﴿ فَإِذَآ أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾

(البقرہ: ۱۹۸)

''جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو۔''

ان تمام عبادات کو مختلف اوقات کے ساتھ خاص کرنا اپنے اندر بہت وسیع معنی رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ صبح و شام کے اذکار، سونے اور جاگنے کی دعائیں، کھانے پینے، اور دیگر اہم اوقات کی دعائیں مومن کے لیے وقت کے استعمال کا ایک بہترین درس ہیں، صرف سمجھنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

فراغت کی نعمت:

اللہ تعالیٰ کی ان گنت اور لا محدود نعمتوں میں سے سب سے پہلی اور بڑی نعمت اللہ تعالیٰ اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان اور اس کے موجبات کے مطابق عمل ہے۔ اور ان ہی نعمتوں میں سے ایک نعمت صحت اور عافیت کی ہے۔ جس میں جسم و جان کی سلامتی، آنکھ، کان، ناک اور دل کی سلامتی ہے۔ کیونکہ یہی انسانی حرکات و سکنات کے محور اور اس کے وجود سے استفادہ کے لیے آلات ہیں۔

ان ہی اعلیٰ اور بنیادی نعمتوں میں سے شب و روز اور ماہ و سال کے طویل اوقات میں ملنے والی فراغت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، مگر ہم اس کے قدر دان نہیں۔ وقت انسانی زندگی کا ایک حصہ اور صفحۂ ہستی پر اس کے وجود، بقا، استفادہ اور انتفاع کا میدانِ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس بات کا احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ ﴾

(ابراهیم: ٣٢۔ ٣٤)

"اور اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اور آسمانوں سے پانی اتارا، اور اس سے پھل اگائے جو تمہارے لیے رزق ہیں، اور اس نے تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے، اور تمہارے لیے نہروں کو مسخر کر دیا۔ اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو مسلسل (سفر میں) چل رہے ہیں، اور دن اور رات کو تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے۔ اور تمہیں ہر وہ چیز عطا کی جس کا تم نے اس سے سوال کیا تھا، اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں گن نہیں پاؤ گے، بے شک انسان بہت بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔"

ان آیات میں اس بات پر اللہ ﷻ کی مدح خوانی ہے کہ وہی زمان ومکان اور جو کچھ ان میں واقع ہے، سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ سب اسی کی طرف سے اور اسی کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾﴾

(الانعام: ۱۳)

"رات کے اندھیرے اور دن کے اُجالے میں جو کچھ ٹھہرا ہوا ہے، سب اللہ کا ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ان ہی نعمتوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((نعمتان مغبونٌ فيهما كثير من الناس ، الصحة والفراغ .))

(صحیح ابن ماجه)

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں، صحت اور فراغت۔"

اس حدیث شریف میں ہمارے لیے تین باتیں انتہائی سبق آموز ہیں:

۱۔ **صحت** :...... اللہ کی بہت بڑی نعمت وعطا اور انسانی طاقت وتوانائی کا سرچشمہ ہے۔ جو کام تندرست آدمی کرسکتا ہے، مریض سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ خواہ یہ کام دنیاوی ہوں، یا دینی۔ صحت وقوت کو کمال جوانی کے دنوں میں حاصل ہوتا ہے۔ بدن میں صحت وعافیت، وطن میں آزادی و راحت، غذا ولباس، پانی اور ہوا، دنیا کی ہر نعمت انسان کے پاس موجود ہے، مگر اس کا شعور اور احساس بہت کم لوگوں کو ہے:

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ﴾ (لقمان: ۲۰)

"اس نے تم کو اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں پوری دے رکھی ہیں۔"

لب ولسان، شعور وجدان؛ سوچ وفکر، قلب ونظر؛ روح و روحانیت، انس و انسانیت؛

Marfat.com

دوست ویار، مونس وغم خوار؛ اور کتنی ہی نعمتیں ہیں:

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴾ (الرحمن: ۱۳)

''سو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

ایک صاحب بصیرت کے لیے کتنی عام سی بات ہے کہ وہ سوچے! میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہوں اور دوسرے آدمی کی ٹانگیں ہی کٹ چکی ہیں۔ میں اپنے پاؤں پر چل رہا ہوں، اور دوسرا آدمی پاؤں سے محروم ہے؛ ایک اپنے ہاتھ سے لین دین کر رہا ہے، اور دوسرے کے ہاتھ ہی نہیں۔ ایک انسان کے قلب ونظر درست ہیں، وہ اپنی مرضی سے دیکھ اور سوچ سکتا ہے؛ جب کہ کوئی دوسرا نابینا اور دل کا مریض ہے، سوچ وفکر کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ کوئی ایک خوب لمبی تان کر آرام سے سوتا ہے، کوئی دوسرا نیند کی گولیاں کھا کر بھی اس نعمت سے محروم ہے؛ اور خودکشی کر رہا ہے۔ ایک اپنی مرضی سے دنیا کی ہر نعمت کھا پی سکتا ہے، جب کہ کوئی دوسرا کروڑوں کا مالک ہے، مگر چند لقمے ابلی ہوئی دال کے ہی کھا سکتا ہے، اس کے علاوہ باقی دنیا کی ہر چیز کا اسے پرہیز ہے۔

ہاتھ والے کو اگر یاقوت جڑے ہوئے سونے کے کنگن دے دیے جائیں، وہ ان کے بدلہ میں اپنے ہاتھ کاٹ کر کبھی بھی نہیں دے سکتا۔ پاؤں والے کو کتنی ہی عمدہ گاڑی پجارو اور لینڈ کروزر کیا جہاز بھی خرید کر دے دیا جائے، وہ ان کے بدلے میں اپنے پاؤں کاٹ کر کبھی نہیں دے گا۔ دل والا اپنا دل ساری دنیا کے بدلے کبھی فروخت نہیں کرے گا؛ آنکھ والے کو اپنی آنکھ کی قیمت کل کائنات میں نظر نہیں آتی۔ ہیرے اور زمرد کی بالیوں کے بدلے میں کوئی بھی اپنے کان ہرگز نہیں کٹوائے گا۔ آخر یہ نعمتیں کس کی عنایت کردہ ہیں؟

﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴾

(الذاریات: ۲۰-۲۱)

''اور زمین میں اس کی نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لیے، اور تمہارے نفسوں میں بھی، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟''

Marfat.com

اپنے نفس اور اہل خانہ، گھر بار، وطن و دیار، اہل و عیال، اعمال و اموال کو آخر کس نے خیر و عافیت سے بھر دیا؟ باقی معاشرہ، ملک، اور علاقہ کو امن و امان سے نوازنے والا کون ہے؟ رنگ برنگ صبح و شام کی نعمتیں کس کی عنایت کا ثمرہ ہیں؟ فرمایا:

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۳﴾

(النحل : ۸۳)

''وہ اللہ کی نعمتوں کو جانتے ہیں، اور پھر ان کی ناشکری کرتے ہیں۔''

ان نعمتوں پر غور کرو، آخر یہ کس کی عنایت اور آپ کے پاس کس کی امانت ہیں اور ان کا استعمال کس طرح ہو رہا ہے؟ کیا اس امانت میں خیانت تو نہیں ہو رہی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (الاسراء : ۳۶)

''اور اس بات کے قریب بھی مت جائیں جس کا آپ کو علم نہ ہو، بے شک کان، آنکھیں، اور دل ہر ایک جوابدہ ہے۔''

۲۔ فراغت وقت :...... اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اس سے مراد وقت کا وہ حصہ ہے جس کا انسان اپنی مرضی کے مطابق مالک ہوتا ہے۔ اور وہ اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ وہ یہ وقت کہیں بھی لگا دے۔ اور یہ بھی بات طے شدہ ہے کہ انسانوں کے اس فراغتِ وقت سے فوائد حاصل کرنے کے لیے ان کے فقر، تونگری، علم اور مرتبہ کے لحاظ سے مختلف درجات ہیں۔ اور ہر کوئی اس خیر سے حسب استطاعت فائدہ اٹھاتا ہے۔

اس فراغت سے مقصود دنیاوی پریشانیوں اور مصروفیات سے نجات ہے۔ جن کی وجہ سے انسان آخرت کی یا کسی اہم بڑے کام کی تیاری نہیں کرسکتا۔ اسی لیے بعض صالحین کہتے ہیں: '' مشغولیت سے قبل فراغت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جب انسان اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کے لیے شہوات کے دروازے کھول دیتا ہے، اور خواہشات

کے پیچھے پڑ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نعمت کو اس کے دل میں پریشانی کا سبب بنا دیتے ہیں، اور دل کا نور اور طہارت سلب کر لیتے ہیں، جس کی وجہ سے یہی نعمت عذاب بن جاتی ہے۔"

رب رحمٰن سے دل کا نور بھی مانگ اس لیے کہ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں۔

۳۔ ناقدری:...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾﴾

(البقرہ : ۲٤۳)

"کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"

بہت سارے لوگ اس صحت اور فراغتِ وقت کی قدر نہیں جانتے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو اس سے صحیح معنوں میں مستفید ہوتے ہیں۔ اکثر لوگ یہ اوقات بیہودہ لایعنی اور فضول کاموں میں گنوا دیتے ہیں۔ روزمرہ کی تین غلطیاں جو کہ ہمارا معمول بن گئی ہیں، ان میں سے ایک وقت کا ضیاع ہے، اس کی ہمیں قدر نہیں۔ دوسری غلطی بے فائدہ بات ہے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه))

(مسند احمد / حسن: ۱۷۳۷)

"کسی انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی نشانی لایعنی (بے فائدہ) کاموں کا ترک کر دینا ہے۔"

اور تیسری غلطی فضول کام کرنا ہے؛ جن کا نہ دُنیا میں کوئی فائدہ ہو، اور نہ آخرت میں۔

اور ہمارے دل سے کسی بھی وقت حالات کو بدلنے کا احساس تک ختم ہو چکا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

واللـه قد جعل الأيام دائرة
فـلا تـرى راحة تبـقى و لا تـعبـا

"اللہ تعالیٰ نے زمانہ کو سدا گردش میں رکھا ہے، لہٰذا یہاں نہ آرام مستقل رہے گا اور نہ مشقت۔" ایک موٹی تاریخی حقیقت ہے وہ بلاد وممالک، وہ عزت وشرف

Marfat.com

ومنزلت جو کچھ ہمارے آبا نے بڑی مشقت سے حاصل کیے تھے، ان کے بعد نالائق جانشینوں کی راحت پسندی کی وجہ سے وہ عزت وشرف اور وہ منزلت اور جگہ وہ ملک اور شہر ہمارے ہاتھوں میں نہ رہے، جن کے لیے ان کی جانیں کام آئیں۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، جب آنکھوں کی نعمت چھن گئی تو فرماتے ہیں:

إن يأخذ الله من عيني نورهما
ففي لساني وسمعي منهما نور
قلبي ذكي، وعقلي غير ذي عوج
وفي فمي صارم كالسيف مأثور

"اگر اللہ تعالیٰ نے میری دونوں آنکھوں کا نور چھین لیا تو کیا ہوا، کیونکہ میری زبان اور کانوں میں ان دونوں کا نور آگیا ہے؛ میرا دل خوب ذکی ہے، اور میری عقل میں کوئی خلل نہیں، اور میرے منہ میں دو دھاری تلوار جیسا ماثور ذکر ہے۔"

یہ بھی قدرِ نعمت اور اس پر شکر کا ایک انداز ہے۔

بنگاہِ خردنگر:

خلیفہ مروان بن عبد الملک نے عروہ بن زبیر کو ملاقات کے لیے دمشق بلایا۔ عروہ اپنے بیٹے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ کچھ دن مروان کے پاس رہے۔ اس کے گھوڑوں کی بڑی شہرت تھی۔ ایک دن بیٹے کے ساتھ خلیفہ کے اصطبل میں گھوڑے دیکھ رہے تھے کہ ایک گھوڑے نے لات ماری، عروہ زخمی ہو گئے، اور بیٹا موقع ہی پر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ کچھ دن کے بعد حکما نے مرض بڑھنے کے خدشہ کے پیش نظر ٹانگ کاٹنا تجویز کیا۔ جب گرم تیل لایا گیا تو عروہ فرمانے لگے: تیل کی ضرورت نہیں، میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں، تم ٹانگ کاٹ لینا۔ ایسا ہی ہوا، وہ قرآن پڑھتے رہے، اور ڈاکٹروں نے ٹانگ کاٹ دی۔ خلیفہ اپنی جگہ بڑا

Marfat.com

شرمندہ اور پریشان تھا کہ میں نے ان کو مہمان بلایا اور ان پر ناگہانی آفات آ گئیں۔

ایک دن دربار میں کچھ لوگ ملاقات کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ ان میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو آنکھ سے معذور، پیشانی ٹوٹی ہوئی، اور عجیب الحال تھا۔ خلیفہ نے اسے تعجب سے دیکھا اور پوچھا: تمہارا کیا ماجرا ہے؟ کہنے لگا: امیر المومنین! ہماری قوم میں مجھ سے بڑھ کر کوئی مال اور اولاد والا نہیں تھا۔ ایک دن میں اپنے خاندان کے ہمراہ نکلا، ایک جگہ پڑاؤ ڈالا؛ رات کو بارش ہوئی، طوفان آیا، اور سب کچھ اس کی نذر ہو گیا، سوائے ایک چھ ماہ کے بچے کے۔ پریشانی کے عالم میں صحرا میں بیٹھا تھا کہ دور مجھے اپنا اونٹ نظر آیا۔ میں اونٹ کے پیچھے دوڑا، جیسے ہی اونٹ کو پکڑنا چاہا، بچے کے رونے کی آواز آئی، پلٹ کر بچے کے پاس پہنچا، اسے بھی بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔ دوبارہ اونٹ کے پیچھے بھاگا؛ اس نے لات ماری، پیشانی بھی ٹوٹ گئی اور آنکھ بھی جاتی رہی۔ خلیفہ کو اس قصہ سے کچھ تسلی ہوئی، اور اس آدمی کو بھیجا کہ جا کر یہ قصہ عروہ کو سنائے تاکہ انہیں کچھ تسلی اور حوصلہ ہو۔

عروۃ جب واپس مدینہ آئے، لوگ ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ ایک نوجوان بھی اس موقع پر آپ کی تیمارداری اور تعزیت کے لیے آیا، اس نے تعزیت کے لیے جو الفاظ کہے وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ کہنے لگا: ''اے عروہ! اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے چار اعضا میں سے ایک لیا اور باقی تین چھوڑ دیے، اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرو، نیکی کے کاموں کے لیے یہ بھی کافی ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اتنے بیٹوں میں سے ایک لے لیا، تو اس پر اس کی حمد بیان کرو، اگر صالحین میں سے ہوں گے تو یہ بھی آپ کے لیے کافی ہیں، اور اگر ایسا نہیں تو ان پر بھی افسوس کرو۔'' فاعتبروا یا أولی الأبصار۔

(دیکھو: سیرت تابعین، قصہ عروہ بن زبیر)

کفار کی مذمت:

وقت کی اہمیت کا جاننا، ہی اصلِ زندگی ہے۔ جس نے وقت کی قیمت کا احساس نہیں کیا، اس نے مردہ دن گزارے، اگرچہ وہ زمین پر چل پھر، اور سانس ہی کیوں نہ لے رہا

تھا۔یہی کافروں کے اس جواب کا راز ہے جو وہ روزِ قیامت دیں گے، اللہ ﷻ عالم الغیب نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔فرمایا:

﴿قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾﴾ (المومنون: ١١٢، ١١٣)

”(اللہ) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ کہیں گے: ایک دن یا اس کا کچھ حصہ، گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیجیے۔“

اللہ ﷻ نے قرآن میں اپنی عمریں ضائع کرنے پر کفار کی مذمت کی ہے؛ انہوں نے عمریں کفر پر ختم کیں۔اتنی لمبی عمر اور طویل زمانہ میں بھی کفر سے اسلام کی طرف نہ نکلے۔فرمایا:

﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۖ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾﴾ (فاطر: ٣٧)

”کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرسکتا تھا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آپہنچا تھا، سو اب تم مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔“

پس اللہ ﷻ نے زندگی کے ان لمحات کو نصیحت اور عبرت حاصل کرنے اور ایمان لانے کا میدان قرار دیا۔بقول شاعر:

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا تو بس یہ سمجھ زندگانی گنوائی

وقت کی قیمت:

فراغت کے لمحات وقت کا حصہ اور آپ کے پاس امانت ہیں۔یہ عمر کی وہ گھڑیاں ہیں جن پر آپ کے اعمال، احوال، اقوال، رزق اور تقدیر منحصر ہے۔ہر سانس اور ہر گھڑی جس کا اللہ ﷻ نے انسان کو مالک بنایا ہے، اس کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((لن تزول قدما ابن آدم يوم القيامة حتّٰى يسأل عن خمس : عن عـمـره فيـمـا أفـناه ، وعن شبابه فيم أبلاه ، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه ، وماذا عمل فيما علم .)) (رواہ ترمذی/حسن)

''روزِ قیامت ابن آدم کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے سرکنے نہ پائیں گے جب تک وہ پانچ چیزوں کا جواب نہ دے:

۱۔اپنی عمر کو کس کام میں لگایا؟

۲۔اپنی جوانی کہاں گزاری؟

۳۔مال کہاں سے کمایا؟

۴۔اور کہاں خرچ کیا؟

۵۔علم کے مطابق کیا عمل کیا؟......''

اس حدیث میں دو اہم نکات ہیں:

۱۔وقت کی قدر :......وقت اپنے سیکنڈ، منٹ، گھنٹہ، دن اور سال کے حساب سے انسان کے پاس امانت ہے، اور اس کے متعلق سوال ہوگا۔پس ہر لحظۂ حیات جوابدہی کی تیاری میں صرف ہونا چاہیے۔شاعر کہتا ہے:

والوقت أنفس ما عنيت بحفظه

وأراه أسهل ما عليك يضيع

''اور وقت وہ سب سے قیمتی چیز ہے جس کی حفاظت کا آپ کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا ضیاع آپ کے لیے سب سے آسان ہے۔''

فرمان الٰہی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾

(الحشر:۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ ﷻ سے ڈرو،اور چاہیے کہ ہر جی دیکھے اس نے کل کے

لیے کیا بھیجا ہے۔''

اس لیے دانش مندی کا تقاضا ہے کہ افسوس وحسرت کا وہ وقت آنے سے قبل تیاری کرلیں، کہ عمر کا ایک ایک لمحہ ختم ہوا جارہا ہے:

میں دیکھتا ہی رہ گیا نیرنگیٔ صبح وشام
عمر فسانہ ساز گزرتی چلی گئی

۲۔لمحاتِ جوانی کی خصوصیت :...... جہاں باقی زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا، وہاں جوانی کے متعلق خاص سوال ہوگا۔ کیونکہ جوانی کی گھڑیاں توانائی اور قدرت کی ہوتی ہیں۔اس وقت انسان ہر کام کو اچھی طرح کرسکتا ہے۔اور اس وقت خواہشات کو مارنا عزم اور ہمت کی بات ہے۔شاعر کہتا ہے:

بے سود ہے اس وقت نیکی کی تمنا
جب نطق واشارہ کی بھی قوت نہیں رہتی

جاحظ نے اپنی آخری عمر میں اس کو بڑے خوبصورت اور دکھ بھرے پیرائے میں بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

أتـرجـو أن تـكـون وأنـت شيـخ
كـمـا قـد كـنـت أيـام الشبـاب
لـقـد كـذبتك نـفسك ليـس بثـوب
دريـسٍ كـالـجـديـد مـن الثيـاب

''کیا بڑھاپے میں بھی تو عہدِ شباب کی سی صحت کی امید رکھتا ہے۔ یہ خود کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنا ہے، کہ پرانا اور نیا کپڑا برابر نہیں ہوتا۔''

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴾ (الاسرا: ۱۹)

''اور جس کسی نے آخرت کو سنوارنے کا اردہ کیا اور اس کے لیے کوشش بھی کی، اور وہ ہے بھی ایمان والا، پس ایسے ہی لوگوں کی کوششیں قابل شکر ہیں۔''

وہب بن منبہ فرماتے ہیں:''جس انسان نے شہوت کو اپنے قدموں کے تلے روند دیا، شیطان اس کے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔ وہی انسان خواہشات کو مغلوب، نفس کا محاسبہ، اور برائیوں کا خاتمہ کرسکتا ہے......اور جس نے اپنے مستقبل کی اصلاح کرلی، اس کی سابقہ غلطیاں معاف کردی جاتی ہیں۔''بقول شاعر:

تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمرِ دراز میں

Marfat.com

فصل دوم:

فرصت کی گھڑیاں اور لوگوں کی اقسام

اتنی بڑی رنگا رنگ کائنات میں رنگا رنگ لوگ موجود ہیں؛ کائنات کا ہر شخص گلستانِ قدرت کا ایک حسین پھول ہے، جس کی خوشبو دوسرے پھولوں سے مختلف ہے۔اور ہر ایک انسان کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے:

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

اس اختلافِ فکرونظر کی وجہ سے اختلافِ عمل وکردار بھی سامنے آتا ہے۔ ایسے لمحات میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لیا، اور اس وقت کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کردیا۔

☆ جنہوں نے مفید کتابوں کے مطالعہ سے وقت کو قیمتی اور ثمرآور بنایا۔

☆ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں وقت گزارا۔اور اسلام کی دعوت پھیلانے میں کردار ادا کیا۔

☆ صلہ رحمی کی،اور لوگوں میں سے اہلِ حق کے حقوق ادا کیے۔

☆ اپنے والدین کی خدمت اور عزیز واقارب کی زیارت کے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے استفادہ کرلیا۔

☆ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بیرونی اخلاقی اور فکری حملوں کا دفاع کیا۔

یہ لوگ حقیقت میں کائنات کے بہترین لوگ ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر اللہ کی رضامندی اور اسلام کی سربلندی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔اور اسی کے لیے ان کی زندگی کی تمام تر کوششیں وقف ہیں۔

Marfat.com

☆ کتنے ہی لوگوں نے نہ گناہ کیا، اور نہ نیکی کمائی، وقت گزر گیا۔

☆ کسی نے سیر وتفریح کے لیے ایسے مقامات کا سفر کیا جہاں پر محض برائی ہے، اور فحاشی۔

☆ عام ادبی اور ثقافتی کتابوں کے مطالعہ میں غرق رہا، یا مختلف فنون سیکھے۔ یہ لوگ بھی اس لحاظ سے قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے خود کو حرام کاری سے بچایا، مگر اس طرح وقت کا گزرنا کبھی کبھار گناہ میں پڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔

اور کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اللہ کو اور آخرت کے دن کو بھلا دیا، اور دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کو آخرت پر ترجیح دی۔ جن کے یہ اوقات بدبختی، گناہ، خیانت، فحاشی، لایعنی اور بے فائدہ کاموں میں گزرتے ہیں۔ جن کے لیے یہ گھڑیاں اپنے پیچھے غم، پریشانی اور افسوس، کی ایک جلن چھوڑ جاتی ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب یہ لمحات اللہ کی نافرمانی میں بسر ہوں؛ جن میں واجبات کو ترک اور حرام کاموں کا ارتکاب کیا جائے۔ حقوق اور امانات ضائع کیے جائیں۔ ان دنوں کو حرام اور ناجائز کاموں کے لیے سنہری موقع سمجھا جائے۔ اور کتنے ہی لوگ ہیں جو حرام کاری، گناہ، اور دیگر ایسے ہی کاموں کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ ہم کو ان اوقات میں کیا کرنا ہے؟

☆ جب کہ مومن جس کو اپنے مرنے اور اپنے رب سے ملنے پر یقین ہے، وہ اس وقت تک جہد مسلسل میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنا پاؤں جنت میں نہ رکھ لے۔

☆ اگر انسان صحیح معنوں میں غور وفکر کرے تو پتہ چلے گا کہ وقت ہی سب سے قیمتی چیز ہے؛ کیونکہ باقی مال ودولت تو آتے جاتے رہتے ہیں، مگر گیا وقت کبھی واپس نہیں آتا۔ ہر آنے والی فجر پکار کر کہتی ہے: اے ابن آدم! میں ایک نیا دن ہوں، جو تیرے اعمال پر گواہ ہوں، اور مجھے غنیمت جان لے، میں قیامت تک دوبارہ نہیں آؤں گی۔

فکر وعبرت:

زندگی کو موت سے قبل فرصت جاننا کہاں گیا؟ اور بڑھاپے سے قبل جوانی کی نعمت کا کیا بنا؟

☆ بیماری سے قبل صحت کی نعمت کی قدر کس طرح کی؟

Marfat.com

☆ مصروفیت سے قبل فراغت کی نعمت کا احساس کیوں کر کھو گیا؟

☆ فقر سے قبل تونگری کی نعمت سے کیا فائدہ اٹھایا؟

کیا لوگ یہ بات بھول گئے ہیں کہ جب بھی کسی روح کا وقت پورا ہو جاتا ہے، وہ ایک لمحہ کے لیے دیر نہیں لگاتی، اور نہ حالات اور جگہ کی رعایت کرتی ہے، بلکہ فوراً پرواز کر جاتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ بدن جس کو ہم نے طرح طرح سے آرام پسند بنایا ہے، اور اس کی عیش وعشرت کا خیال رکھتے ہیں، بالکل ایک ایسی بیکار چیز ہو جاتی ہے کہ کوئی چند گھنٹوں کے لیے بھی اس بدن کو اپنے پاس نہیں رکھتا، بلکہ فوراً اسے مٹی تلے دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب اس کے بعد شروع ہونے والا مقام روح اور روحانیت کا ہے؛ کیا کبھی اس پر بھی غور کیا کہ ایک ایک لمحہ کر کے روح کا ٹائم ختم ہو رہا ہے، ہم نے اس کے لیے روحانیت کا کتنا سامان کیا، جو بدن ہی کے غلام بنے ہوئے ہیں؟ یاد رکھیں! ہر انسان اپنے کیے پر جوابدہ ہے، اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾﴾

(الحجر: ۹۲-۹۳)

’’سو آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے، اس کے متعلق جو کچھ وہ کرتے تھے۔‘‘

خواجہ عزیز الحسن مجذوب کہتے ہیں:

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

Marfat.com

غلط مفہوم:

بہت سارے لوگ فراغت کا مفہوم متعین کرنے میں غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کھیل کود، ضیاع وقت اور عیاشی کا نام ہے، جس کا نہ کوئی فائدہ ہے، اور نہ نقصان۔ لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں، کہ کیا یہ لمحات انسانی عمر کا ایک حصہ نہیں ہیں؟

کیا ان کا رب ان کی پوشیدہ اور ظاہری حرکات کو نہیں جانتا؛ وہ فرماتا ہے:

﴿وَ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ﴾ (الممتحنه: ٢)

''وہ میں ہر اس چیز کو جانتا ہوں جس کو تم خفیہ رکھتے ہو، اور جس کو تم اعلانیہ کرتے ہو۔''

اور کیا انسان سے اس کی زندگی کے ہر پل کے متعلق، اور ہر بات اور عمل کے متعلق سوال نہیں ہو گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ١٨)

''اور وہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتے مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے۔''

اہل عقل و فراست چاہتے ہیں کہ یہ لمحات سعادت مندی میں گزارے جائیں۔ وہ جانتے ہیں کہ:

﴿وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ۭ وَ إِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (العنكبوت: ٦٤)

''دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے، اور بے شک آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، کاش کہ وہ جان لیتے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مالي وللدنيا، إنما مثلي ومثل الدنيا كمثل الراكب، استظل في ظل شجرة ثم راح وتركها.))

(مسند ابو يعلى / صحيح، فقه السيرة للألباني)

''میرے لیے اس دنیا میں کیا ہے؟ بے شک میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے

Marfat.com

ایک سوار کی، جس نے درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لیے آرام کیا، اور پھر چلتا بنا، اور سب کچھ ادھر چھوڑ گیا۔"

بقول شاعر:

چلے گا بزم میں جامِ شرابِ مشکبو کب تک
رہیں گے زینت محفل بتانِ شعلہ رُو کب تک
بڑھے گی دولتِ دنیادُوں کی آرزو کب تک
تیری کروفر کب تک جہاں میں اور تو کب تک
کفن بردوش صیاد پھرتا ہے گلشن میں
نہ شاخِ گل پہ چُوکے گا، نہ چھوڑے گا نشیمن میں

متاعِ گراں مایہ:

زندگی ایک ایسی نعمت ہے جو آفاقی وسعتوں کے ساتھ ساتھ انتہائی تنگیٔ داماں کی شکایت کررہی ہے؛ گنتی کی چند سانسیں اور چند دن، اور اس میں ذمہ داریاں۔ پھر ان سانسوں میں نہ کمی ممکن ہے، اور نہ زیادتی، بلکہ انسان اس معاملہ میں کچھ اختیار رکھتا ہی نہیں؛ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ ﴾ (الاعراف : ٣٤)

"ہر ایک قوم کا ایک وقت مقرر ہے، ان کا وقت آجائے گا اس کو ذرا بھر نہ آگے کیا جائے گا، اور نہ پیچھے۔"

اس چیز کی قدر بہت کم لوگوں کو ہے؛ موجودہ دور میں ملت اسلامیہ کے نوجوانوں میں ان لمحاتِ زندگی کے قدردان آٹے میں نمک سے بھی کم ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس ، الصحة والفراغ .))

(صحیح / ابن ماجه)

"لوگوں میں دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت وہ دھوکہ میں ہیں: صحت اور فراغت۔"

Marfat.com

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ہر ایک نعمت کے بارے میں سوال کریں گے:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (التكاثر: ٨)

''اور پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

وقت کو ضائع کرنا حقیقت میں نہ صرف اپنے نفس کے ساتھ، بلکہ اپنی نسل اور قوم کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر باپ گھر میں وقت کو ضائع کر رہا ہے تو بچے اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسا ہی کریں گے۔ اور اگر افسر بالا اس مرض کا شکار ہے تو اس کے ماتحت بھی ایسا ہی کریں گے۔

محترم بھائی! بازار کے ناقص مال کے بدلہ میں اپنے وقت کی متاعِ گراں مایہ کو ہر گز ضائع نہ کیجیے، اس کی حفاظت دنیا کی بہت بڑی نعمت، اور ہر چیز سے بیش بہا دولت ہے۔

وقت شناسی کی مثالیں:

وقت یا تو آپ کا بہترین دوست ہے، یا بدترین دشمن۔ یہ سارا معاملہ اس کے ساتھ برتاؤ پر منحصر ہے۔ وقت کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من قال سبحان الله وبحمده في يوم مائة مرة ، حطت خطاياه وإن كانت مثل زبد البحر)) (متفق عليه)

''جس نے دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہا، اس کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں، اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔''

ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إن العبد ليتكلم بالكلمة من رضوان الله ، ولا يُلقي لها بالاً ، يرفعه الله بها درجات۔ وإن العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله ، ولا يُلقي لها بالاً ، يهوي بها في جهنم)) (بخاری)

''بے شک کوئی انسان اللہ کی رضا مندی کی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی وہ پروا

Marfat.com

نہیں کرتا، مگر اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور کوئی انسان اللہ کی ناراضگی کی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی وہ پروانہیں کرتا، مگر اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گرتا رہتا ہے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سب سے اعلیٰ اور فائدہ مند فکر وہ ہے جو اللہ کے لیے اور آخرت کے لیے ہو۔ اور جو فکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اس کی کئی قسمیں ہیں: ...... پانچویں قسم: واجبِ وقت اور اس کے وظائف کی فکر۔ اور اپنی تمام ہمت کو وقت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے جمع کرنا۔ اصل میں عارف ہی ابن وقت ہوتا ہے۔ اگر وقت ضائع ہو گیا تو تمام تر مصلحتیں ضائع ہو گئیں۔ سو تمام تر مصلحتوں کا اصل منبع وقت ہے۔ جب انسان سے کوئی وقت ضائع ہو جاتا ہے تو اس کا ازالہ کبھی بھی ممکن نہیں ہوتا۔'' (الجواب الکافی ۲۰۸)

ابنِ جوزی فرماتے ہیں: ''انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے زمانے کے شرف اور وقت کی قدر کو جانے۔ ان میں سے ایک لحظہ بھی اللہ تعالیٰ کی قربت کے کاموں کے علاوہ کسی اور چیز میں ضائع نہ کرے؛ اور ان اوقات میں افضل سے افضل عمل کو اپنے آگے بھیجنے کی کوشش کرے۔'' (صید الخاطر ۴۶)

یہ مختصر لمحات اور اعمال انسانی نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ بس ایک کلمہ زبان سے نکلا، خیر کا تھا تو نتیجہ کیا رہا، اور اگر شر کا تھا تو نتیجہ کیا ہو گا۔ اس میں کتنا وقت صرف ہوا جو انسان کے مقدر کا فیصلہ بن گیا؟ اگر ایک اتنی مختصر سی بات کا بولنا نجات اور کامیابی ہے، تو انسان خود کو ایسے کاموں میں مشغول رکھے جو اپنے نفس اور دوسرے لوگوں کے لیے مفید ہوں نورٌ علی نور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خیر الناس أنفعهم الناس.)) (صحيح الجامع)

''لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں۔''

کالبحر يقذف للقريب جواهراً
جوداً؛ و يبعث للبعيد سحائباً

Marfat.com

''اس سمندر کی طرح جو اپنی سخاوت کی وجہ سے اپنے قریب کے لیے موتی پھینکتا ہے، اور دور کے لیے بادلوں کو بھیجتا ہے۔''

اللہ ﷻ نے اس کی قدر کن لوگوں کو کیسے عطا فرمائی اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

صالحین اور وقت کی قیمت:

انسان اپنی اس مختصر زندگی میں مختلف قسم کے احوال کا سامنا کرتا ہے۔ کبھی خوشی تو کبھی غم۔ کبھی کوئی کسی گناہ میں مبتلا ہے، تو اگلے لمحے وہ توبہ واستغفار کے ذریعے اپنے مالک کو راضی کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ کوئی اس کی نعمتوں سے مالا مال ہے تو کوئی اس کی طرف سے امتحان میں۔ مگر ہر حال میں اگر انسان کے سامنے مقصود حیات رب کی رضامندی کا حصول بن جائے تو اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔ اس لحاظ سے بعض علما نے وقت کو کچھ اس طرح تقسیم کیا ہے:

- جس انسان کے لیے نعمت کا وقت ہو، اس کی راہ شکر کی ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی عنایت پر دل کی خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۞﴾

(السبا: ۱۵)

''اپنے رب کے دیے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو؛ پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔''

- جس انسان کا وقت گناہ اور معصیت کا ہو اس کے لیے توبہ اور استغفار کی راہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞﴾

(الزمر: ۵۳)

''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت

Marfat.com

سے نا امید نہ ہونا، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا، وہ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

❁ جس کے لیے آزمائش کا وقت ہو اس کو صبر اور رضا مندی کا شیوہ اپنانا چاہیے، اور رضا مندی سے مراد اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی کرنا ہے۔ صبر سے مراد دل کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت قدم رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾﴾ (البقرة: ۱۵۵، ۱۵۶)

"اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ نقصان دے کر جانوں اور اموال اور پھلوں میں، اور خوشخبری ہو صبر کرنے والے لوگوں کے لیے جنہیں جب مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم سب اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

❁ جس انسان کے لیے اطاعت کا وقت موافق ہو؛ اس کے لیے اس کے نفس پر راہ اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نیکی کی طرف ہدایت اور اس کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾﴾ (یونس: ۵۸)

"آپ فرمادیں یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اسی وجہ سے خوش ہو جاؤ، یہ اس چیز سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔"

یہی سات آسمانوں کے اوپر سے آنے والا پیغام ہے جس کی دعوت وقت کے سب سے بڑھ کر عظیم اور باہمت لوگ پیش کرتے رہے۔ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے بعد سلف صالحین رحمہم اللہ اور بعد میں آنے والوں میں سے جو لوگ ان کی راہوں پر چلتے رہے وہ

Marfat.com

اپنے وقت کی حفاظت اور اسے نیکیوں سے معمور کرنے کے بارے میں سب سے بڑھ کر حریص تھے۔ خواہ وہ کوئی عالم ہو یا طالب علم، عابد ہو یا مجاہد۔ اس بارے میں وہ ایک دوسرے کی اقتدا کرتے تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو وقت کی حفاظت اور اسے نیک اعمال سے پر کرنے کی وصیت کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے پر لحظات اور گھڑیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ یہ سب کچھ ان کے وقت کی غنیمت حاصل کرنے کی حرص میں تھا تاکہ ان کی کوئی گھڑی بلا مقصد ضائع نہ ہو۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وقت بادل کی طرح گزر جاتا ہے، اور ہوا کی سی تیز رفتار چلتا ہے؛ اور جو گزر گیا وہ قیامت تک کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔ اس کی چند ایک مثالیں صرف اہل غفلت کی بیداری کے لیے پیش کی جاتی ہیں:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: ''رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا:

((كان يكون في مهنة أهله ؛ فإذا حضرت الصلاة ، خرج إلى الصلاة .)) (بخاری)

''آپ ﷺ گھر میں اپنے اہل خانہ کی خدمت میں مشغول رہتے، اور جب نماز کا وقت ہو جاتا، نماز کے لیے نکل جاتے۔''

اس حدیث میں دو باتیں اس موضوع کے لحاظ سے ہمارے لیے اہم ہیں:

۱: اپنے اہل خانہ کی خدمت، اجتماعی بھلائی کا کام۔

۲: نماز کی حفاظت: اپنے نفس کی تربیت، اور ایمان۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ بارہ ہزار مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہتے، اور فرماتے تھے: ''میں اپنے گناہوں کے برابر اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں۔'' (صفوة الصفوة)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں کسی چیز پر ایسے نادم نہیں ہوتا جیسے اس دن پر نادم ہوتا ہوں جس کا سورج غروب ہوا، میری عمر میں ایک دن کم ہو گیا، مگر عمل میں کچھ اضافہ نہیں ہوا۔'' (قيمة الزمن عند العلماء ٢٧)

اور فرمایا: میں اس آدمی پر غصے ہوتا ہوں جسے فارغ بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں، وہ نہ تو دنیا

Marfat.com

کا کوئی کام کرتا ہے، اور نہ آخرت کے کسی کام میں مشغول ہے:

إذا مـرّ بـي يـومٌ ولـم أقتبـس هدىً

ولم أستفد علماً ، فما ذاك من عمري

''جب مجھ پر کوئی ایسا دن گزرے جس دن میں کوئی ہدایت کی بات نہ پاسکوں، اور نہ علم سے استفادہ کرسکوں، پس وہ دن میری عمر میں سے نہیں ہے۔''

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اللّٰهم ! لاتدعنا في غمرة ، ولا تأخذنا على غرة ، ولا تجعلنا من الغافلين .))

''اے اللہ! ہمیں شدت میں نہ چھوڑیے؛ اور غفلت میں نہ پکڑیے، اور ہمیں غافلین میں سے نہ کرنا۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دعا:

((اللّٰهم إنّا نسألك صلاح الساعات والبركة في الأوقات .))

''اے اللہ! ہم آپ سے ان گھڑیوں کی بہتری اور اوقات میں برکت کا سوال کرتے ہیں۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

((الأيّام صحائف أعماركم فخلّدوها بصالح أعمالكم .))

''یہ دن تمہاری زندگیوں کے صحیفے ہیں، انہیں نیک اعمال سے دوام بخشو۔''

جناب حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے صالحین کو دیکھا، ان میں سے ہر ایک اپنی عمر کے ایک ایک لمحے پر درہم و دینار سے زیادہ حریص ہوتا تھا۔ اور خود بھی عبادت اور اجتہاد میں مشغول رہتے۔ کوئی ایک دقیقہ بھی بیکار نہ جانے دیتے۔ جب کوئی اور کام نہ ہوتا تو زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔'' (الزہد لاحمد بن حنبل ۲۸۲)

اور فرمایا کرتے تھے:

Marfat.com

((یا ابن آدم! إنّما أنت أیام ، إذا ذهب یوم ذهب بعضك .))

''ابن آدم! تو دنوں کا ہی مجموعہ ہے، سو جب ایک دن چلا جائے، تیری زندگی کا ایک حصہ چلا جاتا ہے۔''

جنابِ نافع رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ابن عمر اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ''ہر نماز کے لیے وضو کرتے، اور اس کے درمیان قرآن پڑھتے رہتے۔''

ابراہیم بن شیبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے اپنے وقت کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رضا کے علاوہ کسی اور چیز میں ضائع نہیں کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور دین کی حفاظت کرے گا۔ اور فرمایا کرتے تھے: اے بھائی غور کر! کہاں نیک عمل میں اضافہ ہونا، اور کہاں بداعمال میں اضافہ ہونا، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ بس دیکھ لیجیے آپ نے کس چیز میں اضافہ کیا ہے؟ (الزهد ، للبیهقی : ۲۹۸)

مجد الدین ابو البرکات، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دادا، جب قضائے حاجت کے لیے جاتے، تو کسی طالب علم سے کہہ دیتے کہ وہ بلند آواز سے کوئی کتاب پڑھے جس کو سن کر وہ استفادہ کریں، اور وقت ضائع نہ ہو۔ (قیمة الزمن ٦٧)

جب سیّدنا اعمش رحمہ اللہ کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے اہل خانہ رونے لگے، تو انہوں نے فرمایا: تم واویلا کرو یا نہ کرو، مگر اللہ کی قسم! ساٹھ سال ہو گئے، کبھی بھی مجھ سے تکبیر احرام نہیں چھوٹی۔'' (کیف تستثمر الوقت ١٥ ـعائض قرنی)

طیفور بطامی کہتے ہیں: ''بے شک رات اور دن مومن کا راس المال ہیں؛ جس پر حاصل ہونے والا فائدہ جنت ہے اور اس کا خسارہ جہنم ہے۔'' (الزهد ، للبیهقی ۲۹۷)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اسے ذلیل کرنے کے لیے ایسے لایعنی کاموں میں مشغول کر دے جس کی اسے کوئی ضرورت یہ اس سے کوئی علاقہ وواسطہ نہ ہو۔'' (جامع العلوم والحکم ۱۳۹)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وقت ضائع کرنا موت سے زیادہ سخت اور برا ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

وقت کا ضائع ہونا آپ کو اللہ اور آخرت سے دور کرتا ہے؛ اور موت دنیا اور اہل دنیا سے دور کرتی ہے۔

عارفین کہتے ہیں: ”انسان کے اوقات صرف چار قسم کے ہیں جن کے علاوہ کوئی پانچویں قسم نہیں ہے۔ نعمت اور آزمائش کے اوقات، اور اطاعت اور نافرمانی کے اوقات۔ اور انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کا اپنی بندگی میں سے حصہ مقرر کر رکھا ہے، جس کا وہ رب ہونے کے ناتے طلب گار ہے۔

آخر یہ سب لوگ کیوں اس راہ اور منہج پر چلتے تھے۔ کیونکہ یہ اس جنت کو حاصل کرنا چاہتے تھے جس کی وسعتیں آسمانوں اور زمینوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور وہ اس زندگی کو بنانا اور سنوارنا چاہتے تھے جس کو کبھی نہ زوال آئے گا اور نہ وہ فنا ہوگی۔ بلکہ اس زندگی میں اعمال کے لحاظ سے وہاں پر راحت اور پریشانی ہوگی۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر دو پریشانیوں کو جمع کر دے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ بلکہ جس نے اللہ کی رضا کے لیے اس دنیا میں کچھ مشقت برداشت کر لی، اس کی آخرت سنور گئی، اور یہی دعوت دین کا اصلی ہدف ہے۔

ثمرِ شاخِ طوبیٰ

اس سے ہماری مراد ان مبارک ہستیوں کا تذکرہ ہے جن کی محنتیں اور کوششیں ثمر آور ہوئیں، اور اللہ ﷻ نے ان کو ہر لحاظ سے اعلیٰ مقام عنایت کیا؛ اور آنے والوں میں ان کے ذکرِ خیر کو جاری وساری کر دیا۔ اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (یوسف: ۱۱۱)

”اور تحقیق ان کے قصوں میں عقلمند لوگوں کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أثنيتم عليه خيراً وجبت له الجنة ، ومن أثنيم عليه شراً

Marfat.com

وجبت لـه الـنـار ، أنتم شهداء الله في الأرض ، أنتم شهداء الله في الأرض......)) (متفق عليه)

''جس کے لیے تم بھلائی کی تعریف کرو، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اور جس کی تم برائی بیان کرو، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو،تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو......''

اس کی تائید جناب ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے ہوتی ہے:

﴿وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾﴾ (الشعراء: ۸۴)

''اور آنے والوں کی زبان پر میرا سچا ذکر جاری کردے۔''

اسلام کی روشن تاریخ میں غور کرنے والا دو باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا:

اوّل: کثرت تالیف وتصنیف

دوم: اس تصنیف اور تالیف کی نسبت ان علما کی کم عمری

حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کو اتنا مصروف رکھا، اور اپنی فراغت پر ایسے قابو پایا، اور زمانہ سے ایسے استفادہ کیا کہ ان کے علمی، ادبی شاہکار اور خدمات آج بھی ان کی تصنیفی مہارت، وقت شناسی اور قدر دانی کی گواہی دیتے ہیں۔ اور ان کے وقت سے استفادہ کرنے کے متعلق جو قصے بیان کیے جاتے ہیں وہ افسانہ اور کہانیاں معلوم ہوتی ہیں؛ مگر حقائق کے میدان میں یہ سب کچھ ایک اٹل حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

اسلامی تاریخ میں ایسی مبارک ہستیوں کی کمی نہیں۔ان میں سے چند ایک کے واقعات جو بڑے عجیب اور بھلے لگے، اور وہ نصیحت آموز بھی تھے، ان کا ذکر یہاں اس امید سے کیا جارہا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان سے کسی کو نفع دے دیں؛ اور اس کی زندگی کا رنگ بدل جائے۔

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ:

اپنے وقت کے امام، قاضی القضاۃ، اور حکومت عباسیہ کی ایک اہم شخصیت؛ فقہ حنفی کے

مؤسس و سرخیل، اور مسلک احناف کے ناشر و جرنیل ؛ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور معتمد خاص جناب قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں۔ دورِ طالب علمی کے متعلق فرماتے ہیں:

"طالب علمی کے دور میں میرے گھر والے میرے کھانے کا یہ انتظام کرتے تھے کہ چند روٹیاں دہی کے ساتھ ٹھونک لی جاتی تھیں، دہی کھا کر سویرے درس کے حلقوں میں حاضر ہو جاتا...... اس لیے جو چیزیں مجھے معلوم ہوئیں، اعلیٰ کھانوں کا انتظار کرنے والوں کو معلوم نہ ہوئیں۔ (اختصار وتصرف متاع وقت)

اس محنت ومشقت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے حکومت، مال و مرتبہ سب کچھ سے نوازا تھا۔ مگر قدرِ نعمت اور ذمہ داری کے ساتھ ساتھ دین سے محبت کا کس قدر خیال تھا، ذیل کے قصہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ قاضی ابراہیم بن جراح کہتے ہیں: قاضی ابو یوسف بیمار ہو گئے، میں ان کی عیادت کے لیے گیا، وہ بیہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ جب ہوش آیا تو مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے: اے ابراہیم! اس مسئلہ میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: اس حالت میں بھی آپ مسائل پوچھ رہے ہیں؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ہم پڑھتے ہیں، شاید کہ کوئی انسان اس سے نجات پالے۔ پھر مسئلہ پوچھا: جمرات کی رمی پیدل افضل ہے یا سواری پر؟ ابراہیم نے کہا: پیدل ؛ فرمایا: غلط، عرض کیا: سوار ؛ فرمایا: غلط۔ کہنے لگے: آپ ہی بتادیں ؛ فرمایا: "جس رمی کے بعد دعا کے لیے وقوف ہو، وہاں پیدل، ورنہ سواری پر افضل ہے۔" ابراہیم اجازت لے کر ابھی دروازہ سے ہی گزرے تھے کہ حالت نزع میں بھی ان علمی مسائل پر بحث کرنے والا یہ عظیم انسان اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔" (قیمۃ الزمن عند العلماء ۲۹)

دقات قلب المرء قائلة له   إن الحياة دقائق وثوان

فارفع لنفسك بعد موتِ ذكرها   فالذكر للإنسان عمر ثان

"دل کی دھڑکنیں انسان سے کہہ رہی ہیں: بے شک زندگی چند منٹ اور سیکنڈ ہے۔ پس اپنی موت کے بعد اپنی یادیں چھوڑ جا، گویا یادیں انسان کے لیے دوسری عمر ہیں۔"

Marfat.com

امام شافعی رحمہ اللہ:

شفقت پدری سے محروم یہ بچہ والدہ کی کفالت میں تربیت پا رہا تھا۔حالت یہ تھی کہ استاذ کو دینے کے لیے کچھ نہیں تھا، اس کے بچوں کی نگرانی کے معاوضہ پر معلم کو تعلیم دینے پر راضی کرلیا۔لکھنے کے لیے کچھ میسر نہیں آتا تھا، ایک تھیلے میں صاف ہڈیاں جمع رکھتے، ان پر لکھ لیتے ، اور رات کو پڑھنے کے لیے چراغ نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری دیوان چلے جاتے۔رمضان میں ساٹھ بار قرآن ختم کرنا معمول تھا۔لایعنی اور بے فائدہ کاموں سے بچنے کی بڑی تاکید کرتے؛ فرماتے: غیر مفید کاموں سے بچنے سے دل پر نور چھایا رہتا ہے۔خلوت اور لوگوں سے الگ رہنے کی تعلیم دیتے تاکہ وقت ضائع نہ ہو، کم کھانے کی تاکید کرتے۔خود کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے تھے ،ایک بار سیر ہو کر کھایا، تو قے کردی ۔فرماتے تھے: پیٹ بھر کر کھانے سے بدن بوجھل ہو جاتا ہے ،دل ثقیل رہتا ہے،نشاط وذکاوت ختم ہو جاتی ہے، اور نیند آنے لگتی ہے۔رات نظام الاوقات کی پابند تھی، تین حصے کر دیے تھے۔اول حصہ میں لکھتے، دوسرے حصہ میں نماز اور تیسرے حصہ میں آرام کرنا معمول تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے علم کی غیر معمولی محبت عطا کی تھی۔ان سے پوچھا گیا: "علم کے ساتھ آپ کی محبت کیسی ہے؟ فرمانے لگے: جب کوئی نئی بات کان میں پڑتی ہے تو میرے جسم کا ہر ہر عضو اس کے سننے سے محظوظ ہوا چاہتا ہے۔" پھر دریافت کیا گیا: "علم کے لیے آپ کی حرص کتنی ہے؟ فرمانے لگے: "سخت بخیل آدمی کو جتنی مال کی حرص ہوتی ہے۔" پوچھا گیا: "علم کی طلب میں آپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ فرمایا: "گمشدہ اکلوتے بیٹے کی ماں کی اپنے بیٹے کی طلب میں جو کیفیت ہوتی ہے۔" اور فرماتے تھے: "عالم کو ہر قسم کے مسائل پوچھنے چاہئیں کہ پوچھنے سے جو مسائل معلوم ہیں ان کی پختگی ہوگی ، اور جو معلوم نہیں ہیں ان کا علم ہوگا۔"

(مختصر از متاع وقت وکاروان علم)

امام صاحب رحمہ اللہ نے امت کے لیے کئی ایک بیش قیمت کتابوں کا خزانہ چھوڑا ہے؛ جن میں "کتاب الأم" اور "الرسالة" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

شیخ المشائخ وکیع بن جراح رحمہ اللہ:

عبد اللہ بن مبارک، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے استاد، فقہ وحدیث کے امام قاریء قرآن، عابد اور زاہد تھے۔ وقت کے ایسے پابند کہ دوسروں کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ تھے۔ ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے؛ دن کو روزہ معمول رہا۔ حافظہ اتنا قوی تھا کہ حدیث کی مجلس میں زبانی املا کراتے تھے؛ علی ابن خشرم کہتے ہیں: ''میں نے وکیع کے ہاتھوں میں کتاب کبھی نہیں دیکھی، وہ خود پیکر حفظ تھے۔ علی بن خشرم نے پوچھا: ''قوت حفظ کی کوئی دوا ہو تو مجھے بتا دیں؟'' وکیع فرمانے لگے: ''اگر بتادوں تو استعمال کروگے؟'' علی نے کہا: ''واللہ کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''ترک معاصی؛ قوت حفظ کے لیے اس سے زیادہ مجرب دوا میں نے نہیں دیکھی......'' (تہذیب الکمال ۳/۳۸)

امام شافعی نے جب خرابیءِ حافظہ کی شکایت کی، تو ان کو جو جواب اپنے استاد سے ملا اسے یوں بیان کرتے ہیں:

شکوت إلی وکیع سوء حفظی	فأوصانی إلی ترك المعاصی
فإن العلم نور من إله	ونور الله لا یعطی لعاص

''میں نے وکیع کے پاس خرابیءِ حافظہ کی شکایت کی، انہوں نے مجھے گناہ چھوڑنے کی وصیت کی۔ پس علم رب کا نور ہے، اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔''

سحری کو بیداری، نماز فجر کے بعد حلقہءِ درس، چاشت کے بعد آرام، اور نمازِ ظہر کے بعد سڑک پر چہل قدمی ان کا معمول تھا۔ اس چہل قدمی کے دوران وہاں سقوں کی گزرگاہ میں پہنچ کر ان کو قرآنی سورتیں یاد کراتے۔ جو آج کل کا معمولی مولوی بھی گوارا نہیں کرتا۔ مگر خاتم النبیین محمد ﷺ کے سچے، راست باز اور پاکیزہ فطرت خدام اپنے وقت کے امام ہی نہیں، بلکہ امام واستاد الائمہ ہیں؛ یہ پاک باز انسان اللہ کے دین کی خدمت کے لیے خود چل کر جہلا کے پاس جاتے، اور انہیں تعلیم دیتے۔ یہ کام وہ اپنی ذات کے لیے کیے گئے فارغ وقت میں کرتے۔ عصر کے بعد دوبارہ درس اور نماز مغرب کے ساتھ ہی افطار، اور اس کے بعد ذکر واذکار

ان کا معمول تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نعمتِ وقت کی قدر کی اور اپنی تاریخ رقم کر گئے:

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اسی بے مثال محنت کا اثر تھا کہ ان کے بیٹے کا بیان ہے: ''میرے والد جب تہجد کی نماز کے لیے بیدار ہوتے، تو ان کے ساتھ سارا گھر اس نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا، حتیٰ کہ ہمارے گھر کی حبشن چھوکری تک تہجد کی نماز پڑھتی تھی۔

نابغۂ روزگار ابن عقیل رحمہ اللہ:

اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں: ''میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، یہاں تک کہ جب علمی بحث کرتے کرتے میری زبان تھک جائے، اور مطالعہ کرتے کرتے آنکھیں جواب دینے لگیں، تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں۔ بیس سال کی عمر میں علم کے شوق کا جو جذبہ میرے اندر تھا، وہ جذبہ اس وقت کچھ زیادہ ہی ہے، جب کہ اب میں اسّی (۸۰) کے پیٹے میں ہوں۔ میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں کہ کھانے میں کم سے کم وقت لگے، بلکہ اکثر اوقات تو روٹی کے بجائے چورہ کو پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں۔ کیوں کہ دونوں کے درمیان وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کافی فرق ہے۔ روٹی کھانے اور چبانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے، جب کہ ثانی الذکر کے استعمال سے مطالعہ وغیرہ کے لیے نسبتاً کافی وقت نکل آتا ہے۔'' (متاع وقت وکاروان علم/۱۹۸)

کیا اس شوق اور مشقت و جہد کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ کبھی بھی بلند مرتبہ بغیر محنت کے نہیں ملتا:

دببت للمجد والسّاعون قد بلغوا
حدَّ النفوسِ وألقوا دونه الأُزُرَا
وكابدوا المجدَ حتى ملَّ أكثرُهم
وعانق المجدَ من وافى ومن صبرَا

Marfat.com

ولا تحسب المجدَ تمرًا أنت آكلُه

لن تبلغ المجد حتى تلعق الصبْرَا

''میں عالیشان امور پانے کے لیے چلا، لیکن کوشش کرنے والے جان جوکھم کی آخری حد تک پہنچ گئے، اور انہوں نے اس کے سامنے اپنی کمر کس لی۔ انہوں نے بزرگی کے حصول کے لیے اتنی کوشش کی کہ اکثر لوگ عاجز آ گئے۔ اور اس عالی مقام کو وہی حاصل کر سکے جنہوں نے وفا اور صبر سے کام لیا۔ اور تم بزرگی وشرف ومنزلت کو کھجور خیال نہ کرنا جسے تم کھا لو گے۔ تم ہرگز اس شرف کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کڑوا گھونٹ نہ بھر لیا جائے۔''

ابن عقیل کی محنتیں اور کاوشیں، صبر واستقامت آج بھی ہمیں پیغام دیتی ہیں:

بقدر ما تتعنّى تنال ما تتمنّى

''جس قدر کوئی کوشش کرے گا، اس کے مطابق ہی اپنی خواہشات کو پائے گا۔''

امام نووی رحمہ اللہ:

آپ کا پورا نام یحیٰی بن شرف الدین بن مری النووی تھا، ۶۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ۶۷۶ ہجری میں وفات پائی۔

ہاں یہ وہی بچہ تھا جس کے ساتھ اس کے ہم عصر اور ہم عمر بچپن میں کھیلنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ یاسین بن یوسف مراکشی کہتے ہیں: میں نے نوی میں دیکھا کہ بچے ان کے ساتھ کھیلنا ناپسند کرتے تھے، اور آپ ان کے اس سلوک کی وجہ سے روتے اور بھاگتے پھرتے تھے۔ لیکن کس کو علم تھا کہ مستقبل میں یہ بچہ کیا بنے گا۔ اور اللہ اس کو کس مقام پر فائز کریں گے۔ صحیح مسلم کے شارح اور ساتویں صدی کے جلیل القدر محدث، اور بے مثال فقیہ ومجتہد۔ آٹھ ماہ کی قلیل مدت میں فقہ شافعی کی کتاب ''المہذب،، کا چوتھائی حصہ ''العبادات'' زبانی یاد کر لیا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی اپنے شیخ کمال مغربی کی باتوں کی شرح کرتے، اور کبھی ان کی تصحیح بھی کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ علم پر اس حرص کی وجہ سے ان کے مشائخ انہیں بہت ہی

Marfat.com

چاہتے تھے۔ حدیث میں صحیح مسلم کی وہ نابغہ روز گار شرح لکھی کہ جس کی مثال آج تک نہیں لکھی گئی۔ اور فقہ شافعی کی مشہور کتاب مہذب کی شرح ''المجموع'' پچیس جلدوں میں، بھی آپ ہی کا سرمایہ و برکت حیات ہے۔

تعلیم کے زمانے میں محنت اور اجتہاد کا یہ عالم تھا کہتے ہیں کہ: ''دو سال تک پہلو کے بل زمین پر نہیں سویا، بیٹھے بیٹھے ہی کچھ آرام کر لیتا، اور پھر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ روزانہ مختلف علوم کے بارہ اسباق تشریح کے ساتھ پڑھتے، اور یاد کرتے۔ زندگی کے لمحات کو تول تول کر خرچ کیا۔ آتے جاتے بھی وقت بچاتے، اور راہ چلتے بھی مطالعہ کرتے رہتے۔ دن رات میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ پھل فروٹ اس اندیشہ سے نہیں کھاتے تھے کہ جسم میں رطوبت پیدا ہوگی، اور پھر نیند کا غلبہ علم اور مطالعہ میں مخل ہوگا۔ علمی مصروفیات کی بنا پر شادی بھی نہیں کی۔ پوری عمر لکھنے اور پڑھنے میں مشغول رہے۔ لکھتے لکھتے جب تھک جاتے تو قلم رکھ کر یہ شعر پڑھتے:

لئن كان هذا الدمع يجري صبابة
على غير سُعدى فهو دمع مضيع

''اگر یہ آنسو سعدی کے عشق کے علاوہ کسی اور سبب سے بہہ گئے ہیں، تو سمجھ لیجیے کہ وہ آنسو ضائع ہو گئے ہیں۔''

(ان کے مختصر حالات زندگی جاننے کے لیے دیکھئے: مقدمہ ریاض الصالحین، طبع ریاض، مؤسسۃ الرسالۃ)

شیخ الاسلام و امام العصر ابن جوزی رحمہ اللہ:

وقت اور زندگی کی قدر و قیمت کے احساس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے، اچھے اور صالح کاموں میں وقت کا صرف کرنا کوئی ایسا معاملہ نہیں جس کے ثبوت کے لیے دلائل پیش کیے جائیں۔ اس لیے مجھے لوگوں کا بے فائدہ میل جول پسند نہیں۔ اب اگر لوگوں سے الگ تھلگ رہوں تو بھی مناسب نہیں کہ اس سے انس و محبت کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، اور اگر ان سے لایعنی ملاقاتوں کا سلسلہ قائم رکھوں تو اس میں وقت کا

Marfat.com

ضیاع اور نقصان ہے؛ اس لیے میں نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے، کہ اولاً تو ملاقاتوں سے بچنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہوں، اور اگر کسی ملاقات کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، تو بات نہایت ہی مختصر کرتا ہوں، مزید یہ کہ ایسے اوقات کے لیے ایسے کام چھوڑ رکھتا ہوں جن میں زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے قلم کا قط لگانا، کاغذ کاٹنا، اور دیگر اس قسم کے ہلکے پھلکے کام میں ملاقات کے وقت کرتا ہوں، اس طرح ملاقات بھی ہو جاتی ہے، اور عمر عزیز کی قیمتی گھڑیاں صرف گفتگو میں ضائع نہیں ہوتی ہیں۔'' (قیمۃ الزمن/۶۱)

یہی وقت شناسی کی برکت تھی کہ انہوں نے اپنے بعد جو علمی ذخیرہ چھوڑا ہے، وہ ان کی زندگی کے حساب سے سالانہ کئی جلدیں بنتا ہے۔ ان کی سب سے بڑی کتاب ''الفنون'' ہے؛ جو آٹھ سو جلدوں میں لکھی تھی۔ حقیقت میں ان کی محنت، مشقت، بلند ہمتی، اولو العزمی، اور اس شرف و منزلت میں آنے والوں کے لیے سبق ہے کہ جو بھی اگر اس مقام و مرتبہ کے حصول کا خواہش مند ہے، اسے ان مراحل سے گزرنا ہوگا۔

أيها المؤمنون لا تتوانوا
فالتواني وسيلة للتباب
فإذا المصلحون في القوم ناموا
نهضت بينهم جيوش الخراب

''اے اہل ایمان! سستی نہ کرو۔ بے شک سست روی تباہی کا وسیلہ ہے۔ جب کسی قوم میں اصلاح کرنے والے سو جاتے ہیں، تو اس قوم میں تباہی کے لشکر جنم لیتے ہیں۔'' (اشارات الطریق/۴۳)

آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

محدث الہند علامہ شاہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ:

ایسا عبقری انسان اور عظیم محدث اور فقیہ کہ نو سال کی عمر میں فقہ، صرف اور نحو کی نہ

Marfat.com

صرف عام کتابوں کے مطالعہ سے فارغ ہو چکے تھے بلکہ ان کی مطولات سے بھی فارغ ہوگئے تھے۔ بارہ سال کی عمر میں انہوں نے فتویٰ دینا شروع کردیا تھا۔ خود اپنے حافظہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''جس کتاب کا بھی سرسری مطالعہ کرلیتا ہوں، پندرہ سال تک بقید صفحات اس کے مضمون محفوظ رہ جاتے ہیں۔''

وہ عظیم محدث و مفسر جس کے متعلق علامہ اقبال نے ایک تعزیتی جلسہ میں کہا تھا: ''اسلام کی آخری پانچ سو سالہ تاریخ مولانا انور شاہ کشمیری کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ایسا بلند پایہ عالم اور فاضل جلیل اب پیدا نہ ہوگا؛ وہ صرف جامع العلوم قسم کی ایک شخصیت ہی کے مالک نہیں تھے؛ بلکہ عصر حاضر کے دینی مسائل پر بھی ان کی پوری نظر تھی۔'' اور انہوں نے شاہ صاحب پر تعزیتی جلسہ کی ابتدا اس شعر سے کی تھی:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب کے متعلق دو باتیں بہت مشہور ہیں:

اول :...... وہ بستر پر لیٹ کر کبھی نہیں سوتے تھے؛ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے جب نیند آتی بیٹھے بیٹھے سو لیتے تھے۔ اور جب غنودگی ختم ہو جاتی تھی تو دوبارہ مطالعہ میں منہمک ہو جاتے تھے۔

دوم :...... یہ کہ کبھی انہوں نے کتاب کا حاشیہ پڑھنے میں کتاب کو اپنے تابع نہیں کیا، بلکہ سامنے رکھی ہوئی کتاب کا حاشیہ پڑھنے کے لیے خود حاشیہ کی سمت میں اٹھ کر گھوم جاتے تھے۔ اس طرح جسم میں چستی و نشاط آجاتی، اور کتاب کا ادب بھی ملحوظ رہتا۔ (دوسری بات کی روایت: علامہ انظر شاہ نے کراچی میں ایک محفل میں بتائی ہے۔)

فرطِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ اپنے زمانہ طالب علمی میں بیس روز میں پوری تیرہ جلد فتح الباری دیکھ ڈالی۔ فتح القدیر کی آٹھ جلدوں کا مطالعہ بیس روز میں کیا۔ مسند احمد بن حنبل کا مطالعہ دو سو صفحہ روزانہ کی رفتار سے کرتے تھے۔ علامہ بنوری رحمہ اللہ ان کی سوانح حیات میں

Marfat.com

لکھتے ہیں:

''عام طور پر اکثر علما اسی وقت کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں جب کسی خاص مسئلہ میں متعلقہ کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت پڑ جائے؛ تاہم شیخ کا طریق کار اس سے یکسر مختلف تھا؛ مطالعہ کے بارے میں ان کا اصول یہ تھا کہ جب کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی، چاہے وہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں ہو یا مطبوعہ، سقیم ہو یا سلیم؛ کسی بھی موضوع سے متعلق ہو، آپ وہ اٹھاتے اول تا آخر پوری کی پوری کتاب پڑھتے ...... مطالعہ میں شدید محنت اور مشقتیں اٹھائیں۔ حتی کہ اپنے آپ کو تھکا کر رکھ دیا؛ آپ کی زندگی کی نہ جانے کتنی راتیں ایسی گزریں کہ ان میں پہلو بستر سے ناآشنا اور جدا رہا۔''

ایک مرتبہ بیمار ہوئے، علالت طول پکڑ گئی؛ فجر کے وقت یہ افواہ مشہور ہوئی کہ شیخ کی وفات ہوگئی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ یہ سن کر آپ کے مکان کی طرف لپکے، معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی۔ البتہ تکلیف کی شدت تھی جو برقرار ہے۔ عیادت کے لیے کمرے میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نماز کی چوکی پر بیٹھے سامنے تکیے پر رکھی کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اور اندھیرے کی وجہ سے کتاب کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ اس عالم میں بھی یہ شدت اور مطالعہ میں محنت۔ مولانا شبیر احمد عثانی نے پوچھا:

''حضرت! یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اول تو وہ کون سی بحث رہ گئی ہے جو حضرت کے مطالعہ میں نہ آچکی ہو، اور اگر بالفرض کوئی بحث ایسی ہو بھی تو اس کی فوری ضرورت کیا پیش آگئی ہے کہ اسے چند روز مؤخر نہیں کیا جاسکتا ...... حضرت شاہ جی کچھ دیر تو انتہائی معصومیت اور بے چارگی کے انداز میں مولانا شبیر احمد صاحب کی طرف دیکھتے رہے، پھر فرمایا:

''بھائی ٹھیک کہتے ہو، لیکن یہ کتاب بھی تو اک روگ ہے، اس روگ کا کیا کروں۔'' (متاع وقت/۲۴۸)

علامہ انظر شاہ کشمیری لکھتے ہیں: ''مرحوم کی زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز وصف آپ کا

Marfat.com

علمی انہماک ہے، اس گوشہ میں آپ کے حیرت انگیز واقعات ان پرانی شخصیتوں سے ملتے جلتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی صرف اسی راہ میں صرف کی؛ چند ہی گھنٹے آپ کے اس انہاک اور شغف سے فارغ رہتے؛ ورنہ آپ کا ایک ایک لمحہ علمی عقدوں کو سلجھانے میں مصروف رہتا۔

مولانا ادریس نے انہی سے نقل کیا ہے کہ: ''میں ہر وقت فکر علم میں مستغرق رہتا ہوں بجز ان اوقات کے جب نیند کا شدید غلبہ ہو۔'' (دیکھیے: متاع وقت/۲۴۹)

امام الہند، وابن تیمیۃ الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ:

عربی اور اردو ادب کا بے مثال ادیب، شیریں سخن، خوئے مرنجا مرنج اور بذلہ سنج خطیب، عالم لاثانی، شیر ربانی؛ ہندوستان کا ابن تیمیہ، میدان صحافت کا مرد جرار اور تصنیف و تالیف میں قلم کا شہسوار، خطابت کا بادشاہ، سیاست کا امام جناب مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ۔

ایک عرب معاشرہ میں جنم لینے والے بچے نے عجم معاشرہ میں اتنا مقام کیسے پیدا کرلیا، اس کے لیے ہم انہی کی زبانی معلوم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر انسان اپنے معاملات کا زیادہ واقف اور عالم ہوتا ہے۔ اپنے ذوق وشوق مطالعہ کے متعلق خود فرماتے ہیں: ''لوگ لڑکپن کا زمانہ کھیل کود میں بسر کرتے ہیں، مگر بارہ تیرہ برس کی عمر میں میرا حال یہ تھا کہ کتاب لے کر کسی گوشے میں جا بیٹھتا، اور کوشش کرتا کہ لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل رہوں...... والد مرحوم میرے اس شوق علم سے خوش ہوتے مگر فرماتے: ''یہ لڑکا اپنی تندرستی بگاڑ دے گا۔ معلوم نہیں کہ جسم کی تندرستی بگڑی یا سنوری، مگر دل کو ایسا روگ لگا کہ پھر کبھی پنپ نہ سکا۔''

(غبار خاطر ۱۳۹ بتغیر وتصریف)

راہ حق میں مصائب اٹھانے میں انہوں نے قرون اولیٰ کے علما کی یاد تازہ کردی تھی۔ کئی بار جیل بھی گئے؛ وہ جیل میں اپنے معمولات کے بارے میں ایک خط میں لکھتے ہیں:

''چونکہ زندگی کے معمولات میں وقت کی پابندی کا منٹوں کے حساب سے عادی ہوگیا ہوں، اس لیے یہاں بھی اوقات کی پابندی کی رسم قائم ہوگئی۔ زندگی کی

مشغولیات کا وہ تمام سامان جو اپنے وجود کے ساتھ باہر تھا، اگر چھن گیا تو کیا مضائقہ؟، وہ تمام سامان جو اپنے اندر تھا، اور جسے کوئی نہیں چھین سکتا سینہ میں چھپائے ساتھ لایا ہوں۔ اسے سجاتا ہوں اور اس کی سیر اور نظاروں میں مصروف رہتا ہوں؛ صرف دو کتابیں میرے ساتھ آ گئی تھیں، جو سفر میں دیکھنے کے لیے رکھ لی تھیں۔ اسی طرح دو چار کتابیں بعض ساتھیوں کے ساتھ آئیں، یہ ذخیرہ بہت جلد ختم ہو گیا، اور مزید کتابیں منگوانے کی کوئی راہ نہیں نکلی۔ کاغذ کا ڈھیر میرے ساتھ ہے، اور روشنائی کی احمد نگر کے بازار میں کمی نہیں۔ تمام وقت خامہ فرسائی میں خرچ ہوتا ہے۔" (غبار خاطر/۱۴۵)

اپنی عمر رفتہ کے متعلق فرماتے ہیں: "جتنی زندگی گزر چکی ہے گردن موڑ کر دیکھتا ہوں تو ایک نمود غبار سے زیادہ نہیں، اور جو کچھ سامنے ہے وہ بھی جلوۂ سراب سے زیادہ نظر نہیں آتا...... اس پر بھی اگر داستان سرائی کا شوق ہو تو ان پورے تیس برسوں کی سرگزشت سن لیجیے ......"ایک صبح امید تھی جو دیکھتے ہی دیکھتے گزر گئی۔" (متاع وقت/۲۵۹)

طبیعت ایسی تھی کہ جو بات کسی سے ایک بار کہتے، مان لی جائے تو بہتر؛ ورنہ خاموش رہتے؛ اور یہ پریشانی بھی محض اپنے ہی سر لے لیتے۔ مطالعہ کی عادت مرتے دم تک برقرار رہی۔ صرف مطالعہ ہی نہ کرتے، بلکہ جو بات حق سمجھتے اسے تحریر وتقریر کے ذریعے لوگوں تک بھی پہنچاتے۔ اور تحریر میں اللہ تعالیٰ نے اس کمال سے نوازا تھا جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے۔ آپ کی قوتِ تحریر پر تذکرہ، غبار خاطر، ام الکتاب، اور ترجمان القرآن کے علاوہ آپ کی زیر ادارت شائع ہونے والا مجلہ الہلال بہترین شاہد ہیں۔ شورش کاشمیری عطاء اللہ شاہ بخاری اور آپ کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام الہند کتابوں کے دیوانے تھے، اور شاہ جی کتاب اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔" لیکن شاہ جی کو اللہ تعالیٰ نے وہ علم وحکمت، تدبر وفراست، صدق ووفا، جہدِ صفا، عزم واستقامت، منزلت وکرامت، قوت استدلال اور جوش خطابت، . .

Marfat.com

اور رسول اللہ ﷺ کی وہ سچی اور خالص اور پختہ محبت عطا کی تھی کہ بڑے بڑے نامور اور صاحب علم اس سے محروم رہے۔ اور آپ وقت کے طاغوت اور اس کے چیلوں کے سامنے کچھ اس عزم سے ڈٹ گئے کہ حالات کا دھارا بدل دیا، اور رسول اللہ ﷺ کی ناموس اور ختم نبوت کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔ اور اپنی حیاتِ فانی کو ایسے بقائے دوام بخشا کہ ہر لمحہ حیات کو ختم نبوت کی حفاظت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں: ''میری زندگی کا ایک حصہ ریل میں، ایک جیل میں، اور ایک حصہ خطابت میں گزرا ہے۔''

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

ان ہی لوگوں نے حالات کا رخ بدل دیا۔ آج ایک دنیا انہیں اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہے۔ گاندھی نے نہ صرف مولانا کی تعریف کی، بلکہ آپ کی شاگردی اختیار کی، چنانچہ اس نے اعتراف کیا ہے کہ میں پولی ٹکس (سیاست) نہرو سے اور تاریخ ابو الکلام سے سیکھتا ہوں۔

(بوئے گل نالۂ دل دُودِ چراغ محفل)

میں کہتا ہوں: گاندھی کا یہ اعتراف اس لحاظ سے محل نظر ہے کہ وہ سیاست نہرو سے سیکھا کرتا تھا، کیونکہ ہندو سیاست میں امن وامان کہاں، جس امن وشانتی کا وہ پرچار کرتا تھا؛ یہ بھی بالکل مولانا سے اسلامی تعلیمات اور تاریخ کے ساتھ سیکھا ہوگا؛ مگر اس کا کھل کر اقرار نہ کیا۔

اپنی انوکھی اور نادر خواہشات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں آپ کو بتلاؤں میرے تخیل میں نشاط زندگی کا سب سے بہتر تصور کیا ہو سکتا ہے؟ جاڑے کا موسم ہو، اور جاڑا بھی قریب قریب نقطۂ انجماد کا؛ رات کا وقت ہو، آتش دان میں اونچے اونچے شعلے بھڑک رہے ہوں؛ اور میں کمرے کی ساری مسندیں چھوڑ کر اس کے قریب بیٹھا ہوں، اور پڑھنے یا لکھنے میں مشغول ہوں۔'' (غبار خاطر/۱۷۲)

امام علامہ بن باز رحمہ اللہ:

عالم عرب کے نامور عالم دین، اپنے وقت کے امام اور مجتہد علامہ بن باز رحمہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی زندگی کے کئی شاندار پہلوؤں میں ایک یہ بھی تھا کہ آپ وقت کی قیمت کا بہت احساس کیا کرتے تھے۔ حتی کہ اگر آپ وضو کر رہے ہوتے تو اس حالت میں بھی ان کے شاگردان سے مختلف مسائل سمجھ اور پوچھ رہے ہوتے۔

آپ کے دن کی ابتدا فجر سے دو گھنٹے پہلے ہوتی۔ اس وقت بیدار ہو کر جتنا اللہ کو منظور ہوتا تہجد و نوافل ادا کرتے۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک دروس میں مشغول رہتے۔ اشراق کے وقت گھر آتے، اور پھر حکومتی امور نبھانے کے لیے دفتر چلے جاتے۔ ظہر کے وقت علما اور طلبہ کی ایک جماعت کے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے گھر تشریف لاتے۔ عصر تک طلبہ کے سوالات کے جوابات دیتے اور ان کے مسائل حل کرتے۔ عصر سے مغرب تک درس دیتے۔ مغرب سے عشاء تک عام لوگوں کے مسائل سننے اور حل کرنے کے لیے بیٹھتے؛ اور عشاء کے بعد ایک خصوصی مجلس بیرون ملک سے آنے والے مفتیان کرام، علما اور طلبہ کے ساتھ خاص ہوتی۔ اس کے بعد گھر تشریف لاتے، اہل خانہ کو تعلیم دیتے، ان کے مسائل سنتے، ضروری ہدایات دیتے، وعظ و نصیحت کرتے، اور پھر سو جاتے۔ آپ کا یہ معمول ہمیشہ رہا۔ ان کے شاگرد محمد موسیٰ کا کہنا ہے: شیخ رحمہ اللہ نے کبھی بھی سفر یا حضر میں ایک منٹ بھی بلا مقصد ضائع نہیں کیا۔ اگر جدہ، طائف یا کسی اور طرف سفر کا ارادہ کرتے، تو جہاز پر سوار ہونے سے لے کر اترنے تک کا سارا وقت مصروفیت میں گزرتا۔ دو تین آدمی بار بار آپ کو کتاب پڑھ کر سناتے؛ پڑھنے والے تھک جاتے، مگر شیخ ویسے ہی چست اور ہشاش بشاش رہتے۔ کسی شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

وزهده في الدنيا لو أن ابن أدهم
رآه أرتأى فيه المشقتة والعسرا

Marfat.com

وكم رامت الدنيا تحل فؤاده
فأبدى لها نكراً وأسعها هجراً

شاید ایسی ہی نابغۂ روزگار ہستیوں کے بارے میں کسی نے کہا ہے:

دیے سے جلنے لگے زیست کے دھندلکوں میں
یہ کس کے روئے درخشاں کی یاد آئی

جاحظ:

انسان سیرت سے بنتا ہے نہ کہ صورت سے۔ ایک شاعر نے اسے بڑے دلکش و دل نشین پیرائے میں بیان کیا ہے:

يا خادم الجسم كم تسعى لخدمته
وتطلب الربح بما فيه خسرانٌ
عليك بالنفس فاستكمل فضائلها
فأنت بالنفس لا بالجسم إنسان

"اے جسم کے خادم! تو اس کی خدمت میں کتنا لگا رہے گا؟ اور ایسی چیز سے فائدہ طلب کرتا ہے جس میں نقصان ہے۔ تم اپنے نفس کے فضائل مکمل کرو؛ کیونکہ تم نفس کی وجہ سے انسان ہو نہ کہ جسم کی وجہ سے۔" جاحظ کی صورت ایسی تھی کہ ان سے بچوں کو ڈرانے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ اور خلیفہ متوکل نے ان کی شکل کی وجہ سے انہیں اپنے بچوں کا استاد مقرر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کی شکل کے متعلق ہی ایک اور قصہ مشہور ہے۔ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ اچانک گر پڑے۔ لوگ جمع ہو گئے، اور بڑے غور سے دیکھنے لگے؛ جاحظ کو اس بات پر بہت غصہ آیا، نہ مدد، نہ غمخواری، کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ بولے: "ما لكم تكأكأتم إلي كتكأكئكم على ذي جنة، إفرنقعوا عني۔" قالوا دعوه: فإن شيطانه يتكلم بالهندية۔"

Marfat.com

''تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم مجھ پر ایسے تاڑ جھانک رہے ہو جیسے کسی پاگل کے ساتھ کیا جاتا ہے؟؛ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ (یہ الفاظ اتنی بلاغت اور بلا کے ادب کے تھے کہ اصل عرب بھی ان کا معنی نہ سمجھ سکے، اور) کہنے لگے: ''اسے اسی حالت میں چھوڑ دو، اس کا شیطان ہندی زبان میں بات کر رہا ہے۔'' اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔''

عربی کے بڑے پائے کے ادیب تھے۔ وقت شناسی کا عالم یہ تھا کہ ہر وقت مطالعہ میں مشغول رہتے۔ کرایہ پر کتابیں لے کر رات بھر مطالعہ کرتے، اور جب کوئی کتاب اٹھاتے، اسے ختم کرنے تک نہ رکھتے تھے۔ عربی ادب کے اس وسیع مطالعہ کے بعد ایک لافانی ذخیرہ "البیان والتبیین" "کتاب الحیوان؛ اور "کتاب البخلاء'' کی شکل میں آنے والوں کے لیے چھوڑا۔ آخری عمر میں فالج کا حملہ ہو گیا، لیکن پھر بھی مطالعہ میں غرق رہتے تھے۔ ایک دن ایسے ہی مطالعہ میں غرق تھے کہ آس پاس رکھی ہوئی کتابیں ان پر گر گئیں، مفلوج جسم کی وجہ سے اس بوجھ کے نیچے سے نکل نہ سکے، اور وہیں جان دے دی۔

میرزا اسد اللہ خان غالب:

اردو شعر و نثر کا بے تاج بادشاہ، میدان کتابت میں قلم کا شہسوار، اور ایسا شاعر و ادیب کہ قومیں بہت کم ایسے لوگوں کو جنم دیتی ہیں، اور غالباً کسی دوسرے ادب میں ان کا ہم پلہ کوئی نہ ہوگا۔ روزانہ خط و کتابت ان کا محبوب مشغلہ تھا، اور یہی آج کل ان کا ایک علمی ورثہ ہے۔ انہوں نے جس محنت سے یہ مقام حاصل کیا، اس میں ان کی ذاتی کوششوں کا بڑا دخل ہے۔ مکتوب نویسی نے اس کام میں ان کی بہت مدد کی۔ مراسلہ نگاری کا انہیں ایسا شوق تھا کہ جب تک دن کے دو چار گھنٹے اس شغل میں بسر نہ ہوں، چین نہ پڑتا تھا، دلی کی بربادی کے بعد کا ان کا حال ان کی ہی زبانی سنیے، لکھتے ہیں: ''میں اس تنہائی میں صرف خطوں کے بھروسے جیتا ہوں، یعنی جس کا خط آیا میں نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا۔ خدا کا احسان ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو اطراف و جوانب سے دو چار خط نہ آ رہے ہوں بلکہ ایسا بھی دن ہوتا ہے کہ دو

دو بار ڈاک کا ہرکارہ خط لاتا ہے۔ ایک دو صبح کو، ایک دو شام کو۔ میری دل لگی ہو جاتی ہے۔''

یہی مسلسل مطالعہ کتب اور کارآمد خط و کتابت وہ چیز ہے جس نے غالب کے نام کو صد احترام کے ساتھ زندہ رکھا ہے۔ ورنہ ان کی غربت کا یہ عالم تھا کہ لکھتے ہیں: ''یہاں خدا سے بھی توقع باقی نہیں، مخلوق کا کیا ذکر۔ کچھ بن نہیں آتی۔ آپ اپنا تماشائی بن گیا ہوں۔ ...... آیئے نجم الدولہ بہادر! ایک قرض دار کا گریباں میں ہاتھ اور ایک قرض دار بھوگ سنا رہا ہے۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں، جی حضرت نواب صاحب! آپ سلجوقی اور افراسیابی ہیں، یہ کیا بے حرمتی ہو رہی ہے؟ کچھ تو اکسو، کچھ تو بولو۔ بولے کیا......، بزاز سے کپڑا، صراف سے دام لے جاتا ہے، اور کبھی یہ بھی سوچتا ہے کہاں سے دوں گا۔'' خود ہی کہتے ہیں:

بھرم کھل جائے ظالم! تیری قامت کی درازی کا
اگر اس طرہ پر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

ایک اور شعر:

بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

اور شاید انہی کے متعلق کسی نے کہا تھا:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہوں:

یہ تو چند علما؛ اصحابِ فکر اور شعرا کا تذکرہ تھا، تفصیل کے بیان کا یہ موقع نہیں۔ اگر مختصراً ان کے علاوہ دیگر علما کی حیات پر نظر ڈالیں گے تو ایک عالم عجائب ملے گا، اپنی ہمتوں اور ضیاع وقت کو دیکھ کر ان کی خدمات کا یقین تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے۔

❀ ابن شاہین رحمہ اللہ نے حدیث، تاریخ، تفسیر، فقہ اور دیگر علوم میں کئی ایک تصانیف چھوڑی ہیں۔ حدیث میں ''المسند'' پندرہ سو اجزاء، اور تفسیر ایک ہزار اجزا پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

❀ دیباج الذہب میں ہے: ”قاضی ابو بکر محمد بن طیب الباقلانی ہر رات چالیس رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور زبانی اپنی یادداشت سے جب تک پینتیس صفحات لکھ نہ لیتے تب تک نہ سوتے۔ اس طرح وہ سال میں کل ۱۲۶۰۰ صفحات لکھا کرتے تھے۔

❀ ابو محمد علی بن حزم نے اسّی ہزار اوراق پر مشتمل چار سو مجلد تحریر کیے۔

❀ طبقات السبکیہ میں ہے: ”امام عبد الرحمٰن بن ابو حاتم الرازی نے تفسیر، حدیث، تاریخ اور فقہ میں کئی ایک کتب تحریر کیں، جن میں سے صرف ایک مسند حدیث میں ایک ہزار اجزا پر مشتمل ہے۔

❀ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی ۳۹ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے، اس کم عمری کے باوجود ان کی مؤلفات کی تعداد ایک سو دس سے تجاوز کرتی ہے، جن میں سے بعض کئی ایک جلدوں پر مشتمل اور انتہائی اہم موضوعات کے متعلق ہیں۔

❀ المنحل الصافی میں ہے: علامہ زاہد البخاری نے ایک سو جلد پر مشتمل ایک تفسیر لکھی ہے۔

❀ امام ابو یوسف عبد السلام قزوینی نے اپنی تفسیر ”حدائق ذات بهجة“ تین سو جلدوں میں لکھی ہے۔

❀ ابو بکر بن العربی نے ”انوار الفجر“ کے نام سے ایک تفسیر اسی ہزار اوراق پر مشتمل لکھی ہے جس کے دو سو مجلد بنتے ہیں۔

❀ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تین سو مجلد کی تفسیر لکھی جو کہ اب نایاب ہے۔

❀ علامہ ابو حامد اسفرائنی مشہور عالم اور مناظر تھے، انتہائی فقر وفاقہ میں ابتدائی زندگی گزری۔ ایک گھر کی پاسبانی کرتے، اور جو تیل پاسبانوں کو ملتا تھا، اس کو جلا کر مطالعہ کرتے تھے، اور آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ سات سو فقیہ ان کی مجلس درس میں سبق پڑھتے تھے۔ (العلم والعلماء، جھنڈانگری ۳۵)

❀ حجاج بن شاعر خلیفہ مامون کے دور میں ترجمہ کے کام پر مامور تھے۔ ان کا تعلیمی زمانہ اتنا ناگوار اور خشک گزرا ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ سو روز تک متواتر ایک روٹی دجلہ کے

Marfat.com

پانی سے بھگولاتا اور پیٹ بھرتا۔'' (العلم والعلماء رجھنڈانگری ۳۵)

- علامہ عبداللہ بن سادہ اپنے زمانہ کے مشہور ذی علم بزرگ تھے۔ اشبیلیہ میں جلد سازی کر کے گزارا کرتے تھے۔
- حافظ محمد بن حارث جن کی فن تاریخ میں کئی کتابیں ہیں، وہ اس قدر مفلس تھے کہ دکان میں تیل فروخت کر کے گزر بسر کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۹)
- فن حدیث کے عالی المرتبت امام ابو حاتم رازیؒ چودہ برس تک حصول علم کی خاطر بصرہ میں رہے۔ تنگ دستی کی یہ حالت تھی کہ ایک بار تو اپنے کپڑے تک بیچ کھائے۔ (العلم والعلماء/۳۹)
- امام طبرانی نے تیس برس تک صرف بوریے پر سو کر گزارا کیا، اور اس بلند مقام تک پہنچے جس کا دنیا اعتراف کرتی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲۸)
- امام ابو بکر سکاف موچی تھے۔ شمس الائمہ سرخسی حلوائی تھے۔ ابن سیرین بزاز تھے۔ ایوب سختیانی چرم کے سوداگر تھے۔ مالک بن دینار کاغذ فروش تھے۔ (العلم والعلماء ۴۱-۴۲)
- فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ یتیم تھے۔ چودہ سال کی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا تو اپنا خرچہ خود ہی چلانا پڑتا تھا جس کے لیے آپ رفو گری کا کام کرتے تھے۔ ایک بار بڑے میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے حصول علم کے لیے جا رہے تھے، اسٹیشن پر جوتی گم ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ننگے پاؤں رہے۔ دوسری جوتی کا بندوبست نہ ہوسکا۔ (العلم والعلماء ۳۸)
- اور موجودہ دور کے عظیم الشان محدث اور عالم ربانی علامہ البانیؒ گھڑی ساز تھے۔

ان روایات و حکایات کو بیان کرنے کا مقصد صرف اور صرف ہمت کا بڑھانا اور حوصلہ دینا؛ حوصلوں کو برانگیختہ کرنا ہے کہ کوئی بھی کام بغیر مشقت اور محنت کے انجام نہیں پاتا۔ اور سفر کیے بغیر کبھی منزلت نہیں ملتی۔ اگر ہم میں بھی کوئی کسی منزل کا خواہاں ہے تو اسے ایسے ہی محنت کرنا ہوگی جیسے ہمارے اکابر کا شیوہ رہا ہے، بقول اقبال:

Marfat.com

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اور بقول حالی:

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی   خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
تو ہو جائیں گے مل کے مٹی میں مٹی   اگر جیتے جی کچھ نہ ان کی خبر لی
یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی   مبادا تلف ہو ودیعت خدا کی

مشاہیر زمانہ اور وقت:

ابن جوزی نے اپنے لخت جگر کے نام ایک نصیحت نامہ "لفتة الكبد فی نصیحة الولد" کے نام سے لکھا ہے، وقت کے اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں: "بیٹے! زندگی چند گھنٹوں، اور گھنٹے چند گھڑیوں سے عبارت ہیں، زندگی کا ہر سانس گنجینۂ الٰہی ہے، ایک ایک سانس کی قدر کیجیے کہ کہیں بغیر فائدہ کے نہ گزرے، تاکہ کل قیامت میں زندگی کا دفینہ خالی پاکر اشک ندامت نہ بہانے پڑیں، ایک ایک لمحہ کا حساب کریں کہ کہاں صرف ہو رہا ہے، اور اس کوشش میں رہیں کہ ہر گھڑی کسی مفید کام میں صرف ہو، بیکار زندگی گزارنے سے بچیں، اور کام کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ آگے چل کر آپ وہ کچھ پاسکیں جو آپ کے لیے باعث مسرت ہو۔" (متاع وقت وکاروان علم/۵۶)

شیخ الحدیث زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں کسی عزیز کو لکھتے ہیں:

"میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میں چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار کھاتا ہوں کیونکہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔" (اس کا حوالہ بہار کے ڈاکٹر وسیم صاحب نے دیا ہے)۔

انہی کا ایک واقعہ ابن الحسن عباسی نے نقل کیا ہے کہ: وہ اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"بسا اوقات رات دن میں ڈھائی تین گھنٹے سے زیادہ سونا نصیب نہیں ہوتا تھا، اور بلا مبالغہ کئی مرتبہ بلکہ بہت مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ روٹی کھانا یاد نہ رہی، عصر کے وقت جب ضعف معلوم ہوتا تھا، تو اس وقت یاد آتا کہ دوپہر کی روٹی نہیں کھائی،

Marfat.com

اور رات کو کھانے کا معمول تو اس سے پہلے ہی چھوٹ گیا تھا، تیں پینتیس گھنٹے روٹی کھائے ہوئے گزر جاتے ہیں۔'' (متاع وقت وکاروان علم ۳۶)

شیکسپیئر کہتا ہے: ''میں نے وقت برباد کیا، اور اب وقت مجھے برباد کر رہا ہے (مجھ سے انتقام لے رہا ہے)۔''

"I HAVE WASTED THE TIME, NOW THE TIME IS WASTING ME."

بس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے وقت کی قدر کو جانا، اور اس سے فوائد حاصل کرنے کے لیے کمر کس لی، اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات میں برکت اور ان کے مبارک ناموں اور کارناموں کو زندہ جاوید کر دیا؛ اور یہی اللہ کی سنت ہے، اللہ کبھی کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے۔

❀ ڈاکٹر خالد احدب کہتے ہیں: ''حقیقت میں عقل فضول چیزیں ترک کرنے سے مکمل ہوتی ہے؛ اور جب عقل مکمل ہوتی ہے تب وقت سے صحیح فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے، اور انسان اپنے شرف و منزلت کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے۔ آپ جتنی بھی کوشش کریں گے کسی صاحبِ فضل آدمی کو کھانے پینے، لباس و آرائش، ملاقاتوں اور باتوں میں نہیں پائیں گے؛ کیونکہ وہ اپنے وقت سے فائدہ حاصل کرنے میں دوسروں پر سبقت حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اور جس نے وقت کی قیمت کو پہچان لیے وہ اپنے تمام امور میں میانہ روی اختیار کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بہت زیادہ کھانے سے نیند زیادہ آتی ہے، اور پیٹ بھر جانے سے عقل اندھا ہو جاتا ہے، اور بدن کمزور۔ پس معاملہ یہ ہے کہ ہم اپنے عقل اور دل کو فضول کاموں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں، اور یہی ہمارا ہدف ہے۔''

(سوانح وتأملات فی قیمۃ الزمن ص ۶۷)

❀ ابن الحسن عباسی لکھتے ہیں: ''یہاں نہ اپنی مرضی سے آمد ہے، اور نہ اپنی خواہش سے جانے کا سفر؛ آنے والے کو حیات لائی، آیا، قضا جب چاہے گی، لے چلے گی، پھر کہاں اپنی مرضی سے آنا اور جانا ہوا:

لائی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
نہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

اس راہ کے مسافر کے اختیار میں اگر کچھ ہے تو وہ آنے اور جانے کے درمیان عمر فانی کے ان لمحات کا مرحلہ ہے جس کا ظرف تعمیر وتخریب، آبادی و ویرانی اور خار وگل ہر دو کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے؛ اب یہ ہر ایک کا اختیاری معاملہ ہے کہ وہ تعمیری پہلو کا انتخاب کر کے اپنے لیے فلاح وکامیابی اور تعمیر وآبادی کا سامان کرتا ہے، یا وہ اس کے سیم وتھور کے خار زار میں قدم رکھ کر خود اپنی بربادی اور ویرانی کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ اول الذکر سعادت مندوں کا راستہ ہے، اور مؤخر الذکر محروم نصیب لوگوں کا راستہ ہے۔'' (متاع وقت وکاروان علم، ص:۴۴)

❀ علامہ ابن رجب نے ''منتقی الأخبار'' کے مصنف مجد الدین ابن تیمیہ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے دادا) کے متعلق لکھا ہے: ''وہ عمر عزیز کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے تھے؛ زندگی کی ایک ایک گھڑی کو کسی مفید کام میں لگانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ کبھی تقاضے اور ضرورت سے جاتے تو اپنے کسی شاگرد سے کہتے تم کتاب بلند آواز سے پڑھو تا کہ میں بھی سن سکوں، اور وقت ضائع نہ ہو۔'' (طبقات حنابلہ ۲/۲۴۹)

ابو الوفا ابن عقیل فرماتے ہیں:

> ''علما اور عقلا اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی سب سے اہم پونجی جس کو بچا بچا کر استعمال کرنا چاہیے، وقت ہے۔ لمحات زندگی فراہم کرنے والا وقت در حقیقت سب سے بڑی غنیمت ہے۔ اس لیے اس کو بچا بچا کر رکھنا چاہیے کہ انسان کے ذمہ کام بہت ہیں، اور وقت بہت جلد غائب ہونے والی چیز ہے۔''

(بحوالہ: متاع وقت وکاروان علم ۹۴)

سرِ نغمۂ بیگانہ

اس سے میری مراد وہ لوگ ہیں جن کو ہم اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے اپنا تو نہیں کہہ

Marfat.com

سکتے، اور نہ ان کے لیے کسی محبت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

چونکہ ان لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت وکوشش کے بدلہ میں وہ مقام عطا کیا، جو ان کی جدو جہد کے لائق تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دستور یہ ہے کہ کسی کی محنت ضائع نہیں ہوتی۔ وہ لوگ اب ہم میں موجود تو نہیں ہیں، مگر اپنی یادیں چھوڑ گئے، اور آج بھی دنیا ان کی محنت کے ثمرات سے مستفید ہو رہی ہے۔ اور ہر دور میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو صحیح معنوں میں کسی با مقصد کام کے لیے اپنے اوقات کو خرچ کرتے ہیں۔ کافر اب اپنی وقت شناسی کی وجہ سے جو مقام اور ترقی پا رہا ہے حقیقت میں اس کا صحیح حقدار تو مسلمان ہی تھا۔ ذیل میں دو تین واقعات صرف مسلم نوجوانوں کی غیرت کو بیدار اور ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے ذکر کیے جا رہے ہیں۔

پروفیسر آرنلڈ اور علامہ شبلی:

یہ واقعہ وقت کی قدر کے لیے اپنے اندر ایک گہرا سبق رکھتا ہے۔ علامہ شبلی اپنے سفر نامہ ''روم ومصر وشام'' میں لکھتے ہیں:

''صبح کو میں سوتے سے اٹھا تو ایک ہم سفر نے کہا: جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے دیکھا تو واقعی کپتان اور جہاز کے ملازم گھبرائے ہوئے پھر رہے تھے، انجن بالکل بیکار ہو گیا تھا، اور جہاز نہایت آہستہ آہستہ ہوا کے سہارے چل رہا تھا؛ میں سخت گھبرا گیا اور دل میں سخت ناگوار خیال آنے لگے، ...... اس اضطراب میں، میں اور کیا کر سکتا تھا، دوڑا ہوا مسٹر آرنلڈ کے پاس گیا، وہ اس وقت نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، میں نے ان سے کہا: آپ کو کچھ خبر بھی ہے؟...... بولے: ہاں! انجن ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے کہا: آپ کو کچھ اضطراب نہیں؟ بھلا یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے؟ فرمایا:......''اگر جہاز کو برباد ہی ہونا ہے، تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے، اور ایسے قابل قدر وقت کو رائیگاں کرنا بالکل بے عقلی ہے۔ ان کا استقلال دیکھ کر مجھے اطمینان نصیب ہوا۔'' (سفر نامہ روم ومصر وشام ص ١٦)

Marfat.com

ایڈیسن:

یہ ایڈیسن کون ہے؟ جس نے بجلی کا بلب ایجاد کیا۔ اور گراموفون بھی اسی کی ایجاد ہے۔ اس نے سکول چھوڑ دیا تھا۔ کیوں کہ اس کے استاذ نے کہا تھا کہ تم پڑھنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کی ماں یہ سننے کے بعد پریشانی کے عالم میں سکول گئی تا کہ مدرس سے براہ راست بات کر سکے۔ اور اسے یہ بات بتائے کہ تم اپنی بات کے انجام سے لاعلم ہو۔ اور اس کا بیٹا اس سے بڑھ کر ذہین ہے۔ پھر اسے واپس لے آئی، اور گھر میں اسے تعلیم دینی شروع کی۔ اسے وہ دنیاوی اور مادی علوم سکھائے جو اس کے لیے ثمر آور ثابت ہو سکتے تھے۔ اس انسان کے اسکول سے نکال دیے جانے کی وجہ سے حوصلے پست نہیں ہوئے، بلکہ وہ پوری بلند ہمتی کے ساتھ منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ اور آخر کار اس نے تجربات کرنے شروع کر دیے تا کہ وہ بجلی پیدا کر سکے۔ روزانہ اٹھارہ سے بیس گھنٹے کام کی اوسط سے اس نے نو ہزار تجربات کیے، لیکن ہمت نہیں ہاری۔ آخر کار تقریباً پچاس ہزار تجربات کے بعد جن پر مجموعی طور پر تیس لاکھ ڈالر کی لاگت آئی، وہ گاڑیوں کی بیٹری اور ریلوے لائین کے اشارے ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس ایڈیسن سے پوچھا جاتا تھا: تمہاری چھٹی کب ہوگی؟ وہ کہتا: جس دن میرا جنازہ اٹھے گا اس دن چھٹی ہو جائے گی۔

أما ترى الحبل بطول المدى علی صلب الصخر قد أثرا

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ رسی ایک لمبے زمانہ تک یونہی پڑے رہنے کی وجہ سے چٹان کی پشت پر اس کے نشان پڑ گئے ہیں۔"

ایڈیسن کو اتنی مشقت اور جدو جہد کے بدلے میں کیا ملا، شہرت، دولت، اور دنیا میں عزت۔ لیکن یہ سب کچھ دنیا ہی کے لیے ہے اور ادھر ہی رہ جائے گا۔ چونکہ اس کے پیچھے نہ اس کی نیک نیتی کارفرما تھی اور نہ اجر وثواب کی امید۔ اور آخرت کے ابدی اجر وثواب سے محروم رہا۔ اے کاش! کہ اس کے ساتھ اس کی نیت بھی اچھی ہوتی، مگر یہ چیزیں تو ہمیں دین اسلام بتاتا ہے، اور وہ اسلام سے محروم اور بہت دور تھا۔ (دیکھیے: اشارات فی الطریق، ص ۵۵)

Marfat.com

فرینک لن:

ایک انتہائی محنتی اور انتھک کام کرنے والا ، اوقات کا بے حد پابند تھا، وہ اپنی زندگی کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتا تھا۔ سونے اور کھانے کے لیے انتہائی کم سے کم وقت خرچ کرتا۔ جب وہ بچہ تھا اس نے اپنے والد کو دیر تک کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے دیکھا، کہ وہ ہر پیالہ پر برکت کی دعا مانگ رہا تھا۔ فرینکلن نے گھبرا کر اپنے والد سے پوچھا: آپ برکت کی یہ دعا تمام پیالوں پر ایک دم ہی ہمیشہ کے لیے نہیں مانگ سکتے، اس طرح بہت سا وقت بچ جائے گا۔ اس آدمی نے اپنی سب سے عمدہ تصنیف جہاز میں سفر کے دوران لکھی۔

جو پتھر پہ پانی پڑے متصل تو بے شبہ گھس جائے پتھر کی سل

گاندھی جی:

گاندھی جی وقت کے انتہائی پابند تھے۔ اور اس معاملہ میں کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اور نہ کسی طرح کی ملامت کا خوف دل میں رکھتے تھے۔ وقت پر عبادت، وقت پر ملاقات۔

علامہ شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

"گاندھی جی وقت کے بڑے پابند تھے۔ ایک بار حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری نے ملنے کے لیے وقت لیا؛ میں بھی ساتھ تھا۔ وقت بہت مختصر تھا۔ جب مجلس شروع ہوئی تو گاندھی جی نے سورت اخلاص کے متعلق کچھ سوال کیا؛ شاہ صاحب اس کے جواب میں کافی تفصیل میں چلے گئے۔ میں نے یاد دلایا، شاہ جی ہم فلاں کام کی غرض سے آئے ہیں، وقت پورا ہوگیا تو گاندھی جی چلے جائیں گے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے: بابا کوئی بات نہیں گاندھی جی اپنے آدمی ہیں، ہمارا خیال رکھیں گے؛ اور بے تکلفی کی باتیں شروع کر دیں۔ جب وقت پورا ہوگیا، گاندھی جی اٹھے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے عبادت خانے میں چلے گئے، اور ہم بیٹھے دیکھتے ہی رہ گئے۔"

Marfat.com

فصل سوم:

دنیا کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک مقام پر بہت ہی احسن انداز میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کی حقیقت بیان کی ہے، فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾﴾

(الکهف ٤٥ تا ٤٦)

"اور آپ ان کے لیے دنیا کی زندگی کی (فنا اور ختم ہونے میں) مثال بیان کریں، جیسے پانی جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں، اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا نکلتا ہے، اور پھر آخر کار وہ چورا چورا ہوجاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں، اور اللہ ﷻ ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی ہی زینت ہیں؛ اور باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے لحاظ سے بہتر اور آئندہ کی امید کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾﴾ (طٰه: ١٣١)

"اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے

Marfat.com

مختلف لوگوں کو آرائش کے لیے دے رکھی ہیں، تاکہ انہیں اس میں آزمالیں، تیرے رب کا دیا ہوا رزق بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔"

ایک بار آپ ﷺ کا گزر ایک مردہ بکری پر ہوا، جس کی ٹانگیں اوپر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((أترون هذه هينة على صاحبها ، فوالذي نفسي بيده ! لَلدنيا أهون على الله من هذه على صاحبها ، ولو كانت تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى منها كافراً شربة ما)) (صحیح/ الجامع الصغیر)

"کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ بکری اپنے مالک کے لیے کتنی بے وقعت ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس بکری کے، اپنے مالک کے لیے بے وقعت ہونے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے بے وقعت ہے، اور اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی تک نہ ملتا۔"

اور فرمایا:

((الدنيا ملعونة وملعون ما فيها ، إلا ذكر الله ، وما والاه ، وعالماً ومتعلماً)) (حسن ، ابن ماجه ١٣٧٧)

"دنیا ساری کی ساری ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر اللہ کا ذکر، اور جو کوئی اس سے دوستی رکھے، اور عالم اور متعلّم۔"

ایک موقع پر اس دنیا میں اپنی زندگی کے ساتھ انسانی کردار کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كل الناس يغدو ، فبائع نفسه : فمعتقها أو موبقها)) (مسلم)

"تمام لوگ صبح کرتے ہیں، سو ہر کوئی اپنا نفس بیچ ڈالتا ہے، کوئی اسے ہلاک کر دیتا اور کوئی بچا لیتا ہے۔"

Marfat.com

ایک موقع پر اپنے صحابہ کو اس دنیا سے زھد اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل وعد نفسك من أهل القبور)) (بخاری مع الفتح)

''دنیا میں ایسے ہو جاؤ جیسے کوئی پردیسی یا راہ گیر مسافر، اور اپنے آپ کو اہل قبور (مرنے والوں) میں شمار کرو۔''

شبنم کی طرح پھولوں پہ رو اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

ایک آدمی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا؛ وہ ان کے گھر میں ادھر ادھر غور سے دیکھنے لگا؛ اور پھر کہا: ''اے ابوذر! آپ کا سامان منزل کہاں ہے؟ فرمایا: ہمارے دوسرے گھر میں جس کی طرف ہم جانے والے ہیں۔ وہ آدمی کہنے لگا: جب تک آپ یہاں ہیں، گھر میں کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے؟ فرمایا: گھر کا مالک ہمیں یہاں رہنے نہیں دیتا۔'' (جامع العلوم والحکم ۳۴۲)

شاعر کہتا ہے:

وما المال والأهلون إلا وديعةً
ولا بد يوماً أن ترد الودائع

''اموال اور اہل خانہ کی حقیقت اتنی ہے کہ یہ ایک امانت ہیں، اور ایک دن اس امانت کو ضرور واپس کرنا ہے۔''

دنیا ایک حسین خواب گاہ اور ختم ہونے والا سایہ ہے۔ تھوڑی دیر ہنسنا پھر بہت زیادہ رونا؛ چند ایک دن کی خوشی اور پھر مہینے اور سال غم کے۔ تھوڑا فائدہ اور بہت سارا دھوکہ۔ یہ سب اس دنیا کی نیرنگیاں ہیں۔ کوئی انسان ساری زندگی منزل کی جستجو کرتا ہے؛ مگر منزل پانے والے کوئی اور لوگ ہوتے ہیں:

نیرنگیٔ زمانہ کو عبرت سے دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

دنیا کی خوشی میں اس سے کئی گنا زیادہ شر چھپا ہوتا ہے، اور جو اس سے دھوکہ کھا جائے وہ نقصان میں ہے:

أحلام نوم أو كظل زائل
إن اللبيب بمثلها لا يخدع

”یا تو نیند کا خواب ہے، یا ختم ہونے والا سایہ، اور عقلمند انسان ایسی چیزوں سے دھوکہ نہیں کھاتا۔“

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اِک حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن يذق طعم الحياة فإني أخبرتها
وسيق إليَّ عذبها وعذابها
وما هي إلا جيفة مستحيلة
عليها كلاب، همهن اجتذابها
فإن تجتنبها عشت سلماً لأهلها
وإن تجتذبها ناهشتك كلابها

”اور جو کوئی زندگی کا مزہ چکھے میں اسے بتانا چاہتا ہوں۔ میرے لیے اس کے خوشگوار اور ناخوشگوار ہر طرح کے حالات مہیا کیے گئے۔ دنیا ایک لاحاصل مردار کے سوا کچھ بھی نہیں، جس پر مسلط کتے اسے نوچ رہے ہیں، اگر تم ان سے دُور رہو گے، تو سلامت رہو گے، اور اگر تم بھی اس کو کھینچو گے، تو تمہارے ساتھ کتوں کی لڑائی ہوگی۔“

Marfat.com

کامیاب ہے وہ طالب علم جس نے امتحان سے قبل اس کی تیاری کی؛ اور وہ انسان جس نے قبر سے قبل اس کی تیاری کی۔ ناکام ہے وہ آدمی جو سال بھر کھیل کود میں گزار کر امتحان میں چلا گیا، ناکامی اور حسرت وملامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس کا ازالہ دوسری بار امتحان دیکر ممکن ہے۔ بہت ہی نقصان میں ہے وہ شخص جس نے زندگی کے امتحان کا پہلا اور آخری چانس خراب کرکے ہمیشہ کے لیے ملامت اور حسرت مول لے لی۔

انسان دنیا میں پڑ کر اپنے نفع ونقصان، حقوق اور واجبات سے غافل ہوگیا ہے؛ اچھے اور برے کی تمیز ختم ہوگئی ہے۔ خوب کو زشت اور زشت کو خوب جانا جانے لگا ہے۔

جادۂ دانش:

جو یہ بات جانتے ہیں کہ جب انسان اللہ کا بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا کو اس کا غلام بنادیتے ہیں، اور دنیا خود اس کے پاس ہر ایک خوشی اور راحت لیے چل کر آتی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہے:

- وہ انسان کیوں کر سعادت مندی حاصل کرسکتا ہے جو عبادت الٰہی کی لذت سے محروم ہوگیا ہو۔
- وہ کیسے خوشی اور راحت پاسکتا ہے جو اللہ آسمانوں اور زمینوں کے رب سے برسر پیکار ہو؟
- خوشی وسرور کی امید گناہ و فجور کے ساتھ خیال محال ہے اور زندگی کی حقیقی لذت خواہشات کی پیروی میں ناممکن ہے۔
- جیسے آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہوسکتے، ایسے ہی نیکی اور برائی جمع نہیں ہوسکتے۔ اگر نیکی غالب آئے گی تو برائی کو ختم کردے گی، اور اگر برائی غالب آگئی تو نیکی ختم ہوجائے گی۔
- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ﴾ (الاحزاب: ٤)

”اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے (کہ نافرمانی اور اطاعت ایک ہی لمحہ میں ممکن ہو)۔“

❀ انسان کے لیے ہدایت وگمراہی، خوش بختی و بد بختی، شکر وکفر (ناشکری) کی راہیں واضح ہیں جن پر چلنے کا اسے اختیار حاصل ہے:

﴿إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣﴾ (الدھر: ۳)

''بے شک ہم نے اس کو راہیں دکھادی ہیں، پس ان میں یا تو شکر گزار ہیں یا ناشکرے۔''

❀ دنیا کی یہ گرمی جس سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ عارضی ہے۔ ہاں یہ گرمی عارضی ہے، اور اس کا ازالہ بھی ممکن ہے۔ ہم پنکھا، ایئر کنڈیشنر، روم کولر، ٹھنڈے مشروب استعمال کر سکتے ہیں؛ جو اس گرمی کو ختم کردیں؛ مگر بھول نہ جائیں اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ملنے والی جہنم کی گرمی بہت سخت، اور بہت لمبی ہے، جس کو ختم کرنا بھی اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ممکن نہیں۔ اور اس دنیا سے کب اور کیسے چلے جائیں گے، کسی کو کچھ خبر نہیں۔ دنیا کی زندگی کی اتنی ہی حقیقت ہے کہ:

آتے ہوئے اذاں ہوئی اور جاتے ہوئے نماز
اتنے قلیل وقت میں آئے اور چل دیے

اسی حقیقت کو ایک عربی شاعر نے بڑے خوب انداز میں بیان کیا ہے:

آذان المرء حين الطفل يأتي ... وتأخير الصلاة إلى الممات
دليل أنه محياه يسير ... كما بين الآذان إلى الصلاة

''بچے کے پیدا ہونے پر اس کے کان میں کسی کا اذان دینا، اور پھر نماز میں موت تک کے لیے تاخیر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ زندگی بہت ہی مختصر ہے، جیسے اذان اور نماز کا درمیانی وقفہ۔''

آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ دنیا کے اس مختصر سے وقت میں ہم نے آخرت کی ابدی زندگی کو سنوارنے، اور اس میں فوز وفلاح پانے کا سامان کرنا ہے؛ جیسے اذان اور اقامت کے دوران نماز کے لیے تیاری کی جاتی ہے:

Marfat.com

کر لے جو کرنا ہے ، آخر موت ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یاد رہے کہ ! دنیا عارضی ٹھکانہ ہے، یہاں سے باشاہ بھی وہ دو گز کفن لے کر جاتا ہے، گدا و فقیر کو بھی اللہ وہ کفن نصیب کر دیتے ہیں۔شاہ و گدا سارے اس مٹی کے نیچے چلے جاتے ہیں ؛ پیچھے رہ جانے والے اہل وعیال و مال قبر تک ساتھ جائیں گے ؛ واپس آ کر چار دن سوگ منائیں گے، اگر اچھے عمل کیے ہوں گے، لوگ انہیں یاد کر کے تعریف کریں گے، جو اللہ کے ہاں کام آئے گی ؛ اور اگر نہیں تو کچھ لوگ برے اعمال کی وجہ سے گالیاں اور بد دعائیں دیں گے جو اللہ کے ہاں زیادہ پکڑ کا سبب بن جائیں گی۔ مگر نیک اعمال ہر لمحہ دنیا اور آخرت میں انسان کا ساتھ دیں گے ؛ اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر مشکل سے چھٹکارے کا سبب بن جائیں گے۔

لمحۂ عبرت:

گرمی سے بھاگنے والے بھول نہ جائیں کہ: ''جہنم کی گرمی اور سردی اتنی سخت ہے کہ جہنم نے خود بارگاہِ الٰہی میں اس گرمی اور سردی کی شکایت کی ؛ اللہ نے اسے سال بھر میں دو سانس لینے کی اجازت دی۔'' (صحیح بخاری ح ۵۱۲)

ایک سانس ٹھنڈا ؛ جس میں برف باری بھی آتی ہے، لوگوں کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے ہیں، اور جانیں چلی جاتی ہیں۔ پس جہنم کی ٹھنڈی وادیوں کا کیا حال ہوگا ؟ دوسرا : گرم سانس ! یہ دنیا بھر کی سخت ترین گرمی بھی جہنم کی ایک سانس ہے۔ اگر اس سانس کی تمازت اور حدت سے بدن جلتا ہے تو آگ اور شعلے کا عالم کیا ہوگا ؟ ؛ وہ کوئلے کیسے دہکتے ہوں گے، جن میں انسان او ر پتھر جل رہے ہوں گے۔ اس آگ کے ایک منظر کے متعلق اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ ﴾

(الفرقان : ۱۲-۱۳)

Marfat.com

”وہ آگ جو اپنے اندر ڈالے جانے والے مجرمین کو دور سے آتے ہوئے دیکھے گی تو لوگ غصہ کی وجہ سے اس کا بھڑنا اور دھاڑنا سنیں گے؛ اور جب یہ لوگ جہنم کی کسی تنگ جگہ مشکیں کس کر پھینک دیے جائیں گے، تو وہاں اپنے لیے موت ہی موت کو پکاریں گے۔“

اور فرمایا:

﴿فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾﴾ (الحج: ١٩)

”پس کافروں کے لیے آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے؛ اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا، (جس سے عذاب اور سخت ہو جائے گا)۔“

گرم پانی میں نہانے سے بھاگنے والے! ذرا اس گرم پیپ کا تصور کر جو سروں پر جہنم سے بہائی جائے گی۔ آج کروڑوں میل دور سورج کی گرمی سے بھاگ رہے ہیں، اس دن سوا میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ لوگ اس گرمی میں بمطابق اعمال پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ کوئی پاؤں تک؛ تو کوئی گردن تک۔

افسوس صد افسوس! اس انسان کے لیے ہے، جو ان باتوں کو سنتا بھی ہے، اور مرنے پر یقین بھی رکھتا ہے، اور یہ بھی مانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی بتائی ہوئی ہر بات سچ ہے ،مگر پھر بھی وہ ان ہولناک مناظر سے نجات حاصل کرنے کے لیے تیاری نہیں کرتا؛ اور ان سب سے لاپرواہ ہے۔ صد افسوس ہے اس انسان پر! جو دنیا کے مکانوں میں دفاعِ مدنی (فائر برگیڈ) کی ہدایت پر آگ بجھانے کے تمام تر انتظامات کرتا ہے؛ مگر وہ آگ جہاں فائر برگیڈ بھی کام نہیں آئے گا، اور کوئی دوست یا رشتہ دار بھی اسے بجھانے میں مدد نہیں کرے گا، اور نہ وہ آگ بجھے گی۔ اس آگ کے ہونے پر یقین بھی رکھتا ہے؛ مگر پھر بھی دنیا کی اس مختصر سی زندگی میں اس آگ کو بجھانے کے انتظامات نہیں کرتا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾ (العنکبوت: ۲۲)

''اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوست اور مددگار کام نہیں آئے گا۔''

شاعر نے دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

امید نہیں جینے کی یہاں صبح سے تاشام
ہستی کو نہ سمجھو کہ ہے خورشید لب بام
یہاں کام کرو ایسا جو آئے وہاں کام
آجائے خدا جانے کب موت کا پیغام
اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا
ہونا ہے تمہیں خاک یہ سب خاک سمجھنا

اہل علم کی ذمہ داری:

ایسے نازک موقع پر اہل علم پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی خیر خواہی اور نصیحت کا حق ادا کرنے کے لیے آگے بڑھ کر اپنے حصے کا کردار ادا کریں؛ صراط مستقیم اور حق کی صدا بلند کریں، کتنے ہی خوش نصیب اس ایک صداءِ مستانہ کے منتظر ہوں گے، وہ صدا:

جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

اس حق کی ادائیگی کے لیے لازم ہے کہ لوگوں کو ان کا بھلا اور برا سمجھایا جائے؛ ہر وہ کام بتا دیا جائے جو دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہو، اور نقصان دہ کاموں سے آگاہ کر دیا جائے، تاکہ بچنے والا بصیرت کے ساتھ گناہوں سے بچ سکے، اور گناہوں میں ہلاک ہونے والے کے لیے جہالت کا عذر اور حجت باقی نہ رہے۔ نصیحت کا حتی الامکان پورا پورا حق ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه)) (متفق علیه)

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے

Marfat.com

لیے بھی وہی چیز نہ پسند کرلے جسے وہ اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔''

نصیحت اس عہد سے وفا ہے جو نبی کریم ﷺ سے کیا گیا ہے۔ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' ہم نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے پر، اور ہر ایک مسلمان کی خیرخواہی پر۔'' (متفق علیہ)

- نصیحت ایسا نور ہے جس سے آپ کے لیے فتنوں سے نجات اور امان کا راستہ روشن ہو رہا ہے۔
- عفتوں کی راہ ہے جو آپ کو اللہ، اور آخرت کی راہ پر چلنے کے لیے بلاتی ہے۔

ناصح کی تمنا:

اے دوست! یہ تیرے ایک مخلص دوست کا پیغام ہے، جو نہ ریاکاری چاہتا ہے، نہ تعریف، نہ کسی بدلے اور احسان کا طلب گار۔ ایسا دوست! جو حقیقت میں آپ کی بہت بڑی کامیابی اور آپ کے لیے رب رحمان و کریم کی بہت زیادہ نعمتوں کا خواہش مند ہے۔

ایسا دوست! کہ بن دیکھے سب کا خیر خواہ ہے۔ وہ جس کو دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے آپ کا دل کہتا ہے:

یہ خوب کیا اور زشت کیا ہے؛
جہاں کی اصلی سرشت کیا ہے

'' کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی تمام چہرے بے نقاب کردے۔''

یہ چہرے بے نقاب کرنے والا دوست؛ آؤ اس کی بھی بات سنو؛ درحقیقت نصیحت کی بات کڑوی ہوتی ہے؛ مگر اس میں فائدہ بہت ہوتا ہے۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا:

((الدین النصیحة ، الدین النصیحة ، الدین النصیحة۔ "قالوا : لمن یارسول اللہ! قال: "للہ ، ولرسولہ ، ولأئمة المسلمین ، وعامتھم)) (رواہ مسلم)

''دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے۔'' صحابہ کرام نے پوچھا: کس کی خیر خواہی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے، اور اللہ کے رسول کے لیے، مسلمان حکمرانوں، اور عوام کے لیے۔''

ناصح کی چاہت یہ ہے کہ آپ دنیا و آخرت کے کامیاب انسان بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی قربتیں حاصل ہو جائیں۔ بھلائی کے کام عام ہوں، جس میں ہمارا اور آپ کا حصہ بڑھ چڑھ کر ہو۔ ناسمجھ اور بھولے مسلمان اور مومن کو اس کا نفع اور نقصان یاد دلا دیا جائے تاکہ وہ بصیرت پالے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر

نصیحت کی بات:

ہم پکا عزم کرلیں کہ ان گھڑیوں کو اس طرح کارآمد بنائیں گے کہ یہ فائدہ پائیدار ہو۔ ان اوقات کو ایسے کارآمد بنائیں گے جیسے امتحان سے قبل ہفتہ بھر کی چھٹی تیاری میں بہت مددگار ہوتی ہے، ایسے ہی ایک بڑے سخت امتحان کے لیے ہم بھرپور تیاری کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا استعمال اس کی خوشنودی میں کر کے مزید نعمتوں کے حق دار بنیں گے۔ فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۞﴾

(ابراھیم: ۷)

''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے تو جان لو کہ میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔''

کفار کے ملک اور بے حیائی کے مراکز کا سفر کر کے اپنا مال اور وقت ضائع نہیں کریں گے۔ ان ممالک اور جگہوں کی طرف فقط سیر و تفریح کی غرض سے سفر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ کبھی وہاں جانے والا مسلمان وہاں کے معاشرہ کی ظاہری زیب و زینت سے متاثر ہو کر، اور بے حیائی

Marfat.com

اور فحاشی میں کھو کر اسلام سے بہت دور نکل جاتا ہے۔ جہاں اخروی کامیابی کی تمام تر امیدیں دم توڑ دیتی ہیں۔ اور کسی بھی صورت میں اپنے وقت اور مال کو اللہ کی راہ سے ہٹ کر خرچ نہ کریں۔

بدعملی سے بے عملی (بیکار رہنا) بہتر ہے۔ محرمات اور منکرات سے اور بری راہ ورسم نکالنے سے بچ کر رہیں، ان کا انجام بہت ہی برا ہے۔ اللہ ﷻ ایسے ہی بدطینت اور بدکردار لوگوں کی بابت فرماتے ہیں:

﴿لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾﴾ (النحل: ۲۵)

''تاکہ وہ اپنے گناہوں کا پورا پورا بوجھ اٹھائیں، اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ جن کو انہوں نے بغیر علم کے گمراہ کیا، آگاہ ہو جاؤ بہت ہی برا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔''

گناہ کے بداثرات

انسان کا یہ گناہ خواہ اس کی ذات تک محدود ہو، یا دوسرے لوگ بھی اس میں شامل ہوں، ہر حال میں جس طرح نیک اعمال کے نتائج واثرات ظاہر ہوتے ہیں، ایسے ہی بداعمال کے بھی نتائج اور اثرات ہیں، اور ان پر جزا وسزا مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں بعض اثرات اس دنیا کی زندگی میں ہی ظاہر ہو جاتے ہیں، اور بعض کو آخرت تک کے لیے مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کو یہاں فائدہ اور عبرت کے لیے بیان کرنا مناسب ہوگا:

۱: رب ذوالجلال کے دیدار سے محرومی:

﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾﴾ (المطففین: ۱۵)

''ہرگز نہیں، بے شک آج کے دن وہ اپنے رب سے پردہ میں رہیں گے۔''

۲: دل میں خوف اور بے چینی:

﴿سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ﴾ (آل عمران: ۱۵۱)

''ہم عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا۔''

۳: معاشی پریشانیاں:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰه: ١٢٤)

''اور جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا پس بے شک اس کے لیے زندگی بہت تنگ کردی جائے گی۔''

۴: دل کی سختی اور اندھیرا:

﴿وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَةً﴾ (المائدہ: ١٣)

''اور ہم نے ان کے دلوں کو بہت سخت، کردیا۔''

۵: چہرے کی سیاہی؛ اور رونق کا خاتمہ:

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾

(آل عمران: ١٠٦)

''سو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوئے انہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔''

۶: مخلوق کے دل میں نفرت وبغض:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أثنيتم عليه خيراً وجبت له الجنة، ومن أثنيتم عليه شرّاً وجبت له النار، أنتم شهداء الله في الأرض، أنتم شهداء الله في الأرض، أنتم شهداء الله في الأرض)) (متفق علیہ)

''جس کے لیے تم بھلائی کی تعریف کرو، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اور جس کی تم برائی بیان کرو، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم اس زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

۷: اللہ کا غضب اور ایمان کا نقصان:

اس ضمن میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبَاءُو بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ﴾ (البقرہ: ۹۰)

''وہ غضب پر اللہ کا غضب کما لائے۔''

۸: امن اور کشائش زندگی کا خاتمہ، خوف اور بھوک کا مسلط ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾﴾ (النحل: ۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی مثال بیان کی ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر طرف سے چلی آتی تھی، پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا، جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔''

❀❀❀❀

دوسرا باب:

ضیاعِ وقت کے ذرائع

فراغت غفلت کا اندھیرا:

سلف صالحین اس بات کو بہت ناگوار جانتے تھے کہ کوئی انسان بالکل فارغ بیٹھا رہے، نہ کوئی دین کا کام کرے، اور نہ دنیا کا؛ کیونکہ ایسے موقع پر فراغت کی نعمت انسان کے لیے زحمت بن جاتی ہے۔ خواہ وہ فارغ انسان مرد ہو یا عورت۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: ''فراغت مرد حضرات کے لیے غفلت کا اندھیرا ہے، اور عورتوں کے لیے شہوت رسانی کا محرک اور جذبات کی برانگیختگی۔ اس کی مثال یہ پیش کی ہے کہ زلیخا کا یوسف علیہ السلام پر وارفتہ اور فدا ہونا، اور انہیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرنا اس فراغتِ وقت کا نتیجہ تھا جس سے اس کی زندگی کے دن گزر رہے تھے۔ بقول غالب:

سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

افلاطون کہتا ہے: ''عشق فارغ دل کی حرکات کا نام ہے۔''

ارسطو کہتا ہے: ''عشق وہ جہالت ہے جس کا ٹکراؤ ایک ایسے فارغ دل سے ہوتا ہے جس میں نہ کسی تجارت کی فکر، اور نہ کسی فن کا خیال؛ (تو اس نتیجہ کے میں یہ برائی جنم پا لیتی ہے)۔''

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

أتاني هواها قبل أن أعرف الهوى
فصادف قلباً خالياً فتمكنا

Marfat.com

''مجھے اس سے محبت کا خیال اس وقت آیا جب میں یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے، سو یہ خیال خالی دل سے ٹکرایا اور اس نے جگہ پالی۔''

(روضة المحبين ونزهة المشتاقين، ص ١٣٧)

یہ مشاہدہ ہے کہ فارغ اوقات میں خیالات کا ہجوم اور شیطانی حملے انسان کو برا ہی سوچنے پر لگاتے ہیں۔ الا یہ کہ عاقل اور صاحب بصیرت انسان ان افکار اور خیالات سے بچنے کے لیے کوئی متبادل راہ اختیار کرے جس میں اس کے لیے بھلائی اور امان ہو۔

کسی بھی بڑے آدمی کو آپ دیکھ لیں، اسے وقت کا پابند، اور قدر شناس پائیں گے۔ ہم خود یہ دیکھتے اور سمجھتے ہیں جو لوگ جتنے بڑے منصب اور مقام پر ہیں، ان کے لیے ان کا یہ وقت اتنا ہی قیمتی ہے۔ بس ان کے اور ہمارے وقت کے درمیان اتنا ہی فرق ہے، انہوں نے اس کی قدر کو جانا، اور اپنی عملی زندگی میں نافذ کیا، ان کا وقت قیمتی ہو گیا۔ اور ہم نے کتاب کو بطور قصہ اور کہانی کے پڑھ کر وقت کی قیمت کا اعتراف کیا، لیکن اس کو پانے کی کوشش نہ کی، وہیں کے وہیں رہ گئے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((الحكمة ضالة المؤمن)) ''دانائی کی بات مومن کا گمشدہ اثاثہ ہے۔''

وہ اسے جہاں پائے وہ سب سے زیادہ اس کا حق دار ہے۔ (ترمذی اور ابن ماجہ، ضعیف)

یورپ اس حکیمانہ کلام نبوت کو سمجھ کر عمل کر کے ہم پر سبقت لے گیا، مگر ہم مومن ہیں کہ ہم پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا؛ اور ان تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا؛

اثاثہ چھین کر سب لے گئی فصلِ خزاں اپنا
وہاں کچھ زرد پتے ہیں جہاں تھا آشیاں میرا

❀❀❀❀

فصل اوّل:

غفلت کیوں کر؟

کسی نے بہت خوب کہا ہے:

غفلت میں گزر گئی جوانی افسوس
کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ ولولے اب خزانِ پیری میں کہاں
افسوس اے بہار زندگی افسوس

ہم خواہ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں، لیکن ایک پختہ حقیقت، اور ٹھوس سچائی یہ ہے کہ موجودہ دور میں نوجوانوں کے اوقات کو ضائع کرنے میں ساٹھ فیصد حصہ عالمی یہودی اور عیسائی سازشوں کا ہے۔ ہمارے دشمن یہود و نصاریٰ نے وقت کی اہمیت کا خوب اندازہ لگایا، اور اسے اپنی ذاتی مفادات کے لیے استعمال کرنے، اور باقی امتوں کو اس اہمیت سے بیگانہ اور دور رکھنے کے لیے سازشیں کیں۔ تاکہ وہ وقت سے صحیح معنوں میں استفادہ نہ کرسکیں۔ اس چیز کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے وقت کی پلاننگ کر کے کیسے عالمی اجارہ داری قائم کی، اور باقی امتوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایسے باقاعدہ پروگرام ترتیب دیے گئے جن کے ذریعے وہ امتوں اور اقوام کے فارغ اوقات کو اپنی سوچ کے مطابق ضائع کریں، اور انہیں اس چیز سے غافل رکھیں۔

یہودیوں کی ایک مشہور زمانہ کتاب ''پروٹوکول'' ہے؛ جس میں انہوں نے آنے والے وقت میں عالمی استعمار کی منصوبہ بندی کی ہے۔ یہ کتاب آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے اعلیٰ یہودی مشاورتی کونسل میں پیش کر کے تمام اراکین کی اس پر اتفاقی رائے لی گئی۔ اس کتاب کی

Marfat.com

اہمیت اور خطرناک پلاننگ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ترکی سے خلافت اسلامیہ کا خاتمہ، جنگ عظیم دوم، اسرائیل کا قیام سب پلاننگ کا حصہ اور اصل کتاب میں موجود ہے۔ اور اب بھی عالمی یہودی پلاننگ ،تجارت وسیاست اسی پر عمل پیرا ، اور ان ہی منصوبوں کے مطابق ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے باقی اقوام کے اوقات ضائع کرنے کے لیے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے: ''تا کہ ہم تمام عالمی حکومتوں کو کسی بھی نئی منصوبہ بندی اور نئے کام سے دور رکھ سکیں ،ہم انہیں بالکل غفلت میں ڈال دیں گے۔ وہ ایسے کہ طرح طرح کے کھیل اور تماشے، مختلف تفریحی پروگرام اور ان میں شرکت،اور اس طرح کے دیگر کام۔ ...... پھر کہتے ہیں: ''ہم بہت جلد ہی اخبارات اور رسائل میں مختلف قسم کے مقابلوں کا اعلان کرنے والے ہیں جس میں ہر ایک پروگرام جیسے: کھیل، جسمانی تربیت، فن اور آرٹ کے نام پر پروگرام۔

اور پھر ان کی بابت خود ہی کہتے ہیں: ''یہ ایک نیا وسیلہ ہے ،جس سے قوموں کو ان مسائل پر غور وفکر کرنے سے غفلت میں ڈالا جائے گا جن میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے۔ بس جب کوئی قوم اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی اور وقت کی نعمت کے احساس سے غافل ہوگی ، پھر ہم اور وہ یک زبان ہوکر ایک ہی مقام پر کھڑے ہوں گے۔ اور پھر اس صورت میں ہم عالمی معاشرے کے اکیلے ممبر ہوں گے جن کے ہاتھ میں نئے مستقبل کی سوچ بچار اور عنان فکر ہوگی۔'' (دیکھئے: پرڈوکول نمبر۱۳، صفحہ۱۵۱، بحوالہ: الوقت عمار او دمار)

تلخ حقیقت:

کیا ہم نے اپنے دشمنوں کی منصوبہ بندی سے کوئی سبق حاصل کیا؟ یہ وہ سوال ہے جو ہر ایک درد دل رکھنے والے مسلمان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ بلکہ ہماری حکومتیں، ذمہ دار ادارے اور جواب دہ افراد الٹا اس منصوبہ کو کامیاب کرنے کے لیے جانے انجانے میں ہر وہ کام کر رہے ہیں جس کا یہودی لابی ہم سے مطالبہ کرتی ہے۔

اس کا ایک زندہ ثبوت ہمارے مواصلاتی ،نشریاتی اور اعلامی اداروں کے ذریعے چلائے

Marfat.com

جانے والے اشتہارات، اور ہمارے معاشرہ میں موجود غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز کا بکثرت) وجود ہے۔ یہ این جی اوز کیا گل کھلا رہی ہیں؟ ایسے انکشافات آئے دن کے اخبارات میں ہوتے رہتے ہیں۔ مگر کسی اعلیٰ عہدیدار کے کان پر امت کی اس تباہی پر جوں تک نہیں رینگتی، کیونکہ انہیں امت سے زیادہ اپنے منصب اور کرسیاں عزیز ہیں۔ بقول اقبال:

وہ شکست خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے راہ ورسمِ شہبازی

امت کے نوجوانوں کا خود اپنے نفس کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ ان کے شب و روز کا اکثر حصہ کن امور میں گزرتا ہے، اس کا جائزہ ذیل کی سطور میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں سمجھ عقل اور ادراک وبصیرت اور محاسبۂ نفس کی نعمتوں سے نواز دیں تاکہ ہم اپنے وقت کو اپنی منشا کے مطابق اللہ کی رضامندی، اور قوموں کی بھلائی میں لگا سکیں۔ بقول اقبال:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اوّل طاؤس ورباب آخر

یہ تمام سازشیں اور لا پرواہی ایک طرف اور دوسری طرف وہ عناصر ہیں جن کا ہمارا معاشرہ کثرت سے شکار ہو رہا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وقت اور صلاحیتوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ فہرست لمبی ہے تاہم اہم عناصر یہ ہیں:

بد نظمیٔ وقت:

اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف امور کا آپس میں اس طرح ملا دینا کہ ان میں کوئی فرق باقی نہ رہے۔ اور ان تمام امور کو اس نظر سے دیکھے گویا کہ یہ تمام امور اہمیت اور فائدہ کے لحاظ سے ایک ہی درجہ کے ہیں؛ اور اس کے ساتھ ہی واجبات اور اوقات میں کوئی موافقت قائم نہ کر سکے۔"

بد نظمی کے چند مظاہر:

ا: ثانوی اہمیت کے حامل یا غیر ضروری کاموں میں مشغول رہنا، اور اصلی اور بنیادی

Marfat.com

اہمیت کے کاموں کی طرف توجہ نہ دینا۔

۲: کسی چھوٹے سے کام کو اس کی اہمیت اور استحقاق سے بڑھ کر وقت دینا۔

۳: لمبی گھڑیاں بغیر کسی کام کے ہی ضائع کر دینا۔

۴: ایک وقت میں ایک سے زیادہ یا کئی ایک کام شروع کر دینا۔

اسلام میں وقت کی بدنظمی اور ضیاع حرام ہے۔ بہت ساری نصوص ان لوگوں کی حسرت ویاس پر دلالت کرتی ہیں جنہوں نے اپنی عمریں بغیر کسی مفید عمل کے ضائع کر دیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا غَيْرَ ٱلَّذِى كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ ٱلنَّذِيرُ ۖ﴾ (فاطر : ۳۷)

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دنیا کی طرف بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال کے بجائے جو ہم کرتے تھے، (تو اللہ فرمائیں گے) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی، جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے، اور تمہارے پاس ڈرانے والا رسول بھی آیا تھا۔''

حق تعالیٰ نے اس حرمت کی اس سے بھی زیادہ دقیق صورت میں وضاحت کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی طرف توجہ دلائی، فرمایا:

﴿يُقَلِّبُ ٱللَّهُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُو۟لِى ٱلْأَبْصَٰرِ﴾

(النور : ٤٤)

''اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بدلتے رہتے ہیں، بے شک اس میں بصیرت والوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔''

بدنظمی اور ضیاع وقت کے اسباب

ا۔ خاندانی اثر:

انسان ایسے خاندان میں تربیت اور پرورش پاتا ہے جو وقت کی حرمت اور اہمیت کا

Marfat.com

احساس نہیں کرتے۔ اوراس کے نتیجہ میں انسان ان سے متاثر ہوتا ہے اور قبر تک ضیاع وقت اس کی زندگی کے لوازمات میں سے ایک لازمہ بن جاتا ہے؛ سوائے اس صورت کے کہ انسان پر اللہ کی رحمت مہربان ہوجائے اور اسے توفیق دے کہ معاملہ کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اس کا ادراک کرلے۔

۲۔ بری صحبت:

انسان اپنے ہمنوا کی صحبت سے بہت ہی متاثر ہوتا ہے، اوراس کے نتیجہ میں یا تو انسان برے اعمال میں لگ جاتا ہے یا پھر اپنے وقت کو ضائع کردیتا ہے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرپاتا۔

۳۔ عدم احترام:

یعنی انسان ایسے لوگوں کی پیروی اوران کا احترام نہیں کرتا جو اس میدان میں اس کے لیے مشعل راہ، اور راہنما ہونے چاہئیں۔

۴۔ وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہ ہونا:

انسان کے دل سے وقت کی قدر و قیمت کا احساس بالکل ختم ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کی زندگی ضائع اور بے کار چلی جاتی ہے۔

۵۔ خود کو اللہ کی پکڑ سے بالاتر سمجھنا:

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے فراغت وقت؛ صحت اور جوانی کی صورت میں انسان پر بہت بڑا انعام کیا ہے۔ انسان ان نعمتوں میں ایسا مگن اور مست ہوتا ہے کہ اسے اس بات کا خیال ہی نہیں رہتا کہ ان نعمتوں کو چند ہی لمحات میں زوال بھی آسکتا ہے۔ اوراس طرح وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ تصور کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ان نعمتوں کی صحیح قدر نہیں کرتا اور انہیں ضائع کردیتا ہے۔

۶۔ انفرادی رائے اور عدم مشورہ:

بیشتر اوقات اپنی فرصت کے اعتبار سے کسی کام میں لگ جاتا ہے، مگر وہ اس کے متعلق

Marfat.com

کسی سے مشورہ نہیں کرتا اور نہ کسی تجربہ کار کے تجربہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔تو اس کا نتیجہ ثانوی درجہ کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے وقت کا ضیاع ہے۔

۷۔اپنی صلاحیت سے بے خبری:

اکثر اوقات انسان کو اپنی طاقت، محنت اور صلاحیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔تو اس کے نتیجہ میں کبھی خود پر بلا وجہ اعتماد کر کے کوئی ایسا کام شروع کر دیتا ہے، جس کے متعلق اسے کوئی علم نہیں ہوتا، وہ اسے انجام تک نہیں پہنچا سکتا، بلکہ اس کا آدھا، تیسرا یا چوتھا حصہ بھی نہیں کر پاتا؛ اور نتیجہ آخر کار ضیاع وقت ہے۔کہاوت ہے کہ: ''جس نے کسی کام کو پورا نہیں کیا گویا کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔''

اور بسا اوقات انسان کے اندر صلاحیت تو ہوتی ہے مگر ایک انجانے خوف کی وجہ سے وہ اپنی صلاحیت کا صحیح اندازہ اور استعمال نہیں کر سکتا۔اور وہ لوگوں پر اس کام کے بارے میں اعتماد کر کے اپنی صلاحیتوں کے ادراک سے محروم رہتا ہے، اس طرح بھی وقت ہی ضائع ہوتا ہے۔

۸۔نگرانی اور احتساب کا فقدان:

بیشتر اوقات انسان کسی کام کو شروع تو کر دیتا ہے مگر وقتاً فوقتاً اس کا پیچھا نہیں کرتا اور نہ اس کام کی بابت اپنا محاسبہ کرتا ہے کہ آخر یہ کام کس نہج پر ہو رہا ہے، اور اس کا شروع سے لے کر اب تک نتیجہ کیا رہا؟ اس صورت میں بھی وقت ہی ضائع ہوتا ہے۔کیونکہ یا تو انسان بیکار اور ثانوی درجہ کے کاموں میں مشغول رہتا ہے، یا کسی ایسے کام میں جو سراسر نقصان دہ ہوتا ہے۔

۹۔گناہ اور عدم تزکیہ نفس:

انسان سے صادر ہونے والے گناہ خصوصاً صغیرہ گناہوں میں انسان پڑا ہوا ہوتا ہے، مگر وہ ان سے توبہ کر کے تزکیہ نفس نہیں کرتا جس کے نتیجہ میں وقت کی برکت اور اعلیٰ صلاحیت سلب کر لی جاتی ہے۔کیونکہ نیکی اور توبہ سے وقت میں برکت اور صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ دشمن کی چالوں سے غفلت:

انسان اور بالخصوص مسلمان اپنے دشمن کی چالوں سے غافل رہتا ہے جو دن رات اس کے خلاف تدبیروں میں لگے رہتے ہیں؛ وہ اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مشغول رہتے ہیں۔

۱۱۔ انجام سے غفلت:

کبھی مسلمان کے ذہن پر وقت کی بدنظمی کی وجہ سے ہونے والے دنیاوی اور اخروی خسارہ کا کھٹکا نہیں ہوتا؛ اس کے نتیجہ میں وہ وقت ضائع کردیتا ہے۔ وہ اس سے اس طرح فائدہ نہیں حاصل کرپاتا جیسے کرنا چاہیے یہاں تک کہ موت آجاتی ہے، پھر اس وقت ندامت میں روتا، چلاتا اور تمنا کرتا ہے کہ کاش! اسے مزید مہلت دی جاتی، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١﴾

(المنافقون: ۱۱)

”اور اللہ تعالیٰ ہرگز کسی نفس کو مہلت نہیں دیتے جب اس کا مقررہ وقت آجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔“

۱۲۔ منصوبہ سازی کا فقدان:

بعض اوقات انسان بغیر کسی منصوبہ بندی اور پلاننگ کے مہمل طور پر شروع کردیتا ہے۔ تو اس صورت میں افراط وتفریط کی وجہ سے وقت ضائع کردیتا ہے۔

(آفات علی الطریق لسید محمد نوح ۳/ ۱۰۵-۱۱۰)

۱۴۔ ڈرامہ سیریل، فلم اور ٹی وی بینی:

آج مسلم معاشرے میں گھر گھر گندی فلمیں، فحاشی، عریانی اور بے حیائی کے پروگرام، ویڈیو گیمز، سینما، فحش رومانوی لٹریچر کا سیلاب، بے پردہ اور گناہوں کی دعوت دینے والی عورتیں اور صورتیں اصل میں ایک بڑے عذاب کا پیش خیمہ ہیں۔ یہ ناپختہ عمر کا زمانہ ہے، جب انسانی ذہن پر اس طرح کے معاملات انتہائی برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اور یہی

Marfat.com

آج کی تربیت کل کے خوفناک نتائج کی صورت میں سامنے آتی ہے ،اور معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔اس آیت کو ذہن میں رکھیں ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (الاسراء : ۳۶)

''اور اس چیز کے قریب بھی نہ جایئے جس کا آپ کو علم نہیں ، بے شک کان ، آنکھیں، اور دل ان سب سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

ایسے ہی اسباب کے بعد اللہ تعالیٰ کا عذاب دینے کا وعدہ سچ ثابت ہوتا ہے، اور عذاب آ کر رہتا ہے۔مگر اس کو ثقافت، تہذیب اور تفریح و دل لگی کے نام پر بڑے آرام وسکون سے قبول کیا جارہا ہے؛إنا لله وإنا إليه راجعون۔

تعجب ہے اس آدمی پر جو آگ دیکھ کر اس میں قدم رکھ رہا ہو؛ جو فتنہ دیکھ کر اس میں چھلانگ لگا رہا ہو۔اس افسوسناک صورتحال سے عمریں اور گھر بار تباہ ہو گئے ، معاشرتی اور سماجی اخلاق کو پامال کر دیا گیا؛ مگر اس بات کا شعور اور احساس نہیں ہو رہا کہ تباہی کا منبع کہاں پر ہے، اور اس کا حتمی انجام کیا ہوگا؟

ہر گھر میں ٹی وی اور ڈش ایک خطرناک مرض اور فحاشی کے اڈے کی صورت میں قدم جما چکا ہے۔اب بات اس سے آگے بڑھ گئی ہے ، جو لوگ ڈش نہیں خرید سکتے ، وہ کیبل کی صورت میں یہ رستا ہوا ناسور اپنے اہل خانہ ، بچوں اور بچیوں کو بصد خوشی بطور تحفہ دے رہے ہیں۔گویا کہ وہ شخص اپنے ہاتھوں سے اپنے لخت جگر کو''سلو پائزن'' دے رہا ہے؛ جس کا نام پائزن نہیں ، بلکہ ڈش اور کیبل ہے۔جس طرح زہر سے جسم گل سڑ کر ختم ہو جاتا ہے۔ایسے ہی کیبل اور ڈش سے اخلاقی ، سماجی ، معاشرتی اور اسلامی اقدار کا جنازہ اس گھر سے نکل جاتا ہے۔جس کے نتیجہ میں دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی خراب؛

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

ایک عربی شاعر کیا خوب کہتا ہے:

خلت القلوب من المعاد وذکرہ
وتشاغلوا بالحرص والإطماع
صارت مجالس من وتری حدیثھم
فی الصحف والتلفاز والمذیاع

"دل آخرت اور اس کی یاد سے خالی اور حرص اور طمع میں لگ گئے ہیں۔اب مجالس اور جن کو بھی دیکھو گے وہی لوگ اخبار، ٹیلیویژن اور ریڈیو میں لگے ہوئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی حالات میں کسی بڑے عذاب کے آنے سے ڈرایا ہے، فرمایا:

﴿وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا﴾ (الاسراء: ١٦)

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلے عام نافرمانی کرنے لگتے ہیں؛ سو پھر ان پر عذاب کی بات سچ ثابت ہوتی ہے، اور ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس امت میں بھی لوگوں کی شکلیں بگڑیں گی، اور زمین میں دھنسنے کے واقعات پیش آئیں گے؛ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب شراب سرعام پی جانے لگے، فحاشی بے حیائی اور گانا بجانا عام ہو جائے۔" (صحیح/ابن ماجہ)

اور یہ چیز اب اس امت میں انتہائی کثرت کے ساتھ ہے۔

۱۵۔ ڈش؛ کیبل اور سی ڈیز:

حقیقتاً ڈش اور کیبل عالمی یہودی سازش کا حصہ ہیں؛ جن سے مقصود اخلاقی اقدار کی پامالی، اخلاقی گراوٹ کو عام کرنا، اور عوام کو غفلت میں رکھ کر برائی پر لانا ہے۔ مختلف قسم کے

Marfat.com

میچ، ڈرامہ سیریل، فلم، اور دیگر پروگرام ٹی وی اور ڈش کی طرف متوجہ کرنے کا ایک بڑا ہتھیار اور اہم ترین ذریعہ ہیں۔ بقول شاعر:

قد هيئوك لأمر لو فطنت له

فاربأ بنفسك أن ترعى مع الهمل

''انہوں نے تمہارے لیے ایک منصوبہ تیار کیا ہے، اگر تم اس کے خطرہ کو سمجھ سکو، پس اپنے نفس کو بچا کر رکھیں کہیں وہ ان خطرناک امور کا شکار نہ ہو جائے۔''

وہ جانتے ہیں کہ جب لوگوں میں ایمان مضبوط ہوگا، تو یہود و نصاریٰ کی شامت آ جائے گی۔ بعض ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ فحاشی کے یہ پروگرام یورپ میں ٹی وی پر اتنے عام نہیں دکھائے جاتے، جتنا مشرق وسطیٰ، اور جنوبی ایشیا، افریقہ اور مسلم اکثریتی علاقوں میں دکھائے جاتے ہیں، جس سے مقصود اسلامی اخلاق کی پامالی ہے۔

یہ جہنمی ہرکارے، شیطانی نمائندے اپنی کامل توجہ بگاڑ پیدا کرنے میں لگائے ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ اب جنت میں نہیں جائیں گے، کیونکہ وہ سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے؛ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے علاوہ بھی کوئی جنت میں آسانی سے نہ جائے۔ جیسے مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں نے کہا تھا: ہم جانتے ہیں مسیلمہ جھوٹا اور محمدؐ سچا ہے؛ مگر چونکہ یہ ہمارے خاندان بنو ربیع کا ہے، لہٰذا ہم کا ساتھ دیں گے، یہ بنو مضر سے ہمارے لیے بہتر ہے۔''

تاریخ جانتی ہے کہ اس کا جھوٹ جاننے کے باوجود اس کے سینکڑوں ہمنوا خاندانی تعصب کی وجہ سے اپنی جانیں دے بیٹھے۔ بالکل یہی حال اب اس میڈیا کی جنگ کا ہے؛ جس پر یہ شعر صادق آتا ہے:

ہم تو ڈوبے ہیں صنم

تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ایسے لوگوں کے متعلق اللہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ﴾ (النور: ۱۹)

”بے شک جو لوگ مومنین میں فحاشی پھیلانا چاہتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

حقیقتاً ان برائیوں اور فحاشی کی وجہ سے اس وقت مغرب جن امراض سے دوچار ہے، الحفیظ والامان۔ اللہ ہم سب کو ان سے محفوظ رکھے۔ مگر ہم ترقی پسندی، روشن خیالی، جدت، نئی روشنی اور تجدید زمانہ کے نام پر ان تمام چیزوں کو بصد خوشی یہ کہہ کر قبول کرتے ہیں:

چشم ما روشن دل ما شاد

اپنی تہذیب، ثقافت، رسم و رواج، اور سب سے بڑھ کر روحانیت سے لاتعلق ہو کر مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہیں؛ مگر ہم یہ بات بالکل ہی بھول گئے:

مشرقی اندھیرے ہی دوستو غنیمت ہیں
کہ روشنی سے یورپ کے روشنی نہیں ملتی

اور بقول کسے:

وہ اندھیرے ہی بھلے تھے کہ قدم راہ پر تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

ہمیں مغرب کی پیروی میں بے حیائی اور عریانی کے جس سیلاب کا سامنا ہے؛ ڈر لگتا ہے کہ یہ کسی جلد اور بڑے عذاب کا پیش خیمہ نہ ہو۔ فضائی چینلز پر پیش کردہ فسق و فجور اور گناہ کے مناظر امت میں بگاڑ کا اہم اور بڑا وسیلہ ہیں؛ جسے جدت، اور ترقی پسندی کے نام پر ہم لوگ اپنا رہے ہیں۔ اور منع کرنے پر تنگ نظر، پست خیال، اور بیک ورڈ (پس ماندہ) ہونے کا طعنہ دے کر کہتے ہیں دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے، اور یہ مُلّا ابھی ہمیں ان باتوں سے منع کر رہا ہے۔

الحمد للہ! مُلّا کا منع کرنا دینی نقطہ نظر سے بالکل درست ہے۔ رہا یہ کہنا کہ دنیا چاند پر پہنچ

Marfat.com

گئی ہے تو پہنچے والے پہنچے، واپس آ کر جہنم میں بھی چلے گئے۔ مگر ایسا کہہ کر دین کا مذاق کرنے والے لوگ چاند پر ان کے ساتھ تو نہ جا سکے، البتہ دین کے متعلق حقارت کے اس تصور؛ اور نفرت پھیلانے سے ایمان سے محروم ہو گئے۔ اور باقی رہ جانے والوں نے صدق دل سے توبہ نہ کی تو یقیناً ان کے ساتھ جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور مولوی جانتا ہے کہ:

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

حقیقت میں ان چیزوں کے ہمارے علاقوں میں اس قدر فراوانی اور سستا ہونے کے پس پردہ محرکات بھی یہی ہیں، کہ کس طرح ان چیزوں کو رواج دے کر معاشرہ میں ان کی جڑیں مضبوط کی جائیں۔ تاکہ ہم اپنی دینی حمیت و غیرت پر خود ہی اپنے ہاتھوں سے کلہاڑا چلا کر اس کا قتل عام کر سکیں۔ کیونکہ اہل یورپ نے اپنے معاشرہ میں جب ان چیزوں کے نقصانات کا عملی طور پر مشاہدہ کیا تو انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ان کو بطور خفیہ وار کے استعمال کیا تاکہ مسلمانوں پر غالب آ سکیں۔

جرمن ڈاکٹر ہائینز سلنگر لکھتا ہے:

"بے شک جب سے ہم دین سے دور ہوئے ہیں اخلاقی گراوٹ اور پستی ہماری رگ و پے میں رچ بس گئی ہے، اور یورپ اس وقت سے مسلسل اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔"

اس مشاہدہ اور تجربہ کے بعد انہوں نے ہمارے لیے وہی امور تجویز کیے جن سے وہ خود پستی کا شکار ہوئے تھے۔ اور بہت بڑے افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے بہت جلد ان کی خواہشات پر لبیک کہتے ہوئے نہ صرف ان کا ساتھ دیا، بلکہ اپنوں میں سے اگر کسی خیر خواہ نے سمجھانے اور اس راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو اس پر کئی طعنے اور الزامات عائد کیے گئے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنوں سے دشمنی کر کے دشمن کی ناپاک پلاننگ کو کامیاب بنانے میں کردار ادا کیا۔ اگر ہم قسم کھا کر کہیں تو حق بجانب ہوں گے کہ ان تمام امور کا پس پردہ

Marfat.com

محرک و مقصد مسلمانوں کو اخلاقی اور دینی پستی سے دوچار کرنا ہے۔ ایک وقت ہوتا تھا کہ دو بھائی آپس میں فحش کلام کرنے کو بے حیائی، فحاشی اور بے غیرتی سے تعبیر کرتے تھے، اور آج سب مل کر یہ حیا سوز اور غیرت شکن پروگرام اجتماعی طور پر دیکھ رہے ہیں۔

اگرچہ ہم نے انگریزی استعمار سے ظاہری طور پر آزادی حاصل کر لی ہے، لیکن اب بھی انگریز اپنے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمارے ہر گھر، گلی اور قصبہ میں ڈش، کیبل، اور ٹی وی کی صورت میں موجود ہے۔ اور ابھی تک ہم انگریز کی فکری غلامی سے آزاد نہیں ہو سکے۔

پہلے کی غلامی اس سے بہتر تھی کہ ہم ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور ان کے رسم و رواج طور طریقوں ہر چیز سے نفرت اور ان سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر اب اس نئی غلامی نے یہ احساس و شعور نہ صرف ختم کر دیا، بلکہ الٹا ہمیں آپس میں لڑا کر ہمارے نوجوانوں کو اس سے محبت کرنے، اور اس سے لذت حاصل کرنے پر لگا دیا۔ اس طرح جو دشمن کبھی بھی ہم تک پہنچنے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا، ہم نے اسے اپنے مال اور عزت کے بدلہ میں خود ہی اپنے گھر میں لا کر بٹھا دیا۔ یہ مستقبل میں ایک بہت بڑی تباہی کا پیشگی خطرہ ہے، جس میں عورتوں، مردوں، بچوں اور بچیوں ہر ایک کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ:

پاک بازی، نہ حیا ہے نہ وفاداری ہے
حسن بازاری ہے، اور عشق بھی بازاری ہے
ناچ بیٹی کا ہے اور باپ کا گانا ہے
اب یہی شعر و ادب اور یہی فن کاری ہے

۱۶۔ ڈش اور فلموں کی تباہ کاریاں:

مغرب میں جہاں سے یہ خباثتیں اور گندگی پھیلائی جاتی ہے، وہاں اس کے نتائج اور اثرات پر بھی گہری نظر رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ مختصراً ایک ایسی ہی

تحقیق کے نتیجے میں سامنے آنے والے اعداد وشمار پیش خدمت ہیں:

☆ اسپین میں ۳۹ فیصد جنسی انحرافات اور جرائم کے اسباب ایسی فلموں اور سیریز کا دیکھنا تھا۔

☆ ۸۵ فیصد عورتیں گندی فلمیں دیکھنے کی وجہ سے اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہیں۔

☆ ۵۳ فیصد دینی امور واجبات وفرائض کی ادائیگی کا سبب ان فلموں کا مشاہدہ ہے۔

☆ ۳۲ فیصد فیصد ترک تعلیم کے واقعات میں دخل اسی امر کا ہے۔

☆ ۴۲ فیصد عورتیں ایسی فلمیں دیکھنے کے بعد تسکین نفس کے لیے شادی کرنا چاہتی ہیں، خواہ نام نہاد ہی کیوں نہ ہو۔ (دیکھو: مجله المجتمع)

ہمارا پیغام:

ان حالات میں ہمارا پیغام ہر اس مسلمان بھائی کے نام ہے جس کے لیے دین ان امور کو حرام ٹھہراتا ہے:

☆ اس صاحب اخلاق کے نام جس کی اخلاقی قدریں خواہشات اور شہوت پرستی سے بہت بلند ہیں۔

☆ ان عقل مندوں کے نام جن کی عقل ان بیہودہ، بیکار اور ہر قدر سے عاری امور سے انکاری ہیں۔

☆ ان دردمند دلوں کے نام جوان ہلاکت خیز امور کے انجام سے لرزہ خیز ہیں۔

وہ جن کی خواہشات ان کے علم وعقل اور فراست کے سامنے ہیچ ہیں، خدارا اپنی نسلوں کو ہلاکت سے بچانے کے لیے اپنے گھروں کو وی سی آر، ڈش اور کیبل سے پاک کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مـا مـن عبـد يستـرعيـه الله رعيّة يموت، يوم يموت وهو غاشٌ لرعيّته إلاّحرّم الله عليه الجنة.)) (متفق عليه)

”کوئی انسان ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی رعایا پرنگہبان بنا دیتا ہے، اور وہ مرتا ہے، اور جس دن وہ مرتا ہے وہ اپنی رعایا سے دھوکہ کر رہا ہوتا ہے، اللہ اس

Marfat.com

پر جنت کو حرام کر دیتے ہیں۔“

جس انسان کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کے گھر میں ڈش لگی ہو، وہ اپنے انجام پر پہلے سے نظر رکھ لے۔ خاص کر آپ کے لیے خیر چاہنے والے ان قدسی نفوس پر جو آپ کو ان کاموں سے منع کرتے ہیں، زبان درازی کرنا بند کریں، ایسا نہ ہو کہ اللہ ہم پر دن دیہاڑے عذاب نازل کر دے، اور ہمیں توبہ کا موقع نہ مل سکے اور ہم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ بقول شاعر:

آگاہ ہو تُو جو چاہتا ہے دُنیا میں نہیں وہ ہونے کا
آسیابِ طرب کا تو جویا، سامان یہاں ہے رونے کا

ایک اہم مشورہ:

بحیثیت خیر خواہ ہمارا مشورہ ہے کہ اللہ آپ کو چاند سے بھی آگے، سورج اور پیر گردوں کی سیر کرا دے، اور یقیناً وہ وقت آئے گا جب لوگ سورج پر پہنچیں گے؛ قرآن نے مختصر طور پر بتایا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً﴾ (لقمان: ٢٠)

”کیا تم دیکھتے نہیں کہ بے شک اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمینوں میں ہے، اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تمہیں بھرپور دے رکھی ہیں۔“

زمین و آسمان کی سیر کرو، سورج اور کہکشاں پر کمندیں ڈالو؛ مگر جہاں کہیں بھی جاؤ دین سے بیگانہ مت ہونا، اس دین کو ہر جگہ پر سنبھال کر رکھنا، کیونکہ یہی دین آسمان اور زمین والوں کا دین ہے۔ بقول اقبال:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ایک اور مقام پر کہا:

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

پہلی بار چاند پر جانے والے سیاحوں نے وہاں کچھ آوازیں سنیں۔ واپس آ کر ان سائنس دانوں نے مختلف ملکوں کا سفر کیا، اور مصر بھی گئے، وہاں بھی ان سائنس دانوں نے وہی چاند والی آواز سنی؛ تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ اذان ہے، جو وہ مسلمان عبادت کے لیے ہر روز دیتے ہیں۔ قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا، مگر امریکہ نے اسے قتل کروا دیا؛ شاعر نے کیا خوب کہا:

تہہ زمین کی سرِ آسمان نہیں جاتی
کہاں کہاں یہ ندائے اذان نہیں جاتی

لیکن کیا چاند پر جانے والے یہ گمان کرتے تھے کہ وہ رب کو عرش پر بیٹھے ہوئے پائیں گے، اور جنت کو دیکھ لیں گے جس میں حوریں ریشمی لباس میں چل پھر رہی ہوں، اور جہنمیوں کو دیکھیں اور ان کی چیخ وپکار سنیں گے۔ اور نہر کوثر کے بہنے کی آواز سن سکیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ انبیا بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکے: ﴿ قَالَ لَنْ تَرَانِي ﴾ ''فرمایا: تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

((هو نورٌ أنّى أراه.)) ''وہ تو ایک نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔''

نظر کا حاکم ، دلوں کا مالک خرد کا صانع
جمال اس کا جلال اس کا اسی کو زیبا ہے لن ترانی

اللہ تعالیٰ تو ان کے متعلق فرما چکے ہیں:

﴿ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ﴾ (الاعراف: ۱۷۹)

''ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، اور ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ

دیکھتے نہیں، اور ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔"

اس سے مراد حق بات کا سمجھنا، سننا اور دیکھنا ہے۔کوئی آدمی اگر اللہ ﷻ کی قدرت کی ہزار نشانی دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہیں لاتا گویا کہ وہ اندھا ہے، اس کا ان نشانیوں کو دیکھنا نہ دیکھنا برابر رہا۔ان سائنس دانوں کے اس تجاہل عارفانہ پر کیفی نے بڑے حکمت بھرے انداز میں کہا ہے:

چھین لے مجھ سے جلوۂ خوشنما اے دوست
کوئی محفل نہ دیکھوں تیری اس محفل کے بعد

فحاشی اور برائیوں کی محفلیں:

ان فارغ اوقات میں بہت سی ایسی محفلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو برائیوں سے بھرپور ہوتی ہیں، اور اسے تفریح کا نام دیا جاتا ہے۔ان میں جو خلافِ شریعت کام ہوتے ہیں ان میں رقص وسرود، ڈھول باجے، نیم عریاں اور عریاں ناچ، شراب وکباب، مرد وزن کا بے جا، شر انگیز اور غیرت شکن اختلاط، بیہودہ گوئی، اور کھیل تماشے بذات خود ایک طرفہ تماشہ ہیں۔انسان پل بھر میں ایسا ہو جاتا ہے گویا نہ وہ دین اسلام کو جانتا ہے، اور نہ کبھی اس سے کوئی تعلق رہا ہے، اور نہ دین نام کی کوئی چیز ایسی محفلوں میں ہوتی ہے، حلال وحرام، جائز وناجائز سے بیگانہ:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حالانکہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ نہ صرف خود ایسی محفلوں سے بچے، بلکہ دوسرے ساتھیوں کو بھی بچنے کی دعوت دے۔محفل خواہ غم کی ہو یا خوشی کی، ہر صورت میں مسلمان کا کام اسے سنت کے مطابق بنانا، موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیکی کی دعوت دینا، اور برائی سے منع کرنا ہے۔خصوصاً اس دور میں یہ اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کوئی بھی محفل اللہ کی نافرمانی، بدعات اور خرافات سے خالی نہیں رہتی۔ ہزاروں قسم کے ہندوانہ رسم ورواج، اور

غیر شرعی طور طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ اگر اہل علم یہ فریضہ انجام نہیں دیں گے تو عذاب الٰہی سے خود کو محفوظ نہ سمجھیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((من رأى منكم منكراً فليغيّره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذالك أضعف الإيمان .)) (مسلم)

''جو کوئی تم میں سے برائی کی بات دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اسے اپنی زبان سے منع کرے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانے، اور یہ ایمان کا کم ترین درجہ ہے۔''

دل سے برا جاننے سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کی محفلوں میں شریک نہ ہو، بلکہ احتجاجاً اللہ کی رضا کے لیے ایسے پروگراموں کا بائیکاٹ کرے اور ان سے بالکل دور رہے؛ یہی ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ہم حقیقت میں عملاً اس چیز کے منکر ہیں؛ اللہ کی زمین پر ایسی گندی محفلیں سجاتے ہیں، جہاں شیطان خوش اور رحمان ناراض ہوتا ہو۔ رقص و سرود اور موسیقی اور گانے بجانے کی محفلیں شیطانی پھندے ہیں۔ ان سے باز آجایئے، اور اپنے دوستوں کی بھلائی چاہتے ہوئے انہیں بھی ایسی محفلوں میں شرکت سے باز رکھیں۔ بلکہ صحت و عافیت اور اجتناب معاصی پر رب کے لیے شکرانے کے نفل ادا کریں۔ اگر ایسی محفلوں کے رنگ و کردار کو تبدیل نہ کیا؛ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا گیا، تو یقیناً ہماری بہت سخت پکڑ ہوگی، اور ہمیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچاسکے گا۔

سیّدنا نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساز کی آواز سنی، اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ٹھونس دیں؛ اور راستے سے دور ہٹ گئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے: اب تمہیں کوئی آواز سنائی دیتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پس انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں، اور فرمایا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، انہوں نے ایسی آواز سن کر ایسے ہی کیا تھا۔''

Marfat.com

وہ لوگ فکر کریں جن کا دن رات کام ہی یہی ہے۔ وہ اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے؟ کسی صاحب درد عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تزود من التقوى فإنك لا تدري
إذا جنّ ليل هل تعيش إلى فجر ؟
فكم من صحيح مات من غير علة
وكم من عليل عاش حيناً من الدهر
وكم من صبي يرتجى طول عمره
وقد نسجت أكفانه وهو لا يدري
وكم من عروس زينوها لزوجها
وقد قبضت روحاهما ليلة القدر

"تقویٰ کا زادراہ اختیار کیجیے۔ کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ جب رات چھا جائے تو کیا صبح تک زندہ رہیں گے؟ کتنے ہی تندرست لوگ بغیر کسی بیماری کے مر گئے؛ اور کتنے ہی مریض ایک لمبے زمانہ تک زندہ رہے۔ اور کتنے ہی بچے جن سے لمبی عمر کی امید وابستہ ہے، اور ان کے لیے کفن تیار ہو چکے ہیں، اور وہ جانتے نہیں۔ کتنی ہی دلہنیں ان کے شوہروں کے لیے سجائی گئی ہیں، مگر لیلۃ القدر میں ان دونوں کی روحیں قبض ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔"

کتنی ہی بار سنتے اور اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ بارات کی گاڑی الٹ گئی اور دولہا دلہن دونوں ہلاک ہو گئے، بقول شاعر:

جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتا ہے

☆ شادی میں فائرنگ نے غلطی سے دولہا کی جان لے لی، خبر سنتے ہوئی دلہن پر دل کا دورہ پڑا اور وہ بھی جانبر نہ ہو سکی۔ ایسی خبریں حقیقت میں غافل کے لیے بیداری کا سامان، اور عقل مند کے لیے عبرت کا خزینہ ہیں۔ نہ جانے کب اور کس حالت میں موت

Marfat.com

آ جائے، اور ہم اپنے اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے؟

یقیناً یہ سب کچھ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان میں نقص کا نتیجہ ہے۔ اگر ایمان کامل ہو تو انسان ہر وقت اس تیاری اور بیداری میں رہے کہ کسی بھی وقت اس کے رب کا قاصد آ سکتا ہے۔

کفار ومشرکین کے پروگرام:

بندہ مؤمن صبح وشام اللہ عزوجل کے حضور دعا گو رہتا ہے:

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ﴾ (الفاتحہ: ٤-٧)

"یا اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوئے۔" (آمین)

لیکن کیا کہیں اسے کہ یہ اپنی سادگی ہے اور غیروں کی عیاری کہ زبان سے جو مانگا، اور دل میں جس کی تمنا کی، وہ ہماری زندگی میں عملی طور پر نہ آ سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنوں اور غیروں کی راہ میں کوئی تمیز ہی نہ کی، جس کی وجہ سے ہم نے ظاہری زینت کو اچھا جان کر قبول کر لیا؛ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم دعاؤں کے ساتھ ساتھ عملاً بھی ان راہوں کو جاننے کی کوشش کرتے، جو انعام یافتہ لوگوں کی راہیں ہیں تاکہ ہمارا شمار بھی ان کے متبعین میں سے ہو۔ اور ان لوگوں کی راہیں جانتے جن پر اللہ کا غضب ہوا، اور جو لوگ گمراہ ہوئے، تاکہ ان کی راہوں سے بچ کر رہ سکیں، اور اس طرح ایسے لوگوں سے مکمل برأت اور بیزاری کا اظہار ہو، جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، اور ان کی بتائی ہوئی راہ پر نہیں چلتے۔ یہی مومنین کی وہ خاص صفت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے بطور خاص مومنین کی تعریف کی ہے۔ فرمایا:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

﴿أُولَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ﴾

(المجادله : ۲۲)

''آپ کسی بھی قوم کو ایسا نہیں پائیں گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور وہ ان سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوں، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں، یا بیٹے، یا بھائی، یا ان کے رشتہ دار، یہی وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھ دیا ہے، اور روح القدس سے ان کی مدد کی ہے۔''

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ کفار سے محبت اور دوستی رکھنا ایمان میں نقص اور کمی کی دلیل ہے۔ اسی لیے ہمیں قرآن میں بار بار ایسے لوگوں کی راہوں پر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾﴾ (یونس : ۸۹)

''اور ان لوگوں کی راہ پر مت چلیے جو جانتے نہیں۔''

پیغمبر اعظم و آخر ﷺ نے واضح طور پر ہمیں کفار کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کے طور طریقے اپنانے سے منع کیا، اس لیے کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ فرمایا:

((من تشبه بقوم فهو منهم .)) (مسند احمد)

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوگا۔''

اگر ہم آج اپنی زندگیوں کے روزمرہ معمولات کا جائزہ لیں تو کئی کافرانہ رسمیں اور طور طریقے ہمارے اندر موجود ہیں۔ جن سے نہ صرف ان قوموں کی مشابہت لازم آتی ہے، بلکہ اس سے ان لوگوں کے دین کا اظہار اور ان کی شان وشوکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اہل ایمان کے دلوں میں اپنی اس تباہی اور بربادی کی بنا پر ایک آگ سی لگ جاتی ہے۔ کفار کے کون کون سے اہم کام ہم بڑے شوق سے کرتے ہیں، اور ان کے کن کن پروگراموں میں

Marfat.com

شرکت کرتے ہیں، یہ جاننے کے لیے ذرا ایک مختصر سی جھلک پیش خدمت ہے:

یہودیوں کی عیدیں

ا۔ مختلف قسم کے سلور جوبلی، گولڈن جوبلی، ڈائمنڈ جوبلی پروگرام:

سلور جوبلی پچیس سال بعد، گولڈن جوبلی پچاس سال بعد، اور ڈائمنڈ جوبلی کا پروگرام ساٹھ سال کے بعد ہوتا ہے۔ ان پروگراموں کا ہمارے ملک میں نہ صرف عام طبقہ کے لوگوں میں انعقاد ہوتا ہے بلکہ اب بعض دینی جماعتیں بھی ایسے پروگرام منعقد کرتی ہیں۔ لیکن یہ کبھی غور نہ کیا کہ ان کی حقیقت کیا ہے؟

اصل میں ''جوبلی'' کا لفظ جوبل سے ہے، جس کو عبرانی سے تبدیل کیا گیا ہے۔ جس طرح گیلانی، عربی کے کیلانی سے تبدیل شدہ ہے۔ عبرانی زبان میں یوبل لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے: ''مینڈھے کی صدی۔'' یا ''مینڈھے کے سینگ''

اس میں راز یہ ہے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ جب نو ڈائمنڈ جوبلیز منا لی جائیں، تو اس سے ان کی قسمت بدل جاتی ہے، اور یہودی قوم میں انقلابی تبدیلی آتی ہے۔

(التشبہ بالکفار وأثرہ ص: ۲۱۲)

۲۔ عیسائیوں کی عید:

۲۵ دسمبر سے لے کر ۳۱ دسمبر تک کرسمس، یعنی عید میلاد عیسیٰ علیہ السلام۔

۳۔ مجوسیوں کی عیدیں:

عید نوروز اور عید مہرجان؛ عید نوروز اصل میں بکرمی سال کے پہلے دن ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ عیدیں مجوسیوں کے ہاں ہیں۔ یہاں پر چند ایک مشہور مذہبی عیدیں ذکر کی جاتی ہیں، تاکہ نوجوان ان کی حقیقت جان کر ان میں شرکت سے باز رہیں۔

۴۔ ہندومت سے لیے گئے مختلف پروگرام

جیسے بسنت؛ اور جشن بہاراں وغیرہ۔

ان پروگراموں کی کیا حقیقت ہے، اس بات سے قطع نظر کہ اب حکومتیں بھی سنجیدگی سے بسنت پر پابندی لگانے یا اس کو کنٹرول کرنے پر غور کر رہی ہیں۔ اور اس بسنت کے موقع پر ہونے والی بے حیائی اور فحاشی اپنی جگہ؛ مگر جن قیمتی جانوں کا نقصان ہوتا ہے، اور جو معصوم لوگ مارے جاتے ہیں، بچے یتیم ہو جاتے ہیں، گودیں اجڑ جاتی ہیں، اور سہاگنیں بیوہ بن جاتی ہیں، یہ کسی بھی ادنیٰ عقل رکھنے والے پر مخفی نہیں ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود کیا لوگ انہی کے پیچھے پڑے رہیں گے؛ یا ان میں عقل اور غیرت نام کی کوئی چیز بھی لوٹ کر آئے گی، اور وہ اپنے مذہب کی پابندی کرتے ہوئے غیر مسلموں؛ ہندوؤں کی رسومات کو خیرباد کہیں گے۔ جن میں نہ صرف قیمتی وقت بلکہ جان اور مال کا بھی بے دریغ نقصان ہوتا ہے۔ اور اس طرح مذہبی غیرت اور حمیت کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔

ان کے علاوہ برتھ ڈے، ویلنٹائن ڈے (یوم محبت)، بسنت، اپریل فول، ہپی نیو ائیر (سال نو)، اور دیگر پروگرام یا تو یہودیوں سے لیے گئے ہیں، یا پھر ہندوؤں سے۔ برتھ ڈے منانے والے کیا اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ ان کے گناہوں میں ایک سال کے گناہ اور بوجھ بن گئے مگر نیکیاں صفر رہیں۔ ضیاع کا تناسب بڑھتا رہا اور فائدہ زیرو سے نیچے ہو گیا۔ اگر اتنا نقصان ہمارا دنیا کے ظاہری ساز و سامان میں ہوا ہوتا تو یقیناً ہم دس بار بیٹھ کر سوچتے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ اور ایسے کام کاج اور کاروبار کو بالکل ترک کر دیتے جس کی وجہ سے ہمارا سال اور مال ضائع ہو گیا۔ مگر کبھی یہ بھی سوچا ہے اصل سرمایۂ حیات میں کتنی کمی آ گئی ہے؟ پورا سال کم ہو گیا؛ اپنی موت سے اتنی مسافت پر قریب آ گئے، حساب کا وقت اور قریب تر ہو گیا؛ مگر ہمیں کبھی اس طرف توجہ دینے کی فرصت نہ ملی؛ اور یہ احساس زیاں ہمارے دلوں سے بالکل ختم ہی ہو چکا ہے۔ ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حدیث سچ ثابت ہوتی ہے:

''آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی ہاتھ در ہاتھ اور بالشت در بالشت پیروی کرو گے، اور ان میں سے اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں گھسا ہو گا، تو تم بھی گھسو گے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہود اور نصاریٰ کی پیروی؟ آپ

Marfat.com

نے فرمایا: ”نہیں تو اور کس کی۔“ (بخاری)

ایسے پروگرام نہ صرف وقت کا ضیاع ہیں بلکہ اس میں ایمان کا بھی نقصان ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اہل مدینہ کے دو دن مقرر تھے، جن میں وہ کھیلا کرتے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سے دو دن ہیں؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت کے دور میں ان میں کھیلا کرتے تھے (ان کی عید کے دن تھے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إن الله أبدلكم بهما خيراً منهما ، يوم الأضحىٰ ويوم الفطر .)) (أبو داؤد ١١٣٢؛ /صحيح)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلے تمہیں دو بہتر دن دیے ہیں، وہ ہیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔“

سو جب کفار اور مشرکین کی عیدوں کے دن ہوں، ان میں شرکت نہ کیجیے، اور نہ ان میں اُن کی موافقت کیجیے، کیونکہ ایسا کرنا ان کے مذہبی پروگراموں کو صحیح ماننا ان کے مذہب کو صحیح خیال کرنا ہے، جب کہ حق اور صحیح مذہب اب رُوئے زمین پر صرف اسلام ہی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے پروگراموں میں شرکت کرنے سے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝۷۲ ﴾

(الفرقان: ۷۲)

”اور وہ لوگ جو جھوٹی بات کے گواہ نہیں بنتے۔ اور جب کسی بیہودہ بات پر ان کا گزر ہوتا ہے، تو وہ عزت اور وقار کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں۔“

طاؤس، نخعی، عطا بن ابی رباح اور دوسرے مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے مراد کفار کی عیدیں ہیں۔“

اسی لیے شروع اسلام سے لے کر آج تک یہ فتویٰ رہا ہے کہ: ”کفار سے دوستی اور مشابہت کی علامت ان کی عیدوں میں شرکت کرنا، اور ان کے پروگراموں کا اظہار اور اعلان کرنا ہے،

Marfat.com

اور جو ایسا کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہے۔" (دیکھیں: تشبیہ الخسیس بأهل الخمیس للذهبی /٣٤)

غیبت، چغل خوری، ٹھٹھہ مذاق، اور بیہودہ گوئی:

وقت ایک تلوار ہے، اگر آپ اسے نہیں کاٹیں گے، تو یہ آپ کو کاٹے گی۔ اور اپنے نفس کو اگر حلال کاموں میں نہیں لگائیں گے تو یہ آپ کو حرام میں لگائے گا۔ اور زبان کو اگر روکا نہیں، تو ہلاکتوں میں ڈال دے گی۔ اس حقیقت سے انسانیت کے سوداگر، گوشت خور انجان ہیں۔ خوبصورت انداز میں محفل میں بیٹھ کر مختلف لوگوں کی عزت پر کیچڑ اچھالنا، ان کی آبرو پر ڈاکہ زنی کرنا، بدگمانی پھیلانا، لوگوں کی غیبت، چغل خوری، ٹھٹھہ مذاق، اور اس طرح کی برائیاں جو حقیقت میں گناہِ بے لذت ہیں، کا کرنا ان کا مشغلہ ہے۔ لعن طعن، تنقید و تشنیع، تہمت و بہتان، عیب جوئی والزام تراشی ایسی محفل کے لازمی اجزا ہوتے ہیں۔ جو حقیقت میں زبان کی آفت، رحمان کی ناراضگی، اور شیطان کی خوشی کے مظہر ہیں۔ جب بھی ایسی محفلوں کو دیکھو وہ غیبت کے ذریعہ لوگوں کا گوشت نوچ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے عیوب سے بالکل لاعلم اور اجنبی بن جاتے ہیں کیونکہ اپنا عیب معشوق ہوتا ہے۔ شاعر کیا خوب کہتا ہے:

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے مگر اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

اگر وہ پل بھر کے لیے غور کرتے کہ ہمارا رب ہمیں کیا حکم دیتا ہے۔ اسلام کی سنہری تعلیمات نے اس چیز کو حرام کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کل المسلم علی المسلم حرام دمه، وماله، وعرضه)) (مسلم)

"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو حرام ہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا

Marfat.com

تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ لَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ
بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ ۚ وَ مَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا
تَجَسَّسُوۡا وَ لَا يَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ
اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲﴾

(الحجرات: ۱۱، ۱۲)

”اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں؛ اور عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں؛ اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق بہت برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو، کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور بھید نہ ٹٹولا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارہ کرے گا تم کو اس سے گھن آتی ہو؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

چغل خور کے متعلق فرمایا:

﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيۡمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ﴿۱۲﴾﴾

(القلم: ۱۱، ۱۲)

”عیب نکالنے والا، چغلی کی بات لے کر چلنے والا، خیر سے منع کرنے والا، حد سے بڑھا ہوا گنہگار۔“

ھمّاز سے مراد وہ آدمی ہے جو بات لے کر لوگوں کے درمیان عداوت ڈالنے کے لیے چلتا ہو۔ (ابن کثیر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا یدخل الجنة قتات .)) (ابوداؤد: ٤/ ٢٦٨)

''چغل غور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

☆ چغل خوری یہ ہے کہ فساد پھیلانے اور آپس میں لڑانے کے لیے ایک جگہ کی بات جا کر دوسری جگہ کی جائے، خواہ بات سچ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ چیز اسلام کی بنیادی تعلیمات اور مصلحتوں کے خلاف ہے۔ اسلام لڑائی جھگڑے اور عداوتیں ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔

عبرت آموز واقعہ:

نبی کریم ﷺ کا گزر بقیع میں دو قبروں پر ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان قبر والوں کی آواز سنا کر آپ ﷺ پر ان کو ہونے والا عذاب اور اس کا سبب ظاہر کر دیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بھی خبر دی تا کہ وہ ان اسباب عذاب سے بچ سکیں۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ لوگ اس عذاب کا سبب اگر ترک کرنا چاہتے تو ان پر کوئی گراں نہ ہوتا۔ اور یہ گناہ اس عذاب کی وجہ سے بہت بڑے تھے۔ فرمایا:

((إنهما يعذبان، وما يعذبان في كبير، أمّا أحدهما فكان لا يستنزه من البول، وأمّا الآخر فكان يمشي بالنميمة۔ " فأخذ جريدة رطبة، فشقها نصفين، فغرز في كل قبر واحدة، فقالوا: "يارسول الله! لما فعلت هذا؟ فقال:" لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا.))

''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی بڑی وجہ سے نہیں ہو رہا، ایک کو عذاب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا لوگوں کے درمیان چغل کی بات لے کر چلتا تھا۔'' (متفق علیہ)

لمحوں نے خطا کی تھی، برسوں نے سزا پائی

پھر نبی کریم ﷺ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی لی، اور اسے چیر کر دو کر دیا، اور ہر ایک قبر پر سر کی جانب ایک حصہ گاڑ دیا، اور فرمایا: ''شاید جب تک یہ نہ سوکھیں ان کا عذاب ہلکا ہو۔''

Marfat.com

مسلمان کی عیب جوئی، اور بے پردگی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دیتے ہیں؛ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فإنه من يتبع عورةَ أخيه المسلم يتبع الله عورته ، ومن يتبع الله عورته يفضحه ولو كان في جوف بيته .)) (ابوداؤد: ٤٨٨٠)

"مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور نہ ان کے عیب تلاش کرو، بے شک وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش (ظاہر) کرتے ہیں اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ ظاہر کرتے ہیں اسے ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں خواہ وہ اپنے گھر کے آخری کونے میں ہی کیوں نہ ہو۔"

کسی عقل مند سے پوچھا گیا، کہ عافیت کا راز کیا ہے۔ اس نے کہا:

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہِ نجات
بخواست جامِ مے ، وگفت "عیب پوشیدن"

"میں نے پیر میکدہ سے پوچھا نجات کی راہ کیا ہے، اس نے مے کا جام اٹھایا اور کہا کہ عیب پوشی۔"

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم سے کہا گیا تھا کہ قبر کا عذاب تین حصے ہے:

ایک حصہ:...... پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہے۔

دوسرا حصہ:...... چغل خوری اور دیگر برائیوں کی وجہ سے ہے۔

تیسرا حصہ:...... غیبت کی وجہ سے ہے۔

علما کہتے ہیں: جس کے مخلوق کے ساتھ رابطے ہوں، اور ان کے اخلاق میں ان کے ساتھ برتاؤ نہ کرے تو اسے اپنے لیے بوجھ سمجھتے اور اس کی غیبت کرتے ہیں؛ سو ان کا دین اس کی غیبت میں چلا جاتا ہے۔ اس انسان کا دین اور دنیا ان سے انتقام لینے اور ان کے بیکار

Marfat.com

اخلاق اپنانے میں چلی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی طرف بہت ہی کم اہل عقل کی توجہ ہوتی ہے، چہ جائے کہ اہل غفلت تو اس جانب توجہ ہی نہیں دیتے۔''

(ایقاظ الھمم العالیة : ۱۰۵)

بے حیائی کے مراکز کا سفر:

حدیث میں آتا ہے:

((السفر قطعة من العذاب يمنع أحدكم نومه وطعامه وشرابه .)) (بخاری : ۲۸۳۹)

''سفر بھی عذاب کا ایک حصہ ہے، جو تم میں سے کسی ایک کو سونے اور کھانے اور پینے سے روکتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرہ : ۱۹۵)

''اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔''

ہر انسان کے پاس اس دنیا کی زندگی میں دنیا بھر کی سب سے قیمتی چیز اور گنج گراں مایہ اس کا دین اور پھر عمر ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسان اس عمر پر روئے گا، اور گزرا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ انسانی سلامتی اور عافیت حرام کام سے دوری میں ہے۔ ایسے ٹھکانوں کی طرف جانا، ایسے شہروں و ممالک، اور بازاروں کی طرف جانا جہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب اور اس کا غضب نازل ہو رہا ہو؛ خود کو رسوا کن ہلاکت سے دوچار کرنا ہے۔ خاص طور پر جب وہاں کے رہنے والے اللہ کی نافرمانی پر مددگار بھی ہوں۔

مگر صد افسوس کہ بعض لوگ ان لمحات کو اللہ کی نافرمانی، ضیاع وقت، حدود شریعت کی پامالی، اپنی جوابدہی سے عملی بیزاری، حرام کاموں کے ارتکاب، اور دیگر ہزار رنگ کے جرائم اور گناہوں کا موسم بنا لیتے ہیں۔

یہ حالات کچھ ان لوگوں کے متعلق دیکھنے میں آتے ہیں جو ان ممالک کا سفر کرتے ہیں

Marfat.com

جہاں بے حیائی، فحاشی، عریانی اور غلط کاری عام ہے۔ اس پر کوئی روک ٹوک اور پابندی نہیں۔ شراب سرِ عام ملتی ہی نہیں بلکہ پانی اور مشروب کا نعم البدل سمجھی جاتی ہے۔ زنا، اغلام بازی اور دیگر جنسی بیماریاں اور برائیاں عام ہیں۔ ایسی چیزوں کے دیکھنے سے انسان میں نہ صرف غیرت کم ہو جاتی ہے، بلکہ حیا اور مروت جانے کے ساتھ ساتھ انسان خود بھی ان گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ اور ایسے بھی ہوتا ہے کہ انسان یہ سفر ایمان کی حالت میں کرتا ہے، اور ایمان سے خالی ہاتھ ہو کر شکوک وشبہات کا ڈھیر لیے واپس آتا ہے۔ کتنے ہی صالح لوگ خوشی خوشی ان تمام امور سے غافل ہو کر گھر سے نکلے؛ ان کے دل میں شہوت وشرارت اور خواہشات وجذبات کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، اور اس سفر کے بعد بدترین فسادی بن گئے، راہ مستقیم پر چلنے والے کنارہ کش ہو گئے، اور نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اب پیچھے رہنے لگے۔ جب انہیں اکیلے میں گناہ کا موقع میسر آئے، تو اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس طرح ایمان اور اصلاح کی جو دولت برسوں سے محفوظ چلی آ رہی تھی، پل بھر میں گنوا دی۔ یہی وہ ہلاکت ہے جس میں پڑنے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے۔ اس سفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بدبختی ان کا مقدر کر دی۔ کئی مصائب اور امتحانات میں مبتلا کر دیا۔

ان معاشروں میں عورتوں کا فتنہ کھلم کھلی ہلاکت ہے۔ اس لیے کہ وہاں خلوت اور اختلاط، اور مابعد کے دیگر امور کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ جب کہ دین ہمیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا یخلون الرجل بإمرأة إلا کان الشیطان ثالثهما.))

(صحیح، ترمذی: ۳/ ٤٧٤)

''کبھی بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہیں ہوتا مگر شیطان ان کے درمیان تیسرا ہوتا ہے۔''

شیطان کا کام انسان کو گمراہ کر کے اس سے فحاشی کا ارتکاب کروانا ہے، اسی لیے اسلام نے ان تمام امور سے منع کر دیا جن کی وجہ سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں۔

Marfat.com

کسی بھی عقل مند اور اہل خرد پر پورے یورپ کی اس حوالہ سے اخلاقی پستی مخفی نہیں ہے۔ غلط کاری کی وجہ سے اس معاشرہ میں آئے دن اور پیچیدہ سے پیچیدہ مرض جنم لے رہے ہیں، جو نہ صرف ایسی حرکات کرنے والوں کے لیے؛ بلکہ ان کے قریب پھٹکنے والوں کے لیے بھی زہر قاتل ہیں۔ ایڈز، زہری، رنگا رنگ سرطان اور دیگران گنت امراض یورپی معاشرہ پر عذاب الٰہی کی صورت میں مسلط ہیں۔ جن کے متعلق یہ کہنا درست ہوگا:

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝۳۱﴾

(المدثر: ۳۱)

''اور تیرے رب کے لشکر کو اس کے بغیر کوئی نہیں جانتا، اور یہ بشر کے لیے صرف نصیحت ہے۔''

یہی وہ معاشرے ہیں جنہوں نے آزادیٔ فکر، حریت شخصی اور جمہوریت کے نام پر عفت وعصمت، دین اور غیرت کا قتل عام کیا۔ اور اب تباہیوں کے ایسے گڑھے میں گر چکے ہیں کہ:

نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

ان معاشروں میں شراب کی لعنت ایک ایسی برائی ہے کہ ہر برائی اس سے جنم لیتی ہے۔ کیونکہ شراب پینے سے عقل زائل اور اچھائی اور برائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ پھر انسان ہر ایک برائی کو آسان جانتا ہے؛ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ((لا تشرب الخمر، فإنها مفتاح كل شر .)) ''شراب نہ پینا، کیونکہ یہی ہر برائی کی جڑ ہے۔'' (صحیح/ ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے:

''شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (صحیح/ الترغیب والترھیب)

اور فرمایا: ''شراب کے عادی اور بتوں کے پجاری میں کوئی فرق نہیں۔'' (الجامع الصغیر)

مغربی معاشرہ میں یہ تمیز بالکل نہیں ہے۔ وہاں تقریباً اکثر محفلوں میں شراب موجود ہوتی ہے، اِلا یہ کہ کچھ غیرت مند، اور صاحب عزم وہمت، صابر مسلمان ہی اللہ کے فضل سے اس برائی سے بچ کر رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لیے یہ بات

Marfat.com

مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسے دستر خوان پر بیٹھے جہاں شراب کے جام گردش کر رہے ہوں۔"

(صحیح/الترغیب والترھیب)

کیونکہ شراب کی لت ایسی بری عادت ہے کہ انسان اسے چھوڑنا بھی چاہے تو جلدی چھوڑی نہیں جاتی، مگر اگر انسان ہمت کرے اور پختہ ارادہ کر لے تو اللہ ضرور مدد کرنے والا ہے۔

کفار کے ممالک کی ظاہری زیب وزینت دھوکے میں نہ ڈالے، یقیناً شہد میں زہر ملا ہوا ہے، اس سے بچ کر رہیں۔ ایک اہم ترین نکتہ جو انتہائی توجہ طلب ہے کہ اللہ کی بندگی ہر دور اور ہر جگہ میں ہو سکتی ہے، اس کے لیے کسی جگہ اور موسم کا تعین ضروری نہیں، سوائے ان عبادات کے جن کے لیے خاص جگہ اور زمانہ شریعت نے متعین کیا ہے جیسے حج اور عمرہ کے لیے مکہ، اور پھر حج کے لیے خاص جگہ اور دن۔ کسی بھی موسم میں مسجد نبوی اور مسجد حرام کی زیارت اس لیے کہ یہاں عبادت کا ثواب زیادہ ہے۔

اس کے علاوہ خاص امیدِ ثواب کے ساتھ کسی بھی جگہ کا سفر کرنا جیسے: کسی درگاہ اور دربار کا سفر، یا گناہ کے لیے سفر؛ مختلف غیر مسلموں کی رسوم اور مذہبی امور میں شرکت کے لیے جیسے: کرسمس عیسائیت کا تہوار، ہندوؤں کی رسم بسنت وغیرہ، یہ سب حرام اور ناجائز ہیں۔ یہ حرمت اس وقت اور بھی سخت ہو جاتی ہے جب طویل تر سفر کے ساتھ مال کے ضیاع، جان کی تکلیف اور ایمان وعقیدہ کو خطرہ لاحق ہو۔

کفار کے ملکوں کے سفر کا شرعی حکم:

ان ممالک کا سفر جہاں کفر، گمراہی اور فساد پھیلا ہوا ہو، جیسا کہ شراب نوشی، زنا اور اس کے ساتھ مختلف گمراہی اور کفر کے دیگر کام؛ ان علاقوں کا سفر کرنے میں مرد اور عورت کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ کتنے ہی صالح لوگوں نے سفر کیا اور فاسق وفاجر بن کر لوٹے؛ اور کتنے ہی مسلمان کفر کی حالت میں واپس پلٹے۔ ایسے سفر کے خطرات بہت ہی بڑے ہیں۔ پس واجب ہے کہ ایسے ممالک کا سفر نہ کیا جائے؛ نہ ہنی مون کے لیے اور نہ کسی اور غرض سے۔"

اہل شرک کے ملکوں کا سفر بغیر کسی شرعی مجبوری کے جائز نہیں؛ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا:

((أنا بریء من كل مسلم يقيم بين أظهر المشركين .))

(ترمذی، ابو داؤد؛ / فتاوی لجنه دائمه۔ ابن باز رحمه الله/ فتاوی علماء بلد الحرام)

''میں ایسے ہر مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان میں رہتا ہو۔''

سفر کی شرائط:

ایسے ممالک کی طرف سفر کرنے کے لیے چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

☆ انسان کو اتنا علم ہو جس سے شبہات کا رد کیا جا سکے۔

☆ دین پر اتنی استقامت ہو کہ شہوت پرستی سے باز رہے۔

☆ یہ سفر اس قدر ضروری ہو کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

☆ اس سفر میں شرعی امور کی حفاظت کا اہتمام کیا جائے۔

دن میں کثرت کے ساتھ سونا:

دن اور رات کی کا لگا تار آتے جاتے رہنا، ان میں مختلف قسم کے ایسے اسباب کا موجود ہونا جن کی وجہ سے حیاتِ کونی میں رونقیں اور رعنائیاں آتی ہوں؛ زینتیں اور مصلحتیں پوری ہوتی ہوں، اور وجود کائنات کو استحکام ملتا ہو ایسے امور اور مقاصد ہیں جن تک انسانی تفکر و تدبر بہت غور و غوض کے بعد رسائی کر سکتے ہیں۔ ان من جملہ اسباب میں سے کچھ کے متعلق اللہ تعالیٰ دن اور رات کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (النبا: ۹، ۱۰)

''اور ہم نے بنایا نیند کو تمہارے لیے آرام کا سبب۔ اور رات کو ہم نے پردہ بنایا۔ اور دن کو روزگار کا موقع بنایا۔''

نیند بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت اور اس کی بے مثال قدرت کی دلیل ہے۔ نیند سے نہ صرف بدن کو راحت پہنچتی ہے، بلکہ انسان میں چستی، بیدار مغزی، تھکاوٹ کی

Marfat.com

دوری، اور جسمانی صحت کی بہتری میں نیند کا بہت بڑا کردار ہے۔ اس کی قدر ان سے پوچھئے جنہیں مستقل طور پر نیند کی گولیاں کھا کر بھی یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی۔ یہاں پر مقصود ایسا سونا ہے جس سے ادائیگی واجبات میں کوتاہی، مصلحتیں اور حقوق پامال ہوتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾﴾ (الروم: ۲۳)

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے تمہارا دن اور رات کے وقت سونا، اور رزق تلاش کرنا ہے؛ یقیناً اس میں سننے والوں کے لیے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔"

ہماری بات سے مقصود دن کے وقت مسنون قیلولہ کی ممانعت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے یہاں اور کئی دیگر آیات میں جائز اور مباح رکھا ہے۔ ہماری بات کا محور دن کو بہت زیادہ اور بے موقع سونا ہے؛ جس سے انسانی اعضا صحیح طور پر کام نہیں کرتے، ہر وقت سستی اور کاہلی کا غلبہ رہتا ہے، اور امور زندگی صحیح طرح سے ادا نہیں ہو پاتے۔ بقول کسے:

ذرہ ذرہ ہے مظہرِ خورشید جاگ
اے آنکھ! دن ہے رات نہیں

وقت کا ضیاع، نعمت الٰہیہ کی بے قدری، بہت بڑا گھاٹے کا سودا ہے۔ اہل خانہ مشقت برداشت کر رہے ہوتے ہیں، اور بڑے میاں خواب خرگوش کے مزے لیتے رہتے ہیں، اور جب سارے لوگ سو جاتے ہیں، اس وقت ہلڑ بازی کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اس انسان اور چمگادڑ کے درمیان کوئی فرق نہیں رہ جاتا، جو دن بھر درخت کے ساتھ الٹا لٹک کر سوتا ہے لیکن رات کو جاگتا ہے۔ دن کو آنکھ کھل بھی گئی تو عالم یہ ہوتا ہے کہ بقول شاعر:

ہے غیبِ غیب جسے سمجھتے ہیں سب شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب سے

اسلام ہمیں جلدی سونے اور جلدی بیدار ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ صبح سویرے کیے

Marfat.com

جانے والے کام میں برکت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ہے:

((اللّٰھم بارك لأمتي في بكورها .)) (جامع صغير)

''یا اللہ! میری امت کے صبح سویرے کے کاموں میں برکت ڈال دے۔''

آپ نے ﷺ ایک دن سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((يـا بـنيّة ! قُـومـي ، إشهـدي رزق ربك ولا تـكـونـي من الـغافلين ، فإن الله عزوجل يُقسم أرزاق الناس ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس .))

''بیٹی! اٹھیے؛ اپنے رب کے رزق کی تقسیم کے وقت حاضر رہیے اور غافلین میں سے مت ہوجایئے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان لوگوں کا رزق تقسیم کرتے ہیں۔'' (شعب الایمان، ح:۴۷۳۵)

آپ ﷺ جب بھی اپنے صحابہ کو کسی اہم کام جیسے غزوہ وغیرہ پر بھیجتے تو صبح تڑکے منہ روانہ کرتے۔ زیادہ سونا، بالخصوص صبح کے وقت سوتے رہنا ایک شیطانی عمل ہے جس کی وجہ سے انسان سے نشاط اور تازگی ختم ہوجاتے ہیں، اور وہ سارا دن سست اور تھکا ہوا رہتا ہے؛ جس کی وجہ سے وہ اپنے کئی ایک امور بطریق احسن سرانجام نہیں دے سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی ایک سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر بیٹھتا ہے اور تین گانٹھیں لگاتا ہے۔ اور کہتا ہے ابھی رات بہت لمبی ہے سوئے رہو۔ اگر انسان اس حال میں بیدار ہوگیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے، اور وضو کیا تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے، اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گانٹھ کھل جاتی ہے؛ اور صبح کے وقت وہ بالکل چست اور ہشاش بشاش اور خوشگوار موڈ والا ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو گندے نفس اور سستی و کاہلی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔'' (بخاری: ۳۰۹۶)

نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے اوراد میں ایسے اوراد موجود ہیں جن میں آپ ﷺ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے اوقات میں برکت کا سوال کرتے؛ اور سستی وعاجزی سے پناہ مانگتے اور اپنی امت کو بھی اس کی تعلیم دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک صبح کرے تو یہ کلمات کہے:

((أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين ؛ أللهم إني أسألك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته ، وهداه ، وأعوذبك من شر ما فيه وشر ما بعده .)) (ابو داؤد: ٥٠٨٤ ۔ حصن المسلم /حسن)

''ہم نے اور اللہ رب کائنات کے ملک نے صبح کی؛ اے اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں اس دن دن کی بہتری؛ اس کی فتح ونصرت؛ اس کا نور اس کی برکت اور ہدایت؛ اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس دن کے شر سے اور اس کے بعد والے دنوں کے شر سے۔''

دن اور رات کو بے جا ایسے سونا کہ انسان نہ تو نمازیں صحیح طرح ادا کر سکے، اور نہ دیگر حقوق کو کما حقہ ادا کر سکے، یہی نیند نحوست، بدبختی، اور برائی کی جڑ ہے۔

بہت زیادہ سونا چہرے کو پیلا، اور دل کو اندھا کر دیتا ہے۔ آنکھوں کو اندر دھنسا دیتا ہے۔ اور کام سے سستی پیدا کرتا ہے، اور جسم میں مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا کرتا ہے۔

البتہ دن کو ظہر سے قبل اور جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سونا سنت ہے، اسے قیلولہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیلولہ کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔''

سہل بن سعد کہتے ہیں:

((كنا نقيل ونتغدى يوم الجمعة بعد صلوة الجمعة)) (بخاری)

''ہم جمعہ والے دن دوپہر کا کھانا، اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ دن رات کام کرتے اور بہت کم سوتے تھے۔ ان کے اہل خانہ نے پوچھا: کیا آپ سوتے نہیں؟ فرمایا: ''اگر میں رات کو سو جاؤں تو اپنے نفس کو ضائع کر دوں گا، اور اگر دن کو سو جاؤں تو میری رعایا کا نقصان اور ضیاع ہے۔''

رت جگے کرنا:

خالقِ روز وشب نے دن کو ہماری معاش اور دیگر دنیاوی امور کے حل کا ذریعہ اور رات کو آرام کا سبب بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾﴾ (الروم: ۲۳)

”اور اللہ کی نشانیوں میں سے تمہارا دن اور رات کے وقت سونا، اور رزق تلاش کرنا ہے؛ یقیناً اس میں سننے والوں کے لیے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔“

مگر یہ صفات اس نسل میں کہاں؟ معاملہ ہی الٹ ہوگیا؛ لوگ دن کو سوتے اور رات کو جاگتے ہیں۔ اور پھر رات کا جاگنا بھی بامقصد وبا منفعت کام کے لیے نہیں، بلکہ فضول گوئی، اور لایعنی کاموں کے لیے ہے۔ بلکہ بعض چمگادڑ صفت لوگ دن کو تو نظر نہیں آتے، مگر رات کو مختلف چوراہوں، گلیوں کی نکڑوں، گراؤنڈز، اور دیگر مقامات پر جابجا اکیلے اور ٹولیوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

راتیں گپ شپ، غیبت، عیب جوئی، بیہودہ گوئی، ہاتھ و پاؤں کے زنا، سمع وبصر کے زنا جیسے سراسر نقصان دہ امور میں گزرتی ہیں۔ اور اکثر تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ اس طرح کی مجلسیں لگانے والے اللہ کی یاد، خوف الٰہی، خوف محشر اور خوف عذاب قبر سے انتہائی دور اور لاپرواہ ہوتے ہیں۔

کتنی ہی بڑی بدنصیبی ہے انسان کی کہ جو وقت اس کے رب کو راضی کرنے اور اس کے ساتھ سرگوشیاں کرکے اپنے گناہ معاف کروانے کا ہے، اسے وہ لوگوں کے گناہ اپنے سر لینے اور نت نئے گناہ کمانے میں صرف کردیتا ہے۔ اور اس وقت اور ان گھڑیوں کی قیمت کا احساس ذرا بھر بھی نہیں کرپاتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مناجات کے لیے رکھا ہے۔

ایسے لوگ نہ کوئی نماز ادا کرسکتے ہیں اور نہ نیکی کے کسی دیگر کام میں حصہ لے سکتے ہیں، چونکہ شیطان ان پر مکمل طور پر غالب آچکا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی پہلی قربانی اگر نماز عشاء

Marfat.com

ہوتی ہے تو قربِ فجر میں پرانا اور ازلی دشمن شیطان، دوستی کے روپ میں، ہمدرد بن کر، تھکاوٹ کا احساس دلا کر نیند کی وادیوں میں دھکیل دیتا ہے؛ تاکہ گناہ شب شرمندہ کی توبۂ وآہ سحر سے معافی نہ ہو جائے، اور اس کی تمام رات کی محنت اور خوشی پر پانی نہ پھر جائے۔ ایسے میں تھکاوٹ، لاغرپن، اور سستی غالب آ جاتی ہے، اور شیطان جوں توں کر کے سلا دیتا ہے۔ اور سب سے پہلی قربانی نماز فجر کی ادائیگی سے محرومی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إيّاكم والسمّر بعد هدأة الليل، فإنكم لا تدرون ما يأتي الله من خلقه.)) (سلسله احاديث صحيحه)

''رات کے چھا جانے کے بعد اپنے آپ کو گپ شپ سے بچاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ اب اپنی کس مخلوق کو لانے والے ہیں۔''

سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد بات چیت کرنا ناپسند فرماتے تھے۔'' (مسلم)

بعض احادیث میں عشاء کے بعد مسافر اور نمازی کے علاوہ کسی کو باتیں کرنے اور جاگنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس سے فجر کی نماز ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔ جب کہ نمازِ فجر کی ادائیگی جہنم سے امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لن يلج النار أحد صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها.)) (مسلم)

''وہ انسان ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے قبل اور غروب ہونے سے قبل کی نماز پڑھی'' یعنی عصر اور فجر۔''

حقیقت میں نمازِ فجر کا رہ جانا منافق ہونے کی نشانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ليس صلاة أثقل على المنافقين من صلاة الفجر والعشاء، ولو يعلمون ما فيهما، لأتوهما، ولو حبواً.)) (متفق عليه)

Marfat.com

''منافق پر فجر اور عشاء کی نماز سے بڑھ کر گراں کوئی نماز نہیں ،اور اگر وہ جان لیں ان میں کتنا اجر ہے، وہ ضرور حاضر ہوں، خواہ سرینوں کے بل چل کر آئیں۔''

رات کو دیر تک جاگنا صرف طالب علم یا مسافر اور عبادت کرنے والے کے لیے جائز ہے ،اور یہی گھڑیاں ہیں رات کی، جب اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں ؛اور آسمانی دنیا سے آواز لگاتے ہیں:'' ہے کوئی مانگنے والا جسے دیا جائے ، ہے کوئی مغفرت کا طالب جس کے گناہ بخشے جائیں، ہے کوئی مدد کا طلبگار جس کی مدد کی جائے۔'' (مسلم)

رات کی عبادت ؛ دعا واستغفار اور نالہ ءِ سحر اخلاص میں کمال کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت ریا کاری اور نمود کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ صرف عابد اور معبود ، ساجد اور مسجود ، بندے اور ربّ کے درمیان محدود ہوتا ہے۔شاعر نے اس کو بہت خوب پیرائے میں بیان کیا ہے:

للیل للعاشقین ستر یا لیت أوقاتها تدوم

''رات سچی محبت کرنے والوں کا پردہ ہے،اے کاش کہ اس رات کو بقا نصیب ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن اللّٰـه يبغض كل جعظري جوّاظ صخّاب في الأسواق، جيفة بالليل ، وحمار بالنهار، عالم بالدنيا جاهل بالآخرة.)) (صحيح الجامع)

'' بے شک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں، ہر ایک تندخو، بازاروں میں چیخنے والے، رات کے مردار اور دن کو گدھے کی طرح پھرنے والے کو، جسے اپنی دنیا کا تو پتہ ہے مگر آخرت سے لاعلم ہے۔''

یہ مذمت اس انسان کی ہے جو رات بھر سویا رہے،اور عبادت سے ذرا بھر حصہ بھی اسے نصیب نہ ہو۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ

Marfat.com

غٰفِلُوْنَ ۝ (الروم: ۷)

''وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں، اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہیں۔''

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان لوگوں کو امورِ دنیا اور ذرائع کسب کے علاوہ کوئی اور علم نہیں ہے۔ دنیا کمانے کے طریقوں میں وہ بڑے ماہر ہیں؛ لیکن امور دین اور آخرت میں نفع دینے والی چیزوں سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ گویا کہ کوئی انسان ایسا غافل ہے جس کا نہ کوئی ذہن ہے اور نہ فکر۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کفار دنیا کی آبادکاری اور اس کے کمانے کے بڑے ماہر ہیں، مگر دین کے امور اور آخرت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔''

دوسری حدیث میں ہے:

((نعم الرجل عبد الله لو كان يصلي بالليل.))

''عبداللہ بہترین انسان ہیں، کاش کہ وہ رات کو تہجد کی نماز بھی پڑھتے۔''

اور فرمایا:

((أفضل الصلاة بعد المكتوبة قيام الليل.)) (مسلم)

''فرض کے بعد سب سے بہتر نماز قیام اللیل ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ركعتان خفيفتان مما تحقرون و تنفلون يزيدهما هذا - ويشير إلى قبر - في عمله، أحب إليه من بقية دنياكم.))

(المعجم الكبير: ۷۸۴۳)

''تمہاری دو رکعت نفل نماز جسے تم کم سمجھتے ہو اور وہ ان کو اپنے عمل میں بہت سمجھتا ہے- یہ کہہ کر آپ نے قبر کی طرف اشارہ کیا- یہ دو رکعت تمہاری باقی ساری دنیا سے اس کے لیے بہتر ہیں۔''

Marfat.com

گناہ کی تلخی یقیناً ایمان اور اطاعت کی چاشنی اور خوش بختی کی لذت کے منافی ہے۔ جو دل کو ایمان اور توحید کی سیرگاہوں میں تلذذ سے مانع ہے۔ ایک شاعر نے اس امر کو یوں اپنے خیالات کے قالب میں ڈھالا ہے:

شكونا إلى أحبابنا طولَ ليلنا
فقالوا لنا: ما أقصر الليلُ عندنا
وذاك بأن النوم يغشى عيونَهم
يقيناً ولا يغشي لنا النوم أعينا

''ہم نے اپنے احباب سے رات کے لمبا ہونے کا شکوہ کیا۔ وہ ہم سے کہنے لگے: ہمارے لیے تو یہ رات بہت ہی مختصر ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یقیناً نیند ان کی آنکھوں کو ڈھانک لیتی ہے، جب کہ ہماری آنکھوں میں نیند کا نام بھی نہیں۔''

بازاروں اور پارکوں میں ہلڑ بازی و ہنگامہ آرائی:

اگر کچھ لوگ گذشتہ ذکر کردہ شیطانی حیلوں سے بچ گئے تو ان کے لیے ایک اور شیطانی نیٹ ورک اسٹیشن ''بازار'' ہے۔ چونکہ سارا دن اور رات گھر میں گزارنا مشکل لگتا ہے، لہٰذا اب کے موجودہ دور میں بازار کو فارغ لوگوں کے لیے تفریح کی جگہ، اور بیکار لوگوں کے لیے سامانِ تسلی تصور کیا جانے لگا ہے۔ جس میں اکثر وقت کو عام طور پر بغیر کسی قابل ذکر فائدہ، اور کار آمد عمل کے ضائع کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ انسان ہر گھڑی ایک نئے فتنہ اور خدشہ کے منہ میں رہتا ہے۔ خاص کر ہمارے دور میں تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا ہے، عورتوں نے بازار کی زینت دوبالا کرنے میں مردوں کو بھی دو ہاتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ کوئی خاص کام ہو یا نہ ہو، لیکن محترمہ ہر وقت بازار کے چکر لگاتی ہوں گی۔ گھر بھر میں ایک روپے سے لے کر لاکھوں تک کی خریداری کرنی ہو، اس میں محترمہ کی دخل اندازی ایک معمول بن گیا ہے۔ اور اس پر مُستزاد یہ کہ مرد حضرات نہ صرف ساتھ لے کر جاتے ہیں، بلکہ ہر وقت بازار آنے جانے کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے، اس طرح بے پردگی کے وہ گل کھلاتے ہیں کہ الحفیظ والامان۔

Marfat.com

شاید اکبر الہ آبادی رحمہ اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا تھا:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا کہ وہ آپ کا پردہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اگر مردوں میں شرم اور حیا باقی ہوتی تو وہ اپنی عزت کو یوں دھکے کھانے کی اجازت نہ دیتے۔

چونکہ یہ شیطانی پھندوں میں سے ایک پھندا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں بدترین جگہ بازار اور بہترین جگہ مساجد ہیں۔'' (مشکاۃ المصابیح)

اور فرمایا: ''جتنا ہو سکے کوشش کرو کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو سب سے پہلے بازار میں جاتے ہیں، اور سب سے آخر میں وہاں سے نکلتے ہیں، کیونکہ یہ شیطان کے ساتھ معرکہ کی جگہ ہے، اور وہاں پر ہی شیطان نے اپنے جھنڈے گاڑے ہوتے ہیں۔'' (مسلم)

حقیقتاً بازار ایسے بیکار لوگوں کے لیے سب سے بری جگہ ہے جو بے سبب ہر وقت بازار کی زینت بنے رہتے ہیں۔ ورنہ سچے اور امانت دار تاجروں کے لیے یہیں رہتے ہوئے ہی شہدا اور صالحین کے ساتھ جنت میں مقام تیار ہوتا ہے۔ لین دین، خرید و فروخت، انسانی ضروریات کی تکمیل یہ سارے کام یا تو بازار میں، یا بازار کی وجہ سے ممکن ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں کا کام ہی بازار میں ہے، وہ اس مذمت میں داخل نہیں ہیں۔ عام لوگوں کے متعلق اب دیکھنا یہ ہے کہ اپنے وقت کو بازار میں کھیل تماشا میں گزارتے ہیں، یا اس سے کوئی فائدہ مند بات حاصل کرتے ہیں۔

کسی انسان کی توہین کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کہا جائے: فلاں بازاری آدمی ہے۔ یہ اس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جو بغیر کسی کام اور وجہ کے ہر وقت بازار میں بھٹکتا پھرے۔ ورنہ تاجر اور کاروباری لوگ معاشرہ کے معزز اور خوش بخت افراد ہیں جن کی وجہ سے کئی لوگوں کی پریشانیاں حل ہوتی ہیں۔ لہٰذا چاہیے کہ انسان اپنے کام اور مقصد کا تعین کر کے بازار جائے،

Marfat.com

اور مقصد پورا ہونے پر جلد سے جلد گھر لوٹ آئے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ..... ﴾ (سبا: ۱۵)

''اپنے رب کے رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔''

پارک شیطانی جال:

اگر بازاروں کی زینت بننے میں کوئی کمی رہ گئی تھی تو وہ پارکوں نے پوری کر دی۔گل وگلشن کی سیر تو ایک اچھی بات ہے، مگر عصر حاضر میں اس میں جو برائیاں اور قباحتیں در آئی ہیں ان پر توجہ نہیں دی جاتی۔سر شام ہی لوگ جھنڈ در جھنڈ اور غول در غول پارکوں میں چلے آتے ہیں۔یہ عیاشی کے نئے اُڈے ہیں جن کی زینتیں آج کل دوبالا ہو رہی ہیں۔بابو، بی بی اور بابا ،سارے اس میں برابر کے شریک ہیں۔

افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ اکثر پارک حیا سوز ملاقاتوں کے لیے ایک نقطہء ربط کا کام دیتے ہیں۔عورتیں اور مرد شتر بے مہار کی طرح گھومتے ہیں۔اور ایکسکیوزمی، ہیلو، ہائے، سوری، آئی لو یو، کے حیا سوز ،غیرت شکن اور بے ہودہ جملے بکثرت سننے کو ملتے ہیں۔اس باپ اور بھائی کی غیرت کا جنازہ بھی اس وقت اٹھ جاتا ہے، جب کوئی منچلا کسی کی بیٹی یا بہن کو چھیڑ کر سوری کے لفظ سے جان چھڑا لیتا ہے۔اور کئی بار ایسے معاملات پر جھگڑے اور لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔وہ لوگ جنہوں نے گرمی کی لہر سے خود کو بچانے ؛اور تفریح طبع کے لیے یہ پروگرام بنایا تھا، اب وہ حرام سننے، حرام دیکھنے، اور حرام کہنے اور کرنے کی وجہ سے جہنم کے مستحق بن کر واپس جا رہے ہوتے ہیں۔مگر یہ سب ہمارے اپنے گناہوں کی سزا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں عورتوں اور مردوں کے اختلاط اور بے پردگی سے منع فرمایا تھا، جس پر عمل نہ کرنے کے نتائج ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔لیکن کیا کوئی صاحبِ بصیرت اس سے عبرت حاصل کر سکتا ہے؟ شاعر کہتا ہے:

مقام پرورشِ نالہ وآہ ہے چمن
نہ سیرِ گل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے

Marfat.com

ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لأن یزحم رجل خنزیراً متلطخاً بطین وحمأة خیر له من أن یزحم منکبه منکبَ امرأة لا تحل له .)) (طبرانی)

"کوئی انسان ایک کیچڑ آلود خنزیر سے ٹکرائے، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کا کندھا کسی ایسی عورت کے کندھے سے ٹکرائے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔"

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لأن یُطعن في رأس أحدکم بمخیط من حدید خیر من أن یمسَّ امرأة لا تحل له .)) (طبرانی / معجم کبیر؛ صحیح)

"تم میں سے کسی ایک کے سر میں لوہے کی سوئی ٹھونکی جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔"

یہ تو عام جگہیں ہیں جہاں پر انسان اور جن شیطانوں کی بھرمار ہوتی ہے۔اور وہاں جانے کا مقصد بھی اکثر وبیشتر ایفائے عہد، چھیڑ خانی، اختلاط ومیلاپ، شرارت، اور پنگے بازی اور فحاشی ورسوائی ہوتا ہے؛ جس میں ننانوے فیصد لوگوں کی نیت شروع سے ہی خراب ہوتی ہے۔ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جیسے مقدس مقامات پر بھی اختلاط سے منع کیا ہے- جہاں پر حاضر ہونے کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہوتا ہے، اور نیت بھی ننانوے فیصد پاک وصاف ہوتی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد بنائی، تو عورتوں کے لیے ایک علیحدہ دروازہ بنایا، اور فرمایا:

((لا یلج من هذا الباب من الرجال أحد .)) وفی روایة: ((لا تدخلوا المسجد من باب النساء .)) (تاریخ کبیر)

"اس دروازہ سے کوئی مرد داخل نہ ہو۔" ......"(مرد) عورتوں کے دروازہ سے مسجد میں داخل نہ ہوں۔"

عورت کا فتنہ انتہائی خطرناک اور مضر ہے، جس سے بچ جانے میں ہی نجات ہے۔ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا:

((إن الـدنيـا حلوة خضرة، وإن الله مستخلفكم فيها، فناظر كيف تـعملون، فاتقوا الدنيا و اتقوا النساء، فإن أول فتنة بني اسرائيل كانت في النساء))

''بے شک دنیا سرسبز اور شیریں ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنائیں گے۔پس دیکھا جائے گا تم کیسے کام کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔'' (مسلم)

اہل عقل کے لیے غور وفکر کا مقام ہے کہ کہاں مسجد جیسا خالص روحانی مقام، جہاں جانے کا مقصد ہی رضائے الٰہی کا حصول، گناہوں کی معافی، اور توبہ واستغفار سے تقرب الی اللہ ہوتا ہے؛ اور انسان کی تمام تر توجہ اللہ کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اور کہاں پارک اور باغیچے جہاں جانے کا مقصد ہی دل لگی، تفریح طبع، نظارے اور اشارے ہوں، اور پھر اس کے مواقع بھی خوب میسر ہوں، اور شیطان نے بھی ہر طرف اپنے جال خوب پھیلا رکھے ہوں، جس کے مناظر کئی بار دیکھنے میں آتے ہیں، اب ایک غیرت مند کے لیے یہ فیصلہ کا مقام ہے؟

نیز ایسی جگہوں پر جانے کے لیے ایک خاص زیب وزینت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

یہ زیب وزینت جب فاسد ارادہ سے ہو تو حرام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أيـما امرأة استعطرت فمرت على قومٍ ليجدوا ريحها فهي زانية .)) (احمد، ابو داؤد، نسائی)

''جو عورت عطر لگائے اور پھر مردوں کے قریب سے اس نیت سے گزرے کہ وہ اس خوشبو کو پالیں، وہ زانیہ ہے۔''

مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ جب وہ بن سنور کر، معطر اور جاں فزا ہو کر بزم جہاں کی زینت بن ہی جائیں تو پھر لوگ صرف بوئے گل پر ہی اکتفا کریں، ادھر کو نظر ہی نہ ہو، ایسا نہیں

ہوسکتا؛ اور نہ اس در تک آنے والے ایسے ہیں کہ وہ اپنے ایک جلوہ سے کسی کو محروم رکھیں؛ بقول شاعر:

جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز
آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں منہ چھپائے کیوں

لیکن یہ سب درست اور صحیح ،لیکن دستورِ بہاراں کیا ہوگا؟ انجام گلستاں کیا ہوگا؟ آخر کار اس کے نتائج پر، اور عاقبت پر نظر کون رکھے گا؟

بے شک مسلمان اور پاک دامن عورت جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل بے پایاں سے دین پر استقامت کی نعمتِ گراں قدر سے نوازا ہو، اسے اپنی فضیلت و کرامت، بزرگی ووقار، عفت وحیا، پاکدامنی و شرافت؛ مرتبہ ومنزلت اور اپنی عزت ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہوتی ہے، اور وہ ہر ایک جگہ پر ایسے اختلاط اور میل جول سے بچ کر رہتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لی جاتی ہو۔

بس ہمارا کام بھولے ہوئے کو یاد دلانا، اور اہلِ ایمان کے دلوں کو گرمانا ہے۔ ایک تو مومن خود ایسے شکوک وشبہات کے امور سے بچ کر رہے، اور اپنے دوسروں بہن بھائیوں اور دوست واحباب کے لیے بھی خیر اور بھلائی پر اتنا ہی حریص ہو جتنا اپنے نفس کے لیے۔ لہٰذا ان کی واجب خیر خواہی کا حق ادا کرتے ہوئے پند ونصیحت کرتا ہے، اور اس پر لوگوں کے تلخ جوابات اور نامناسب رویے پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا طلب گار رہے۔ لیکن کسی کے رویہ کی وجہ سے خیر کی دعوت کو ترک نہ کرے۔ جب لوگ اپنے برے کاموں سے باز نہیں آتے ،تو اہلِ خیر کو خیر کے کاموں میں دل برداشتہ نہیں ہوجانا چاہیے۔

نیٹ کلب اور کیفے ہاؤس:

نت نئے شیطانی پھندوں میں سے ایک نیٹ کلب ہے۔ حقیقتاً نیٹ کلب بذات خود اتنا مذموم نہیں، کیونکہ آپ اس سے اچھا کام بھی لے سکتے ہیں، اور برا بھی۔ جیسا کہ ٹیپ ریکارڈر؛ آپ اس پر تلاوت اور دیگر دینی کیسٹ بھی سن سکتے ہیں، اور گانے باجے بھی۔ مگر گانے باجے

کا سننا حرام اور مذموم ہے۔ ایسے ہی انٹرنیٹ سے آپ نہ صرف دنیا بھر کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں، بلکہ ہر قسم کا فتویٰ، عالم سے ملاقات، اور نشر دین کی خدمت بھی لے سکتے ہیں۔ دنیا بھر میں کوئی بھی پیغام چند لمحوں میں پھیلا سکتے ہیں۔ مگر اس کا غلط استعمال ایک زہر قاتل اور اس کا نشہ شراب اور چرس کے نشہ سے بڑھ کر ہے۔

کتنے ہی نوجوان صبح سے شام تک سارا وقت انٹرنیٹ پر ہی گزار دیتے ہیں۔ اور کتنے ہی گھنٹے کلبوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ ان میں نوے (۹۰) فیصد کا انٹرنیٹ استعمال کرنے کا مقصد گندی تصاویر، گندی فلم، بے حیائی کے پروگرام، عریانی اور فحاشی دیکھنا، چیٹنگ کے ذریعے لڑکیوں اور لڑکوں کو دھوکہ دینا، بذریعہ نیٹ لوگوں کا مال چرانا، اور انہیں تنگ کرنا، اور اس طرح کے دیگر پروگرام ہوتے ہیں؛ جن کا فائدہ کچھ بھی نہیں، صرف نقصان ہی نقصان ہے۔

اگر اس موضوع پر مستقل لکھا جائے تو صرف ایک نکتہ کہ: ''کتنی لڑکیوں کی عصمت انٹرنیٹ کے ذریعہ لٹ گئی'' پوری کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مگر اتنا کہنا ہی کافی ہوگا کہ ہر انسان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک کام کو دیکھ رہا ہے، اور روزِ قیامت ہر ایک چیز کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور انسان کا ہر عضو اللہ کے ہاں جوابدہ ہے، اور آپ ان اعضا کے امین ہیں۔ یہ اچھی طرح سوچ لیں کہ اس وقت کیا جواب دیں گے، جب اپنا ہی جسم ساتھ چھوڑ دے گا۔ اور جسم کا ہر حصہ آپ کے کردار اور افعال پر گواہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵﴾ (یٰس: ۶۵)

''آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے، اور ہم سے ان کے ہاتھ اور پاؤں اس بابت بات کریں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

شیطانی وعدہ:

روزِ ازل میں جب شیطان کو راندۂ درگاہ کر کے نکال دیا گیا، اس وقت اس نے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت مانگی، جو اسے دے دی گئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اے اللہ:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾﴾ (الحجر: ۳۹)

''اس نے کہا: اے رب: تیرے مجھے بہکانے کے سبب، میں ان کے لیے زمین میں زینت بھر دوں گا، اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔''

اور حقیقت میں یہی وعدہ پورا کرنے میں شیطان اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ روز ازل سے لگا ہوا ہے؛ تاکہ وہ اولاد آدم کو اپنے جیسا بنا لے۔ اس غرض سے اس کی پٹرولنگ پارٹیاں ہر کونے، ہر محلے، ہر جگہ اور ہر ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مگر خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے اس دنیا میں ایسے احتیاط برتی، جیسے ریشمی لباس پہنا ہوا شخص جھاڑیوں میں سے احتیاط سے گزرتا ہے تاکہ اس کے کپڑے کو کوئی خراش نہ لگے۔

اس لیے ہم اپنے بھائیوں کو بالخصوص وہ جنہیں علم ہے کہ وہ خود پر ضبط نہیں رکھ سکتے، منع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے حق میں ان کلبوں میں جانا حرام ہے۔ کیونکہ اس سے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہے۔ شریعت کا اصول ہے:

((ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب.))

''جس چیز کے بغیر واجب پورا نہ ہو سکتا ہو اس کا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔''

یاد رکھیں کہ کلب میں جانا اور وہاں کی حرکات اللہ سے پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے، وہ ہر ایک کو اور ہر حال میں دیکھ رہا ہے؛ وہ اللہ جو مسجد میں دیکھ رہا ہے، وہ نیٹ کلب میں بھی آپ کو دیکھ رہا ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہاں اللہ کی نظر سے اوجھل ہیں وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾﴾ (المؤمن: ۱۹)

''وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھ کو اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے۔''

Marfat.com

خلوت وجلوت ہر حال میں ضروری ہے کہ گناہوں سے بچا جائے ، خاص کر وہ گناہ جو خلوت میں کیے جاتے ہوں؛ رات کی تنہائی اور تاریکی کسی کو اللہ سے دور نہیں کرسکتی ؛ اللہ ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لأعلمنّ أقواماً من أمتي يأتون يوم القيامة بحسنات أمثال جبال تهامة بيضاء فيجعلها الله هباءً منثوراً، أما إنهم إخوانكم ويأخذون من الليل كما تأخذون، ولكنهم قومٌ إذا خلوا بمحارم الله انتهكوها.)) (ابن ماجه)

''میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ کے سفید پہاڑ جتنے نیک اعمال لے کر آئیں گے؛ سو اللہ ﷻ ان کو پراگندہ ذروں کی طرح کردیں گے؛ جان لو کہ وہ تمہارے بھائی ہیں وہ بھی رات کو ایسے قیام کرتے ہیں جیسے تم کرتے ہو، لیکن ایسے لوگ ہیں جب تنہائی میں ہوتے ہیں ، تو اللہ کی حرمت کو پامال کرتے ہیں۔''

شاید کہ شاعر نے ایسے ہی لوگوں کو اخلاص کی نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے:

جگمگائے گا نہ جب تک زیست کے دل کا دیا
مہر و ماہ و مشتری سے تیرگی ہوگی نہ دور

یوں وہ اپنے دل کو اس فاسد خیال سے تسلی دینا چاہتے ہیں کہ وہ بھی جب ہماری طرح کا گنہگار رہے، اور ہمیں کوئی اور جگہ بھی میسر نہیں تو پھر کیا کیا جائے؟ یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ حق اور گمراہی دونوں واضح ہیں ، اور ایسی طفل تسلیوں سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں۔ لہٰذا اپنے دل میں خوف الٰہی کو جگہ دیتے ہوئے خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کی صفت سمع وبصر پر ایمان رکھتے ہوئے گناہ سے پرہیز اور اجتناب کرنا چاہیے۔

نیٹ بھی اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس نعمت کا غلط استعمال کر کے اسے اپنے کل کے لیے وبال نہ بنائیں بلکہ اس کا استعمال ایسے ہونا چاہیے کہ

کل یہ ہماری آخرت میں کام آئے۔ بس صحت مند فکر اور سلیم عقل کبھی بھی ایسی حرکات نہیں کرے گی جن کی وجہ سے اپنے تئیں ایک بہت ہی معمولی اور عارضی خوشی اور راحت یا خوش فہمی کی بنا پر ہمیں بہت بڑا اور حقیقی اور نا قابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے۔

یہی مواقع داعی اور مدعو کا امتحان ہیں۔ داعی کو لازماً قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند ہونا چاہیے تا کہ اس کے قدم ڈگمگانے نہ پائیں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾﴾

(الاعراف : ۱۹۹)

''عفو اور درگزر کو اپنائیے اور امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دیجیے اور جاہل لوگوں سے اعراض کیجیے۔''

کھیل تماشے اور ذکر سے غفلت کی مجالس:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿١٤٠﴾﴾ (النساء: ۱٤۰)

''ہم نے آپ پر کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے، کہ جب تم سنو اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہو، اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہو، تو ان کے ساتھ اس وقت تک مت بیٹھو، جب تک کہ وہ دوسری بات میں نہ لگ جائیں؛ بے شک تم بھی اس وقت ان ہی میں سے ہو جاؤ گے؛ بے شک اللہ منافقین اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

فرصت کی گھڑیاں کتنی بڑی نعمت ہیں اس کا احساس شاید بہت کم لوگوں کو ہے۔ جوانی قدرت کا کتنا حسین تحفہ ہے، اہل خرد ہی اس بات کو جانتے ہیں۔ اگر ان اوقات کو غنیمت

Marfat.com

جانتے ہوئے فائدہ اٹھایا جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے؛ مگر ان گھڑیوں کو ہم خود مستقبل میں اپنے لیے حسرت کا سامان بنا رہے ہیں۔ آیت کریمہ میں واضح طور پر ایسے لوگوں کی صحبت سے ممانعت کا حکم ہے جو اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہوں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ آیات پڑھ پڑھ کر مذاق اڑا رہے ہوں؛ بلکہ حکم شرعی کو توڑنا، اللہ کی حدود کو پامال کرنا؛ یہی آیاتِ الٰہیہ کا مذاق اڑانا ہے۔ جیسے کسی محفل میں غیبت ہو رہی ہو، گناہ کی باتیں اور حکایات بیان ہو رہی ہوں؛ لوگوں پر طعنے کسے جا رہے ہوں، اور اللہ کی نافرمانی کے لیے منصوبہ بندی کی جا رہی ہو۔ کیونکہ آیت میں ایسے کاموں پر خاموش رہنے والے کو بھی اس گناہ میں برابر کا شریک قرار دیا ہے۔ انسان اس وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہت زیادہ غافل ہوتا ہے جب وہ ان نعمتوں میں گھرا ہوا ہو۔ اور ان کی قیمت کا احساس اسے نعمت کے زائل ہونے سے پہلے نہیں ہو پاتا۔'' (ایقاظ الھمم العالیۃ ص ۲۰۰)

جیتے جی رکھ نہ فراغ کی توقع ناداں
قید ہستی ہے میری جاں فراغت کیسی؟

اس غفلت کا خسارہ بیان کرتے ہوئے رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی قوم کسی ٹھکانے پر بیٹھتی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے، اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، ان کا یہ عمل روزِ قیامت ان کے لیے حسرت و ندامت کا باعث ہوگا، اگرچہ وہ اپنے ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔'' (مسند احمد)

اللہ کے ذکر اور خیر کی بات سے خالی محفل حرام کھانے والوں کی محفل سے بری، اور آخرت میں اسی قدر حسرت آمیز اور افسوس ناک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ کسی ایسی مجلس سے اٹھتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، جیسے مردار گدھے سے اٹھتے ہیں، اور یہی چیز روزِ قیامت ان کے لیے باعث حسرت ہوگی۔'' (ابوداود)

اس وقت کی حسرت سے بچیں جب ہائے افسوس کام نہیں آئے گا؛ اور دنیا کی طرف لوٹنے کی بے سود تمنا کی جائے گی۔ مگر یہ حسرت و ندامت کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا﴾ (المؤمنون: ۹۹،۱۰۰)

"یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کی موت آجائے گی، وہ کہے گا: "اے میرے رب! مجھے واپس بھیج دے تاکہ میں اس دنیا میں جاکر نیک عمل کر سکوں، جواب ملے گا، ہرگز نہیں ......" (یہ ایک ویسے ہی بات ہے جو وہ اپنی زبان سے کہہ رہا ہے، اگر اس نے عمل کرنا ہوتا تو ہم نے اسے عمر دی تھی تاکہ وہ نیک عمل کر سکے)۔"

اس وقت ہر انسان کو لامحالہ اپنے کیے کا بدلہ پانا ہے، اور عمل کا جواب دینا ہے، جیسا کیا ہوگا، ویسا ملے گا:

غداً توفى النفوس ما كسب ويحصد الزارعون ما زرعوا
إن أحسنوا أحسنوا لأنفسهم وإن أساؤوا فبئس ما صنعوا

"کل ہر نفس کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا اور بونے والوں نے جو کچھ بویا تھا وہی کاٹیں گے۔ اگر انہوں نے اچھائی کی ہے تو اپنے نفسوں کے لیے اچھائی کی ہے، اور اگر برائی کی ہے، تو بہت ہی برا ہے جو انہوں نے کیا۔"

اس کے برعکس اہل ذکر کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے، ان پر رحمتوں کی بارش، اور فرشتوں کا نزول اور اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا: "جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں آسمانوں سے ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، رحمت ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، اور فرشتے اس محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ (ابوداؤد)

ہمارا ساتھ دیجیے، ہمارے پیغام پر لبیک کہیں؛ اور اپنے ان فارغ اوقات کو اللہ کے ذکر سے ثمر آور بنانے کی کوشش کریں! اللہ کے ذکر سے، درود مصطفیٰ سے؛ نماز اور قیام سے، تبلیغ اسلام سے؛ متاع ثمین سے، نشر دین سے؛ ادائیگی حقوق سے، اجتناب عقوق (والدین کی

Marfat.com

نافرمانی) سے؛ دلوں پر پادشاہی سے، ہر ایک کی خیر خواہی سے۔
یادرکھیں! برائی سے بچنے کا اہم ترین راستہ بدی اور بدکرداروں سے دوری ہے۔ خصوصاً جب فتنہ ہر سُو پر پھیلائے کھڑا ہو، تو ایسے وقت میں برے دوست اور بُری محفل سے بہتر ہے کہ انسان تن تنہا، اور دور کسی جگہ وادی میں ہو، جہاں:

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو ، ہم زباں کوئی نہ ہو

ایسا کہنے والوں کی دریدہ ذہنی دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بالکل بھول گئے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((كل أمتي معافى إلا المجاهرين .)) (متفق عليه)

"میری ساری امت کو معافی مل جائے گی سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والے کے۔"

آئیں! آگے بڑھیں: دکھی انسانیت اور بھٹکی ہوئی ملت کے غموں کا مداوا کریں؛ شہادت حق کا فریضہ ادا کریں تاکہ فرصت کے یہ لمحات ختم ہونے سے قبل ہمیں جہنم کے عذاب سے نجات مل جائے۔ (آمین)...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ﴾ (الاسراء: ۷)

"اگر تم اچھے عمل کرو گے تو اپنے نفس کے لیے، اور اگر بد کرو گے، تو اس کا انجام بھی تمہارے نفس پر ہے۔"

اور فرمایا:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾﴾ (آل عمران: ۳۰)

"اور جس دن ہر نفس اپنے سامنے حاضر پالے گا جو کچھ اس نے کیا ہے خیر کا کام، اور اور جو کچھ برا کیا ہے۔ اور وہ چاہے گا کاش! اس کے اور اس عمل کے

Marfat.com

درمیان ایک لمبا فاصلہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ بڑا مہربان ہے۔"

کھانا پینا اور ضیاع وقت:

بعض لوگ اچھے سے اچھا کھانا کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ بہت بہتر! اچھا تصور ہے کہ آپ نعمت کا استعمال کم از کم اپنے نفس پر کر رہے ہیں۔ مگر؛ سوچئے!

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھے، مگر بھوک سے کبھی کبھار حالت ایسی سخت ہو جاتی کہ آپ گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جاتے، اور آپ ﷺ خود کو اس حالت میں خالی پیٹ اور پیاسا دل ہی گھر سے نکالتے تھے۔ کئی کئی دن مسلسل بھوکے رہتے، اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کو شام کا کھانا میسر نہ ہوتا، اور آپ ﷺ کے گھر میں اکثر و بیشتر کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا۔" اے کاش! کہ آپ ﷺ نے جــو کی روٹی بھی سیر ہو کے کھائی ہوئی ہوتی۔"...... اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے جو کی روٹی بھی کبھی دو دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی، یہاں تک آپ ﷺ اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔"

جو کی روٹی؛ اور ان نعمتوں کے متعلق کیا کہتے ہیں جو ہمارے سامنے ہیں؟ کیا ہم نے ان پر اللہ کا شکر ادا کر دیا ہے؟ یا اللہ! ہمیں آزما کر رسوا نہ کرنا، کیونکہ ہم کمزور ہیں، آزمائش کے قابل نہیں۔ اور ہمیں شکر کی توفیق عطا فرما۔

سیّدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں:

"اللہ کی قسم میرے بھانجے! بے شک ہم چاند کو دیکھا کرتے، پھر چاند کو دیکھتے، پھر چاند کو دیکھتے، دو مہینے میں تین چاند، اور نبی کریم ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔" عروہ کہتے ہیں: میں نے کہا اے خالہ! پھر گزارا کس چیز پر کرتے تھے؟ فرمایا: "کھجور اور پانی پر۔"

احتیاط کیجیے! راستہ میں دوران سفر کھانا بالکل سادہ اور کم کھائیں۔ بغیر بھوک کے کھانا نہ

Marfat.com

کھائیں۔کھانے کا حقیقی لطف اور اس نعمت کی قدر کا احساس بھوک کے وقت ہوتا ہے۔اس لیے حدیث میں آتا ہے: ''ہم ایسی قوم ہیں جو بغیر بھوک کے نہیں کھاتے، اور جب کھاتے ہیں تو پیٹ نہیں بھرتے۔'' اسی میں ان کی صحت کا راز تھا، بقول شاعر:

کھانے تو بہت میسر آئے ہیں ہمیں | جو دیکھ کے چکھ کے دل سے بھائے ہیں ہمیں
پر سب سے لذیذ تھے وہ کھانے اے بھوک | جو تو نے کبھی کبھی کھلائے ہیں ہمیں

کھانے میں احتیاط برتنے سے کئی ایک خدشات و امراض، اور شکوک وشبہات سے نجات پالیں گے۔ ہمارا اختلاف کھانے میں نہیں؛ بد احتیاطی کرنے میں ہے۔ ورنہ ہر حلال چیز مومن کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہے؛ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣٢﴾﴾ (الاعراف ۳۱،۳۲)

''......کھاؤ اور پیو، حد سے مت نکلو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ آپ فرمائیں! اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ زینت، جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہے، اور اس کے پاکیزہ (حلال) رزق کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ فرمادیں! یہ اشیا دنیا کی زندگی میں اہل ایمان کے لیے قیامت کے دن خالص ہوں گی اور اہل علم کے لیے ایسے ہی ہم اپنی آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد کریم ﷺ کے فرائض منصبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

''اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر

Marfat.com

حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے۔"

اتنے واضح احکام کے باوجود احتیاط نہ کرنے پر کثرتِ خورد ونوش سے ہلاکت واقع ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے نہ عبادت کا مزہ اور قبولیت باقی رہتی ہے، اور نہ صحت اور جسمانی حالت۔ شوگر، بلڈ پریشر، اور معدے کی کئی بیماریاں بسیار خوری کا نتیجہ ہیں۔ اور کتنی بار اگر جیب اجازت نہ بھی دے تو دوستی کی لاج میں ان کی ہاں میں ہاں ملانی ہے:

قرض کی پیتے تھے مے، لیکن یہ سمجھتے تھے کہ کہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

شبہات سے بچیے:

اس موجودہ گہما گہمی اور افراتفری کے دور میں بیشتر لوگوں کا واسطہ گھر سے کم اور ہوٹلوں سے زیادہ ہے۔ دور دراز کے سفر، اور وہاں پر قیام اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ انسان گزراوقات کے لیے، اور راحتِ نفس کی خاطر ہوٹلوں کی طرف رجوع کرے۔ کچھ خود ساختہ معزز لوگوں نے ہوٹلوں میں قیام وطعام کو ترقی یافتہ تہذیب اور جدت پسندی کی نشانی بنالیا ہے۔ غالباً ایسے ہی لوگوں کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا تھا:

کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جاکر

انسان جہاں بھی رہے، وہ اپنے نفس پر کنٹرول کرنے میں خود مختار اور حاکم ہے۔ یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ ہمیں ہر پل کا حساب دینا ہے۔ اگر ہم نیک اعمال نہیں کرسکتے؛ تو کم از کم حرام کاموں سے دور رہنا چاہیے۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک شک والی چیزوں سے پرہیز نہ کرلیں؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن الحلال بين، وإن الحرام بين، ودع ما يريبك إلى ما لا يريبك.)) (صحيح الجامع الصغير ٣١٩٤)

"بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے۔"

Marfat.com

دوسری روایت ہے:

((إن الحلال بين، وإن الحرام بين، وبين ذلك أمور مشتبهات، لا يعلمهن كثير من الناس أمن الحلال هي أمن الحرام؛ فمن تركها استبراءً لدينه وعرضه فقد سلم؛ ومن واقع شيئاً منها يوشك أن يواقع الحرام.)) (مسلم)

"بے شک حلال واضح ہے، اور حرام واضح ہے، اور ان کے درمیان بہت ساری چیزیں متشابہ ہیں۔ بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ یہ حلال ہیں یا حرام۔ سو جس نے ان کو اپنا دین اور عفت بچانے کے لیے چھوڑ دیا وہ محفوظ رہا، اور جو کوئی ان میں سے کسی چیز میں ملوث ہوا، قریب ہے کہ وہ حرام میں پڑ جائے۔"

جب ایسی صورت حال پیش ہو کہ ہوٹل پر کھانا ہی ضروری ہے؛ اور آپ ہوٹل والے کو جانتے نہیں کہ وہ مسلمان ہے بھی یا نہیں؛ تو اس صورت میں اس سے پوچھ لینا ہی بہتر ہے۔ جب آپ کسی کو جانتے ہوں کہ مسلمان ہے، اور اس کے ہاں حلال پکتا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں؛ سوائے اس صورت کے اس کے متعلق واضح، یقینی اور ناقابل تردید شکایت اور شہادت ملی ہو۔

حقوق کا ضیاع:

انتہائی برا ہے وہ انسان جو حرام و حلال کی تمیز ترک کر کے کھانے کے لیے مرتا ہے، اور نہ صرف قیمتی وقت ضائع کرتا ہے بلکہ صحت کا بھی نقصان کرتا ہے۔ پھر اتنا کھا لیتے ہیں کہ پیٹ میں کثرت طعام کی وجہ سے نیند نہیں آتی؛ اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اس کے پڑوس میں، دوسری گلی یا محلے میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں ساری رات بھوک کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ کیا اسلام کی اعلیٰ تعلیمات میں پڑوسی کا خیال رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس شخص کے لیے ہلاکت ہے، دنیا ہی جس کی خواہش ہو، اور برائیاں جس کا عمل ہوں، پیٹ تو بہت بڑا ہے مگر سمجھ بہت کم ہے۔ اپنے دنیا کے کام تو بڑے

جانتا ہے، مگر آخرت کے کاموں سے لاعلم ہے۔"

برادر محترم! جب آپ کو علم ہے کہ ہوٹلوں پر پکنے والا کھانا سو فیصد درست نہیں، بلکہ اس میں شکوک وشبہات کی بھر مار ہوتی ہے تو اس صورت میں اپنی آخرت کی فکر کیجیے، اور شبہات والی چیزیں کھانے سے باز رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن من شرار أمتي الذين غذّوا بالنعيم، الذين يطلبون ألوان الطعام، وألوان الثياب، ويتشدقون بالكلام.)) (سلسله صحيحه ۱۸۹۱)

"بے شک میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں نعمتیں دی گئی ہیں، وہ لوگ مختلف قسم کے کھانوں اور رنگارنگ لباس کی تلاش میں رہتے ہیں، اور بہت لمبی فضول باتیں کرتے ہیں۔"

معدہ کی تربیت:

بہت زیادہ کھانا، اور کثرت سے کھانا، ان اسباب میں سے ایک ہے جن سے معدہ کی غلط افزائش ہوتی ہے۔ معدہ کھانے کو بہت جلدی ختم کر دیتا ہے۔ بلڈ پریشر کھانے میں بہت زیادہ اسراف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس سے خون بہت تیز حرکت کرنے لگتا ہے، اور بلڈ پریشر ہونے کا امکان بہت بڑی حد تک بڑھ جاتا ہے۔ جو کوئی ان تمام امراض سے بچنا چاہے، اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد یہ کام بجا لائے:

اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اپنی نیت کو خالص کرے، اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ کام کرے، اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے رک جائے۔

رسول ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کو ایک نسخہ کیمیا اور پرہیز سمجھتے ہوئے خود پر نافذ کرے تاکہ پریشانی سے محفوظ رہے:

((ما ملأ آدمي وعاء شراً من بطنه، بحسب ابن آدم لقيمات، يقمن صلبه، فإن كان لا بد فاعلا، فثلث لطعامه، وثلث لشرابه، وثلث لنفسه.)) (احمد؛ ترمذی)

Marfat.com

"ابن آدم کبھی پیٹ سے زیادہ برے کسی برتن کو نہیں بھرتا، آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کر دیں، اور اگر وہ لازمی طور پر زیادہ کھانا ہی چاہتا ہو تو اس کے پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لیے ہے، اور تیسرا حصہ پینے کے لیے، اور تیسرا حصہ ہوا کے لیے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لیبیتن قوم من هذه الأمة علی طعام وشراب ولهوٍ، فیصبحوا قد مسخوا قردةً وخنازیر.)) (طبرانی)

"اس امت کے کچھ لوگ رات کھانے پینے پر اور لغو باتوں (کھیل ومستی) میں گزاریں گے، اور جب صبح ہوگی تو ان کی شکلیں بندر اور خنزیر کی شکلوں سے بدل دی جائیں گی۔"

اپنا محاسبہ کیجیے! کہیں ہم بھی ایسے ہی فضول کام تو نہیں کر رہے؟ شاعر کہتا ہے:

طے ہو رہی ہے منزل چونکو کہ وقت کم ہے
ملک فنا کی جانب ہر سانس ایک قدم ہے

راہوں میں ڈیرہ ڈالنا:

نہ جانے کس نے رسم بد نکالی، مگر یہ برائی بھی پھیل گئی۔ اس کی تاریخ بھی بہت پرانی ہے۔ سیّدنا لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کی من جملہ وجوہات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ راہزن تھے، اور راہوں میں ڈیرے ڈالتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ﴾ (العنکبوت: ۲۹)

"اور تم راہ زنی کرتے ہو، اور اپنی محفلوں میں بری حرکات کرتے ہو۔"

خواہ مخواہ راہ میں بیٹھ کر لوگوں کو ان کی جان ومال میں تکلیف دینا یہ بھی راہزنی ہے۔ سوچیں تو بلا مقصد راہ میں بیٹھنا، ہر آنے جانے والے کو تکتے رہنا، لوگوں پر پھبتیاں کسنا، ہلڑ بازی، ہنگامہ آرائی کون سا شریف آدمی اچھا سمجھتا ہے۔ پھر اس دور میں جب فتنہ عام ہو، یہ

Marfat.com

اور بھی بڑی مصیبت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت کی، جو راہ میں بیٹھ کر لوگوں کو تکلیف دینے کا سبب بنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من آذى المسلمين في طرقهم وجبت عليه لعنتهم.))

(ترغيب و ترهيب/ حسن)

''جس نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں تکلیف دی، اس پر ان کی طرف سے لعنت واجب ہوگئی۔''

اگر راہ میں بیٹھنا ہی ہو، تو پھر اس بیٹھنے کا حق ادا کیا جائے۔ وہ حق یہ ہے:

''حرام کام سے اپنی نظر کو بچا کر رکھے۔ لوگوں کو تکلیف نہ دی جائے؛ ہر سلام کرنے والے کو جواب دیا جائے؛ برا کام کرنے والے کو منع کیا جائے، اور نیکی کا حکم دیا جائے؛ گم راہ کو راہ دکھائی جائے؛ پریشان حال کی مدد کی جائے؛ منزل کے متلاشی کو اس کی منزل کا پتہ بتایا جائے۔''

اور ایسے بیٹھنے میں برے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ کسی وقت یہ بری صحبت آپ کے اخلاق اور دین پر بھی اثر انداز ہوسکتی ہے۔

کار شیطان می کند نامد ولی

زر ولی ہست لعنت برولی

''جو شیطانی کام کرتا ہے، اور اپنے آپ کو ولی ظاہر کرتا ہے، زر ولی! ایسے ولی پر لعنت ہو۔''

Marfat.com

تیسرا باب:

وقت کو کیسے کارآمد بنایا جائے؟

تمہید:

اس باب میں اللہ کے فضل وکرم سے پہلے انسانی زندگی میں کارآمد وقت کی قیمت بیان کی جائے گی کہ ہم اس ایک منٹ میں اگر کچھ کرنا چاہیں تو کیا کرسکتے ہیں۔ پھر پہلی فصل میں وقت بچانے میں مددگار امور کا بیان ہوگا۔

دوسری فصل میں وقت ضائع ہونے کے اسباب کا بیان ہوگا تاکہ انسان ان چیزوں سے اجتناب کرسکے، اور اس کا یہ اہم سرمایہ محفوظ رہے۔

تیسری فصل میں ان امور کا بیان ہوگا جن کا کرنا دین اور عاقبت کے لحاظ سے بہتر ہے۔

چوتھی مختصر سی فصل میں حسب قدرت مختلف اداروں، اور دفاتر میں کام کرنے والے افراد کے لیے کچھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

آخر میں دنیاوی امور میں مہارت سے متعلق کچھ گزارشات پیش کی جائیں گی، کیونکہ اسلام رہبانیت کا دین نہیں ہے، بلکہ اسلام ہمیں دنیا سے بھی اپنا نصیب حاصل کرنے کی اتنی ہی تعلیم دیتا ہے جتنی عبادتِ الٰہی کی۔

Marfat.com

فصل اوّل:

وقت بچانے کے ذرائع

لمحات کی قدر و قیمت:

دانا اور عقل مند انسان وہ ہے جو اپنے وقت کی حفاظت کرے۔ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ عزت و وقار اور بزرگی و بلند مرتبہ حاصل کرنے کے قابل ہے۔ بس یہ شرف و منزلت پانے کے لیے سستی اور شیطانی چالوں کو خیر باد کہتے ہوئے وقت کی قدر و قیمت کا احساس اپنے دل میں پیدا کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ کوئی ایسے امور نہیں جن کا کرنا مشکل ہو، یا جن کے کرنے کے لیے دنیاوی نعمتوں کو خیر باد کہنا پڑتا ہو۔ ایک منٹ جسے ہم بہت کم تر سمجھتے ہیں اس میں کیا کچھ ہوسکتا ہے۔

ذہن میں رہے کہ بعض خاص اوقات اور جگہوں کی وجہ سے نیک اعمال کا اجر و ثواب اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے، اور پھر جس انسان کا جتنا زیادہ اخلاص، لگن، توجہ، تڑپ اور خشوع وخضوع ہوگا، اس کا اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ایک نیکی کے بدلہ میں سات سو نیکیاں عطا فرمائے اور اس سے بھی بڑھا دے۔ ذیل میں نیک اعمال کے ثواب کی کم سے کم مقدار صرف جذبات واحساسات کو بیدار کرنے اور توجہ دلانے کے لیے لکھی جا رہی ہے، تاکہ عام فائدہ حاصل کرنے میں دلچسپی بڑھے، ورنہ اس جمع وتفریق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، اللہ جیسے چاہے کرسکتا ہے۔ ایک منٹ کی قیمت کا اندازہ ذرا اس سے لگائیں:

۱: ایک منٹ میں سورت فاتحہ کم از کم پانچ بار پڑھی جاسکتی ہے، جس کے ایک سو چالیس حروف ہیں؛ اور ہر حرف کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اس طرح ایک منٹ میں ۱۴۰×۵×۱۰=۷۰۰۰ نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں۔

Marfat.com

۲: ایک منٹ میں کم از کم بارہ بار سورت اخلاص پڑھی جاسکتی ہے۔ تین بار سورت اخلاص پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے، اس طرح ایک منٹ میں چار قرآن کا ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔

۳: ایک منٹ میں کم از کم قرآن مجید کا ایک صفحہ پڑھا جاسکتا ہے، جس میں اوسط حروف کی تعداد تقریباً دوسو پچاس ہوتی ہے، اس طرح ایک منٹ میں کم از کم ۲۵۰۰ کمائی جاسکتی ہیں۔

۴: ایک منٹ میں کم از کم ایک چھوٹی آیت حفظ کی جاسکتی ہے، جیسے: ﴿مدھامتان﴾ اور سورۃ رحمان کی آیات۔

۵: ایک منٹ میں کم از کم پندرہ بار " لا إلـه إلا اللّٰـه وحده لا شريك لـه لـه الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير " کہا جاسکتا ہے، ایک بار یہ کلمہ کہنے کا اجر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

۶: ایک منٹ میں انسان کم از کم چالیس بار " سبحان الله وبحمده" کہہ سکتا ہے، یہ کلمہ کہنے سے انسان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

۷: ایک منٹ میں کم از کم تیس بار "سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم" کہا جاسکتا ہے، جو روزِ قیامت میزانِ حسنات میں بہت ہی وزنی کلمہ ہوگا۔

۸: کم از کم پچیس بار " سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله اكبر" کہا جا سکتا ہے؛ یہ اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ اور میزان حسنات میں سب سے بھاری کلمات ہیں۔

۹: ایک منٹ میں کم از کم تیس بار " اللّٰهم صلِّ على محمد وعلى آلِ محمد" پڑھ سکتے ہیں، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ تین سو رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ ایک بار درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

Marfat.com

۱۰: ایک منٹ میں تیس بار: " لا حول ولا قوۃ إلا باللہ " کہا جاسکتا ہے، یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

۱۱: ایک منٹ میں چالیس بار اپنے گناہوں پر " استغفر اللہ" کہہ کر معافی مانگی جاسکتی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نہ صرف گناہ معاف کرتے ہیں، بلکہ رحمتوں کے نزول، رزق میں وسعت، غم و پریشانی سے نجات اور برائیوں کی اچھائیوں سے تبدیلی بھی ان کلمات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

۱۲: کم از کم چالیس بار "لا إلہ إلا اللہ" کہا جاسکتا ہے، جو میزان حسنات میں سب سے بھاری کلمہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو جہنم کے عذاب سے ایک دن ضرور آزاد کریں گے، خواہ اس کے عمل کچھ بھی ہوں۔

۱۳: ایک منٹ کے لیے اللہ تعالیٰ کی کارگری اور اس کی خلقت وقدرت میں غور وفکر انسان کے لیے دنیا وآخرت میں نجات کا سامان بن سکتا ہے۔

۱۴: ایک منٹ کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی نعمتوں کو اور بڑھایا جاسکتا ہے۔

۱۵: ایک منٹ میں کسی بھی نفع مند کتاب کا صفحہ یا ڈیڑھ صفحہ مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۶: اتنی دیر میں غلط کار کو نرمی وپیار اور حکمت کے ساتھ برائی سے منع کیا جاسکتا ہے، شاید دل پر اثر کا یہی وقت ہو۔

۱۷: اسی وقت میں ایک نیکی کا حکم دیا جاسکتا ہے، جس کا اجر عامل کے ساتھ بھلائی کا حکم دینے والے کو بھی ملے گا۔

۱۸: ایک منٹ میں راستے میں چلتے ہوئے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا سکتے ہیں، جو کہ ایمان کا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الإیمان بضع وسبعون شعبة ، أفضلها قول لا إله إلا الله ، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من

الإيمان .)) (شعب الایمان)

''ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ قسمیں ہیں، سب سے افضل "لا إله إلا الله" کا اقرار ہے، اور سب سے ادنیٰ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

۱۹: ایک منٹ میں کسی کو اس کا بوجھ اٹھانے میں، یا سوار کو سوار ہونے میں مدد کر کے نیکیاں حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۰: ایک منٹ کا ٹیلیفون صلہ رحمی کا حق ادا کرنے میں مددگار ہوسکتا ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خاص برکات حاصل ہوتی ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے اعمال ہیں جو انتہائی کم وقت میں بہت ساری نیکیاں کمانے کا سبب بن سکتے ہیں؛ اور ان میں اکثر اعمال ایسے ہیں جن کے کرنے کے لیے کسی خاص اہتمام یعنی وضو یا طہارت کی ضرورت نہیں، انسان کسی بھی حالت میں چلتے پھرتے، گھومتے ہوئے، گاڑی یا کسی کے انتظار میں کھڑے کھڑے؛ بیٹھے اور لیٹے ہوئے یہ امور بجالا کر اپنے میزان حسنات کو بھاری، اور اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَه﴾ (الزلزال)

''اور جو کوئی ایک ذرہ بھر بھی نیک عمل کرے گا، وہ اسے دیکھ لے گا۔''

❀❀❀❀

فصل دوم:

وقت کی بچت

وقت کیسے بچایا جائے؟...... یہ وہ سؤال ہے جو ہر ذی شعور، اور صاحب علم و دانست انسان کے ذہن پر مستولی ہوتا ہے۔

عقل مند وہ ہے جو یہ بات جان لے کہ اسے دنیا میں صرف نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ پس اس صورت میں ہی وقت کو ضائع ہونے سے تب ہی بچایا جاسکتا ہے جب دل میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہو۔اور انسان اپنے کاموں کو ایک نظام کے مطابق ترتیب دے۔ جن لوگوں نے اس قدر و قیمت کو جانا، ان کا بیان یہاں ممکن نہیں، پس ایک مثال کافی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے عامر بن عبدقیس رحمہ اللہ مشہور تابعی سے بات کرنا چاہی، تو انہوں نے کہا: ''سورج کی گردش روک دو، تاکہ میں تم سے بات کرنے کے لیے وقت نکالوں۔'' اس سے مقصود یہ نہیں کہ انسان اپنے امور دنیا کو بالکل سرے سے ترک کردے، اور جوگی بن کر بیٹھ جائے، ہرگز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا رهبانية فی الإسلام .)) (السنة للبغوی؛ مسند أحمد)

''اسلام میں کوئی رہبانیت (جوگی پن) نہیں ہے۔''

مقصود صرف وقت کی قیمت کا احساس دلانا ہے۔

مسلمان کی زندگی میں اصل تو یہ ہے کہ اس میں فراغت کا کوئی بیکار وقت ہوتا ہی نہیں کیونکہ مسلمان کا وقت اور اس کی عمر اللہ کی ملکیت ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیم و تربیت نوجوانوں میں یہ شعور پیدا کرتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر گھڑی کو اللہ کی امانت سمجھیں اور اسے خیر و بھلائی کے کاموں میں صرف کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اغتنم خمساً قبل خمسٍ: حیاتك قبل موتك ، وصحتك قبل سقمك ، و فراغك قبل شغلك ، وشبابك قبل هرمك ، وغناك قبل فقرك .)) (مستدرك حاكم)

''پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جان لیجیے: اپنی زندگی کو موت سے پہلے؛ اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اور اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے، اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور تونگری کو فقر سے پہلے۔''

پوری انسانیت کے معلم و مربی سیّد الانبیا محمد ﷺ کی ان بلیغ ہدایات پر غور کریں کہ کس طرح آپ ﷺ فارغ اوقات کو مفید کاموں اور نفع بخش تجارت میں صرف کرنے کا موسم قرار دے رہے ہیں کہ جس میں آدمی اپنے ایامِ صحت وتندرستی کو مرض و بیماری کے دنوں کے لیے اور عہدِ شباب کو بڑھاپے کے لیے خزانہ جمع کرنے میں لگائے ، یہ فارغ اوقات کے ضائع گزر جانے سے قبل ان سے استفادہ کرنے کی دعوت ہے، اور گزرا ہوا وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا، بیکار کر کے بٹھا دینے والے کسی مرض ، لاچار کر دینے والے بڑھاپے اور مصروف کر دینے والی کسی بھی بلا و مشکل کے گھیر لینے سے پہلے فرصت کی گھڑیوں کو غنیمت سمجھیں۔

حالی نے کیا خوب حال دل بیان کیا ہے:

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کرلو کہ تھوڑی ہے مہلت

یہ رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ فکر تھی۔ اور خود بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ اپنے گھر بیکار کبھی نہیں بیٹھا کرتے تھے۔''

انسان کو اس بات کا پختہ شعور اور احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیکار پیدا نہیں کیا، بلکہ اس کے اس دنیا میں آنے کا کچھ مقصد ہے، جسے اس نے حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴾ (الزمر : ۱۱)

''آپ فرمادیں: ''میں اس بات پر مامور ہوں کہ اخلاص کے ساتھ اس اللہ کی بندگی کروں۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نے اپنے نفس کو اللہ کے لیے کام کرنے کا عادی بنا دیا، اللہ تعالیٰ اس پر کسی دوسرے کام کو بوجھ نہیں بناتے۔'' (عدة الصابرین ۸۲)

- انسان کی فکر یہ ہو کہ کیسے وہ اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائے۔
- کیسے وہ خود بھی ہدایت یافتہ بن جائے، اور لوگوں کو بھی ہدایت کی راہ پر لے کر آئے۔
- اپنی تمام تر توانائیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کرنا۔
- وقت بچانے کے لیے بہترین مددگار تنہائی اور گوشہ نشینی ہے۔ جتنا ممکن ہو سکے انسان گوشہ نشین رہے، بقول مومن:

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں
ہوں اس طرح جہاں میں گویا نہیں ہوں میں

سلام وکلام اور حال واحوال پوچھنے میں اختصار سے کام لے۔ کھانے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ کیونکہ بہت زیادہ کھانے سے نیند بہت زیادہ آتی ہے، اور رات کا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ آنے والے صفحات میں چند ایسے امور کا ذکر کیا جائے گا جو وقت بچانے میں بہترین مددگار ہیں، صرف انہیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ إنہ ھو الموفق وھو

Marfat.com

علی کل شيءٍ قدیر۔

[۱]......نظام الاوقات کی ترتیب

نظام اللہ تعالیٰ کے پکے قوانین اور فطرت کے اصولوں میں سے ہے۔اور اسی پر زمین و آسمان قائم ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾﴾

(فاطر: ٤٣)

"سو آپ اللہ کا دستور کبھی بدلا ہوا نہ پائیں گے، اور آپ اللہ کا دستور کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔"

اس نظام کی سب سے واضح مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾﴾ (یٰس: ٣٨ - ٤٠)

"اور سورج کے لیے جو راہ مقررہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے، یہ ہے مقررہ کردہ اللہ تعالیٰ غالب علم والے کا۔اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں؛ یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔نہ سورج کی مجال ہے کہ وہ چاند کو پالے، اور نہ رات دن پر سبقت لے جانے والی ہے؛ سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے وقت کی تقسیم اور منصوبہ بندی سے متعلق سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا:

((یا حنظلة ! ساعة وساعة ، ولو كانت قلوبكم كما تكون

Marfat.com

عند الذكر لصافحتكم الملائكة .

مسلم ، أي : ساعة لربه وساعة لقلبه .))

''اے حنظلہ : ایک گھڑی اور ایک گھڑی ، اور اگر تمہارے دل ایسے ہی ہوں جیسے اللہ کی یاد کے وقت ہوتے ہیں تو ملائکہ تمہیں مصافحہ کریں۔''

''ایک گھڑی اور گھڑی سے مراد یہ ہے کہ ایک گھڑی رب کے لیے اور ایک گھڑی اپنے دل کے لیے ہو۔''

ابن قیم رحمہ اللہ کے ہاں وقت کی تنظیم سازی:

''کسی مناسب کام کا کرنا ، ایسے جیسا کہ اس کام کے لیے مناسب ہے، اور اس وقت میں جو اس کام سے مناسبت رکھتا ہے۔'' (تهذيب مدارج السالكين ٢/ ٧٧٦ ـ إدارة الوقت رؤية اسلامية خالد الجريسى ٣٥)

تنظیم سازئ وقت کے ماہرین کا اس پر تقریباً اجماع واتفاق ہے کہ:

''تنظیم سازی کے اہم ارکان میں سے : منصوبہ بندی، تنظیم سازی، رہنمائی ، نگرانی اور حتمی فیصلہ ہے۔'' (إدارة الوقت ۳۵)

نظام انسان کے لیے اس کی زندگی کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔اس کے بغیر زندگی میں بہت بڑا خلل اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نہ صرف انسان کا دل تنگ، پے در پے پریشانیاں ، جسمانی اور روحانی تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے، بلکہ وقت کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع بھی ہو جاتا ہے۔ اپنے شب و روز کے کاموں کو متعین کرنے اور آئندہ کے لیے منصوبہ بندی کرنے سے نہ صرف وقت بچایا جاسکتا ہے، بلکہ ہر کام کو اپنے وقت پر سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

نظام الاوقات اہم سے اہم تر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا جائے۔اس کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان عین وقت پر سوچ بچار اور الجھنوں میں وقت ضائع نہیں کرتا، بلکہ وہ مقررہ وقت پر پوری دل جمعی کے ساتھ وہ کام کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد حسین آزاد اپنی مشہور

Marfat.com

زمانہ کتاب ''نیرنگ خیال'' میں لکھتے ہیں:

''وقت ایک پیر ہن کہن سال کی تصویر ہے، اس کے بازؤوں میں پریوں کی طرح پر پرواز لگے ہیں، کہ گویا ہوا میں اڑتا چلا جاتا ہے، ایک ہاتھ میں شیشۂ ساعت ہے کہ جس سے اہل علم کو اپنے گزرنے کے انداز دکھاتا جاتا ہے، اور ایک میں درانتی ہے کہ لوگوں کی کشت امید یا رشتۂ عمر کو کاٹتا جاتا ہے۔ یہ ظالم خونریز ہے، کہ جو دانا ہیں اسے پکڑ کر قابو کر لیتے ہیں، لیکن اوروں کی چوٹیاں پیچھے ہوتی ہیں، اس کی چوٹی آگے رکھی ہے، اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو وقت گزر گیا وہ قابو میں نہیں آسکتا، ہاں جو پیش بین ہو، وہ پہلے ہی سے روک لے۔''

(نیرنگ خیال ص۱۱)

سو جس کام کے لیے جو وقت مقرر ہو، اسے اس وقت پر ادا کیا جائے۔ اور جس کام کی ضرورت ہو کہ اسے جلدی کیا جائے، اس کے لیے کسی دوسرے اہم کام کو مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے، مگر بالکل چھوڑا نہ جائے۔ کسی بھی کام کے دیرپا، مثبت اور عمدہ نتائج حاصل کرنے کے لیے بذیل طریقۂ کار پر عمل کیا جاسکتا ہے:

منصوبہ بندی سے مراد: ''اجتماعی کام کا وہ اسلوب جس میں اسباب اختیار کرتے ہوئے مستقبل میں پیش آنے والے تمام واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نظریاتی اور ایمانی بنیاد، اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہوئے ایک شرعی ہدف کو حاصل کرنے کے لیے کام کرنا ہے۔ یہ اللہ کی عبادت اور اس کائنات کی آبادکاری ہے۔''

(دراسة فی مجال الإدارة الإسلامية ۸۵)

فرناس عبد الباسط لکھتے ہیں: افرادی یا اجتماعی طور پر کسی مستقبل کے کام کو شروع کرنے کے لیے اللہ پر توکل اور اس کی مشیت پر ایمان رکھتے ہوئے تمام مشروع وسائل کو بروئے کار لانا، اور غیب پر ایمان رکھنا کہ اس کے جو بھی نتائج ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر میں ہوں گے۔'' (الإدارة الإسلامية المنهج والممارسة / حزام بن ماطر ص۷٦)

Marfat.com

نظام الاوقات کی ترتیب کے عناصر

ا۔ہدف کا تعین:

یہ منصوبہ بندی کا سب سے اہم ترین خاصہ ہے۔اوراس چیز کی طرف قرآن نے ہماری رہنمائی کی ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾﴾ (الملك: ٢٢)

''کیا ایسا انسان جو اپنے چہرہ کے بل چل رہا ہو، وہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ انسان جو سیدھی راہ پر ہو؟''

اس میں شک نہیں کہ سیدھی راہ پر چلنے والا زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ ایک معلوم شدہ اور متعین منزل کی طرف پیش قدمی کرنا خواہ وہ منزل دنیا کی ہو یا آخرت کی۔نظام اوقات کی منصوبہ بندی سے مراد اپنے دن، ہفتہ، مہینہ اور سال کے کاموں کا جائزہ لے کران کی تنظیم سازی کرنا ہے۔تاکہ انسان کا کوئی گھنٹہ یا دن بغیر کام کے اس طرح ضائع نہ ہونے پائے کہ اس کا کام اس کے سر پر کھڑا ہو، اوراس کا مقررہ وقت گزر جائے۔وقت کو منظّم کرنا نہ صرف انسان کے اہم واجبات ادا کرنے میں مددگار ہوتا ہے؛ بلکہ بلا وجہ محنت، عین وقت پر سوچ و بچار، اور مشقت سے نجات مل جاتی ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ انسان پہلے اپنا ہدف متعین کرے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے، اور کام کی نوعیت کیا ہے؟ اس امر کے لیے حسب ذیل باتیں ضروری ہیں:

ا: وقت کی چھان بین:

اس بات کا اندازہ لگایا جائے کہ وقت سے کیسے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے لیے چند ایک باتیں اہم ہیں:

۱۔ ٹائم ٹیبل سے مدد:......اپنے ٹائم ٹیبل کے ذریعے معلومات حاصل کرنا کہ

Marfat.com

کون سا کام کس وقت کرنا ہے۔

۲۔وقت کی تنظیم سازی: ...... تنظیم سازی کا شمار کسی بھی ادارے کے نظام کے کامیاب ہونے کے لیے اہم ترین عنصر شمار کیا جاتا ہے۔ تنظیم سازی: ''ایک ایسی اہم اور بڑی ذمہ داری ہے جس سے مقصود کسی بھی ادارہ میں اس کی کارکرگی کا تعین، اس کی جملہ صورتوں کی تحدید؛ اور پھر اعمال کو مختلف مجموعوں میں تقسیم کرنا تا کہ ہر کام پر ایسے شخص کی ذمہ داری لگائی جائے، جس میں اس کام کو بطریق احسن بجالانے کی شرائط موجود ہوں؛ اور اس کے ساتھ ہی اس کی تمام شرائط اور حقوق کی وضاحت، ادارہ کے اندرونی اور بیرونی تعلقات، افسر اور ماتحت، اور باہر سے ادارہ کے ساتھ تعاون کرنے والے خواہ وہ افرادی شکل میں ہوں یا تنظیمی شکل میں ان کے ساتھ تعلقات اور تعاون، اپنے انفرادی کاموں کی ترتیب اور ترجیحات اور اوقات کا تعین تنظیم سازی کہلاتا ہے۔''

ان سارے امور کو شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہی طے کرنا چاہیے تا کہ انسان اپنے اہداف کو مکمل کر سکے۔اس کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

۳۔منصب کی تنظیم سازی: ......کوئی بھی ادارہ خواہ وہ خدمت خلق سے تعلق رکھتا ہو، یا تجارت وصناعت اور دیگر گھریلو یا انتظامی امور سے، اس میں کئی ایک لوگ اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی پر کمر بستہ پائے جاتے ہیں۔ جن کے آپس میں مناصب اور مراتب، کام کرنے کی صلاحیتیں؛ تعلیمی قابلیت اور مہارت وتجربات مختلف ہوتے ہیں؛ اور اسی لحاظ سے ذمہ داریاں بھی تفویض کی جاتی ہیں۔کوئی افسر بالا ہے تو کوئی ماتحت؛ کوئی معاون ہے تو کوئی اصل کارندہ اور جوابدہ۔ یہ سارے اگر آپس میں مل جل کر اور ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے ہوئے نہ چلیں تو ادارہ کی لمبی دیر تک کامیابی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا﴾ (الزخرف: ۳۲)

Marfat.com

''ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تا کہ ایک دوسرے سے خدمت لے۔''

امام قرطبی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: '' تا کہ بعض ایک دوسرے کے ماتحت ہو کر کام کریں۔ ابن سدی فرماتے ہیں: تا کہ ایک دوسرے کے خدمتگار اور مددگار بن کر کام کرو۔''

(قرطبی ۸۳/۱۶)

کیوں کہ باہم واجبات کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مجاز افسران ؛ اور متعلقہ لوگوں کی بات مان کر چلا جائے ؛ اور اس عمل کو پوری امانت داری سے بجالایا جائے۔ وقت کی تنظیم سازی کے لیے آنے والے مراحل چھ ہیں۔ جن کی عمدہ تنظیم سازی کے لیے اِن امور کا لحاظ رکھا جائے:

۱۔ روزانہ کے کاموں کا ٹائم ٹیبل۔

۲۔ ہفتہ وار اور ماہانہ کاموں کی ترتیب۔

۳۔ بعض امور میں دوسروں کی خدمات کا حصول۔

۴۔ کام کے لیے مناسب جگہ اور وقت کی تلاش۔

٤۔ اعمال کی تنظیم سازی:...... تا کہ ہر شخص کے لیے اس کی تعلیم، قابلیت؛ مہارت اور تجربہ کے مطابق ذمہ داریاں تقسیم کی جائیں۔ اور ہر انسان اپنی ذمہ داری کو اچھی صورت میں واضح طور پر مکمل کر سکے۔ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۞﴾

(یوسف: ۵۵)

''(یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں۔''

اس موقع پر ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسا جانکار اور باصلاحیت انسان آنے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکے ؛ تو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اس مہم کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا تا کہ

Marfat.com

وہ آنے والے وقت میں مشکلات سے نمٹنے کے لیے منصوبہ سازی کر کے اسے نافذ کرسکیں۔
اور یہی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی ہے کہ ہر کام کے لیے کچھ لوگ مخصوص ہونے چاہئیں جو اسے بطریق احسن پورا کرسکیں، فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ (التوبہ: ۱۲۲)

''اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ بچ سکیں۔''

یہ آیت ذمہ داریوں کی تقسیم اور اعمال کی تخصیص میں ایک شاہ کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں واضح توجیہہ ہے کہ سارے لوگ جہاد کے لیے نہ نکل پڑیں؛ بلکہ کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو علم و تعلم سے وابستہ رہیں تاکہ مجاہدین کے واپس آنے پر انہیں احکام شریعت سے روشناس کرائیں۔ کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایک انسان ایک وقت میں بہت سارے کام یکدم سرانجام دے سکے۔ بلکہ اس میں الٹا وقت اور صلاحیتوں کا ضیاع اور نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَّا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ (الاحزاب: ۴)

''اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔''

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسانی طاقت وقدرت ایک ہی وقت میں کئی امور بجالانے سے قاصر ہے۔ اس کے لیے مناصب اور ذمہ داریوں کی تقسیم اور تخصیص ہونی چاہیے۔

۲۔ صاحب بصیرت ہونا:

زندگی کو بامعنی اور باقیمت ہونا چاہیے۔ بے معنی زندگی کا تصور ختم کیجیے۔ آدمی کو ہرگز

Marfat.com

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو۔قوت اور جدو جہد کا مادہ خیالات اور خوابوں سے پیدا نہیں ہوتا۔مبالغہ آمیز خیالات نقصان دہ ہوتے ہیں۔اس کی اصل وجہ حقائق سے اجنبیت اور بصیرت سے دوری ہے۔جب کہ ہمارے دین کی اولین ترجیحات میں سے صاحب بصیرت ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ١٠٨﴾ (یوسف: ١٠٨)

''آپ فرما دیجیے! یہ میرا راستہ ہے، اور میں پوری بصیرت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں اور میرے متبعین (بصیرت پر ہیں) اور میں مشرک نہیں ہوں۔''

ہدف کے حصول میں صاحب بصیرت ہونے سے اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اچھے اور برے پہلوؤں کی وضاحت کے ساتھ مشکلات اور انجام کھل کر سامنے آتے ہیں، جن کی بنا پر ہدف کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔

۳۔منہج کا انتخاب:

مراد یہ ہے کہ اہداف کو ان کی اہمیت کے لحاظ سے ترتیب دینا۔سب سے زیادہ اہم پہلے، اس کے بعد اس سے کم تر؛ اور اسی ترتیب سے آگے چلنا۔اس طرح اپنے ہدف کی اہمیت کو سمجھنے، اسے پانے اور وقت بچانے میں بہت بڑی مدد ملتی ہے۔اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (التحریم: ٦)

''اے ایمان والے لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

اس آیت میں سب سے پہلے اپنے نفس اور اہل خانہ کی اصلاح اور جہنم سے نجات کے

Marfat.com

حصول کے لیے رہنمائی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو کام زیادہ اہم، وقت کی ضرورت، اور زیادہ ثمر آور ہو اسے اختیار کیا جائے۔ اور یہ دیکھا جائے کہ اس کام کا کرنا آپ کی ذمہ داریوں میں سے ہے یا نہیں؟ اور کیا آپ یہ کام کرنے کے اہل ہیں یا نہیں؟

۴۔ منصوبہ سازی:

چھان بین کے بعد یہ فیصلہ کرنا کہ کسی کام کو مقررہ وقت پر اور مطلوبہ معیار کے مطابق کیسے بروئے کار لایا جائے۔ اس کے اجزا اور تفاصیل سے آگاہی حاصل کر کے اس کے لیے مکمل پروگرام تیار کرنا۔

۵۔ عمل درآمد (منصوبہ بندی کا نفاذ):

غیر ضروری امور سے اجتناب کرتے ہوئے مقررہ وقت پر اور مقرر طریق کار اور اسلوب کے مطابق کام شروع کیا جائے، اور اسے مکمل کیے بغیر نہ چھوڑا جائے۔

۶۔ تجزیہ (نگرانی اور دیکھ بھال):

یعنی جتنا کام ہو چکا ہے، اسے اس منصوبہ بندی اور پلاننگ کی روشنی میں دیکھا جائے کہ کہاں پر کمی ہے کہ اسے دور کیا جائے، اور کون سی چیز غلط ہے اس کی اصلاح کی جائے۔ اور کام سرانجام دینے میں جلدی نہ کی جائے؛ بلکہ اس کام کو عمدگی اور خوب تر صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک: ۱)

"تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے۔"

لوگ بھی کبھی اس بات کو نہیں پوچھتے کہ کتنے وقت میں یہ کام کیا؟ بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کام کتنا اچھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں: مہنگا ایک بار سستا بار بار۔ ایک بار جو کام کرنا ہے خوب پختگی اور عمدگی کے ساتھ ایسے کیجیے کہ اس میں کوئی عیب نہ نکال سکے۔

۷۔ استقامت:

استقامت کو ہم مستقل مزاجی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ لغوی لحاظ سے اس کا معنی ہے:

Marfat.com

سیدھا کھڑا ہونا۔اور شرعاًاس کا معنی ہے :اللہ تعالیٰ کی توحید کومضبوطی سے تھامتے ہوئے فرائض کی ادائیگی ،اور محرمات سے اجتناب میں منہمک رہنا۔عرف میں اس سے عام اور سادہ لفظوں میں یہ مراد ہے کہ کسی کام کوشروع کرنے کے بعد اس وقت تک ترک نہ کیا جائے جب تک اس کا مقصد پورا نہ ہوجائے۔ اور اس میں کامیابی کا حتمی فیصلہ نہ ہوجائے۔ استقامت یا مستقل مزاجی ایک بہت بڑی ہی نعمت اور تمام کامیابیوں کی اصل اساس ہے۔ اگر ایک کام شروع کیا گیا،اوراس میں وقتی طور پر نا کامی ہوگئی،تو انسان کو حالات سے گھبرا کر اور مایوس ہوکر اس کام کوترک نہیں کردینا چاہیے، بلکہ اس میں کامیابی کے لیے دوبارہ کوشش کرنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾﴾

(الجن: ١٦)

”اور اگر وہ اپنی راہ پر استقامت سے رہتے ،ہم انہیں وافر مقدار میں شیریں پانی پلاتے۔“

اور ایک موقع پر استقامت کا اجر بیان کرتے ہوئے انسان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرشتوں کے نزول کی بشارت دی،فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (فصلت: ٣٠)

”بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے،اور پھر وہ اس پر ڈٹ گئے ،ان پر ملائکہ نازل ہوں گے۔“

مقاصد کی بارآوری میں خصوصاً جب ہدف بھی نیک اور اچھا ہو، اخلاص بھی کامل ہو،تو استقامت ایک انتہائی اہم ترین وسیلہ ہے جو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔یا یوں سمجھ لیجیے کہ نیک اعمال پر ملنے والا انعام استقامت ہے ، اور ان اعمال کو بقا اور دوام بخشنے والی چیز استقامت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل .)) (متفق عليه)

''اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو باقاعدگی کے ساتھ (دائمی) ہو، خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔'' (تفصیل کے لیے دیکھو: میری کتاب ''ہمت واستقامت'')۔

۸۔ وسائل کا استعمال:

وسائل کو بروئے کار لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ⑮﴾ (الملك: ١٥)

''وہ اللہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے پست کردیا، سو اس کی راہوں میں چلو، اور اس کے رزق میں سے کھاؤ، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

ہمیں زمین کی راہوں پر چلنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد اُن وسائل کا اختیار کرنا ہے جن کا استعمال اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے حلال ٹھہرایا ہے۔ ان میں سب سے اہم ترین وقت ہے، جو کسی بھی ہدف کو حاصل کرنے کا ایک اہم ترین وسیلہ ہے۔ وقت کی بہت بڑی عظمت اور اہمیت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کے لیے مسخر کیا ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

وسائل سے مراد مطلوبہ ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ممکنہ اشیا اور طاقت کو استعمال میں لانا۔ عصر حاضر میں خرابی کا ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ لوگ ہدف اور وسیلہ میں فرق نہیں کر پاتے؛ جس کی وجہ سے ہدف وسیلہ اور وسیلہ ہدف بن کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ جتنے ہی اہداف زیادہ ہیں، وسائل بھی اتنے ہی زیادہ ہیں اور اب ان میں تمیز ناممکن ہوگئی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ: اگر کوئی بڑی ڈگری حاصل کرتا ہے، یہ ڈگری اصل میں ہدف نہیں ہے۔ ہدف اس تعلیم کے حصول کے بعد عملی میدان میں عوام اور قوم کے لیے اعلیٰ خدمات پیش کرنا ہے۔

انسان کی ملازمت خواہ وہ افسر ہو یا ماتحت، یہ اصل ہدف نہیں ہے۔ اصل ہدف تو اپنی اقتصادی حالت کی بہتری کو برقرار رکھنا ہے، یا اسے بہتر بنانا ہے۔ اور اس کا ہدف لوگوں کے

Marfat.com

لیے سہولت اور خدمت کا پیش کرنا ہے۔

جہاد کرنا اور اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا یہ ہدف نہیں ہے۔ جہاد ایک وسیلہ ہے، جب کہ ہدف زمین میں اللہ کے دین کا نفاذ اور اس کی سر بلندی ہے۔

وسائل میں اہم ترین وسیلہ دعا ہے، جو آسمانوں کے دروازے کھول دیتی ہے، اور عرش کو ہلا دیتی ہے۔ جو تقدیر کے فیصلوں کو بدل سکتی ہے وہ بس فقط دعا ہے، شاعر سے معذرت کے ساتھ:

دل سے جو دُعا نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

۹۔متبادل پر نظر:

کسی ایک ہدف کے تعین سے قبل انسان کو چاہیے کہ وہ مختلف چیزوں کے درمیان مقارنہ اور مقابلہ کر کے جائزہ لے ؛ کون سی چیز، کون سے ہدف اور عمل افضل ہے۔ جتنا زیادہ ممکن ہو سکے افضل ہی کو اختیار کرے۔ جب انسان ہدف متعین کر چکے ،اور اس کے لیے مناسب وسائل بھی بروئے کار لائے؛ اب کامیابی کی امید تو قوی ہے ،لیکن اس کے باوجود ناکامی کا احتمال بھی ہے؛ کیونکہ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے،اور کیا ہونا ہے،غیب کا علم صرف اسی کو ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام : ۵۹)

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں،سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔''

اس صورت میں ایسا متبادل ہدف ، یا مذکورہ ہدف کے لیے متبادل وسائل پر نظر ہونا ضروری ہے تا کہ اس کو بالکل شکستہ ہمت ہو کر نہ بیٹھنا پڑے ، بلکہ اپنی جدو جہد کو جاری رکھنا چاہیے تا کہ زندگی کا مقصد حاصل کر سکے۔

[۲]...... صحت کا خیال

جسمانی، ذہنی اور روحانی صحت اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت ہے۔ اور زندگی سے فائدہ صحت وعافیت کے ہونے کی صورت میں ہی ممکن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((إن لزبك عليك حقاً وإن لنفسك عليك حقاً ، وإن لأهلك عليك حقاً ، ...... فاعط كل ذي حق حقه .))

''بے شک تجھ پر تیرے رب کا حق ہے، اور تیرے نفس کا اور تیرے اہل وعیال کا حق ہے، ......پس ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔'' (مسند عبد بن حمید)

اور فرمایا:

((نعمتان مغبونٌ فيهما كثير من الناس ، الصحة والفراغ .))

(صحيح/ابن ماجه)

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی بابت بہت سے لوگ دھوکہ میں ہیں، صحت اور فراغت۔''

وقت اور زندگی سے صحیح معنوں میں تعمیری کام لینے کے لیے جسمانی صحت وعافیت اور آرام کی حفاظت کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ مسلسل کام سے جی اکتا جاتا ہے، اور جس طرح بدن کسی کام کے کرنے سے تھک جاتے ہیں؛ ایسے ہی دل بھی تھک جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ وقت کا ایک مناسب حصہ مناسب اور مباح تفریح کے لیے مختص کیا جائے۔ جناب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((روّحوا القلوب ساعة بعد ساعة ، فإن القلب إذا أكره أعمى .)) (الوقت عمار أو دمّار ص ۲۱)

''اپنے دلوں کو وقفہ کے بعد آرام پہنچاؤ، بے شک اگر دل کو کسی چیز پر مجبور کیا جائے، تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔''

نینداور آرام کا خیال نہ رکھنا، بغیر کسی وقفہ کے اور آرام کیے بغیر مسلسل کام کرتے جانا، یہ وقت سے حقیقی استفادہ نہیں ہے۔ کیونکہ انسان اس کی طاقت نہیں رکھتا، اور یہ چیز فطرتی اصولوں سے ٹکراؤ رکھتی ہے؛ جس کے نتیجہ میں کمزوری اور آخر کار ہلاکت رو پذیر ہوتی ہے۔ مثبت کے بجائے منفی نتائج سامنے آتے ہیں؛ جس میں دوہرا نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بدن کو اس کا حق دیا جائے۔ امام شوکانی ''﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾ ''

Marfat.com

اور ہم نے رات کو تمہارے لیے آرام دہ بنایا ہے۔" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یعنی تمہارے بدن کے آرام کے لیے۔"

وہ کام جو انتہائی انہماک کی وجہ سے صحت پر اثر انداز ہونے والا ہو، اور جس کی وجہ سے دوسرے وقت میں کئی ایک کام رہ جائیں، وہ کسی طرح بھی بہتر اور پسندیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل.)) (متفق عليه)

"اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو باقاعدگی کے ساتھ ہو، خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔"

جب ہم تندرست ہوتے ہیں تو اس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔ جسم میں نشاط، دل میں امنگ، افکار میں جوش اور جولانی، خون میں قوت اور روانی، جذبات میں انگڑائی اور اعصاب میں توانائی ہوتی ہے؛ افکار وخیالات ہر قسم کی پریشانیوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ زمانہ کی جدتوں سے کشاکش اور عہد برآ ہونے میں مدد ملتی ہے۔ زیادہ دیر تک مثبت انداز میں کام کر سکتے ہیں۔ رغبت، لگن، شوق اور ولولہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص سادہ لوحی یا سستی سے جسم کی مناسب دیکھ بھال نہیں کرتے؛ اور صحت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ کھانے پینے میں بے اعتدالی، مے خواری، سگریٹ نوشی، گٹکا اور پان جیسی مضر صحت اشیا کا استعمال کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ کام بھی کیے چلے جاتے ہیں۔ ایک نہ ایک وقت آتا ہے کہ ایسے انسان کو پچھتانا پڑتا ہے، مگر اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ کسی نے بہت خوب کہا تھا

ایک لمحہ کی مسرت بھی بہت ہوتی ہے
لوگ جینے کا سلیقہ ہی کہاں رکھتے ہیں

جان لیجیے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔

Marfat.com

[۳]......احتساب وقت

کیا کھویا اور کیا پایا؟ نقصان اور فائدہ کی نسبت کیا رہی؟ اس عمل کو پرکھنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتساب کی ضرورت ہے۔ ایسا کرنے سے ضائع شدہ وقت پر افسوس وحسرت آنے والے اوقات کے لیے نشانِ منزل اور چراغ راہ ہے۔ کیونکہ اس ندامت سے تلافی کا جذبہ اور نئے عمل کے لیے عزم جواں پیدا ہوتا ہے۔

ایک شاعر نے جب حقیقتِ وقت اور احتساب کا ادراک کیا، اور زندگی کا معنی ومقصد سمجھ لیا تو اس نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے تاثرات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا؛ وہ کہتا ہے:

حاسب زمانك فی حال تصرفه
تجده أعطاك أضعاف الذي سلبا
والله قد جعل الأيام دائرة
فلا ترى راحة تبقى ولا تعبا

"اپنی کارکردگی میں زمانے کا احتساب کرو، تو دیکھو گے کہ جو کچھ زمانے نے آپ سے لیا ہے، اس سے کئی گنا بڑھ کر آپ کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایام کو گردش میں رکھا ہے، لہٰذا نہ مشقت باقی رہنے والی ہے اور نہ راحت۔"

فرمان الٰہی ہے:

﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(الزمر: ٣٤)

"ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو وہ چاہیں گے؛ نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔"

اور ضائع شدہ وقت پر توبہ واستغفار کرنا بھی روحانی برکات کے حصول کا ذریعہ ہے، جس سے سابقہ کی تلافی ممکن ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''سچا مسلمان اپنے نفس کا دشمن سے زیادہ سخت محاسبہ کرنے والا ہوتا ہے۔'' اور فرمایا کرتے تھے:'' مومن اپنے نفس پر نگہبان ہوتا ہے، جو اللہ کے لیے اس کا محاسبہ کرتا ہے ,اور بے شک آخرت میں ان لوگوں کا حساب آسان ہوجاتا ہے جنہوں نے اس دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا، اور آخرت میں ان لوگوں پر حساب بہت گراں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے نفس کو بغیر محاسبہ کے چھوڑ دیا۔''

(الوقت في حياة السلم ١٥)

عمر بھر انسان پر اس کے اوقات کے خزانے پیش کیے جاتے ہیں سوا سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ان اوقات کو نیک اعمال سے بھر دے، اور کوئی بھی لمحۂ حیات خالی نہ چھوڑے۔ اپنے آپ کو کام چوری، تن آسانی؛ آرام پسندی اور سستی کا عادی نہ بنائے۔ اور اگر اس سے ان اوقات میں کوئی گناہ کا کام ہوجائے اور پھر وہ اس پر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ توبہ قبول فرماتے ہیں۔ مگر اسے وہ محسنین کا ثواب تو نہیں مل پاتا۔ یہی وہ وقت کا خسارہ ہے جس سے نجات کے لیے تمام تر مساعی بروئے کار لائی جارہی ہیں۔

[۴]......ذاتی تربیت اور قوت

انسان کی منصوبہ بندی میں کامیابی اور اپنے ہدف کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے لیے عملی طور پر کام نہ کیا جائے۔ اور اس میں توانائی نہ صرف کی جائے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان توانائیوں کی نشاندہی نہ کردی جائے، جن کے ذریعے اس ہدف کا حصول ممکن ہو۔ انسان کی ذاتی توانائی اور قوت اس عمل کی بنیاد اور اصل ہے۔ اس کے علاوہ باقی تمام امور اس کے تابع ہیں۔

اگر ذاتی قوت کمزور ہوگی؛ یا کم استعمال کی وجہ سے تندرست نہ ہوگی، تو اس صورت میں نہ صرف اپنا، بلکہ دوسرے لوگوں کے وقت کا بھی ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہوجائے گا۔ یہاں

Marfat.com

پر ذاتی تربیت سے مراد عقلی، علمی، ثقافتی، جسمانی اور خاص طور پر اس فن کی تربیت ومہارت ہے، جس میں کام کرنے کا ارادہ ہے۔ جس پر روحانی تربیت، عقیدہ وعبادت، حسن اخلاق اور محنت وکوشش نور علی نور ہے۔ یہ قوت وطاقت کی اہمیت ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی پر عظیم الشان فریضہ عائد کرتے ہوئے اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ (مریم: ۱۲)

''اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ رکھو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف وفي كل خير.)) (مسلم)

''طاقت ور مومن اللہ کے ہاں کمزور مسلمان سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، ان میں سے ہر ایک میں خیر ہے۔''

اسی وجہ سے اسلام نے مثبت سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((إرموا واركبوا ، وأن ترموا أحب إلي من أن تركبوا.))

(الاداب للبیہقی)

''تیر اندازی اور گھڑ سواری کرو، اور یہ کہ تم تیر اندازی کرو یہ میرے نزدیک گھڑ سواری سے زیادہ محبوب ہے۔''

پہلی حدیث میں طاقت اور قوت سے مراد عزائم کی طاقت اور پختگی ہے۔ ذاتی شخصیت کی تعمیر اور قوت کے حصول کے لیے چند ایک امور ناگزیر ہیں۔ جن میں سب سے پہلا کام اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرنا کہ وہ ان لوگوں میں سے بنا دے، جو خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، اور ان کی کوئی گھڑی بیکار نہیں گزرتی، اور کامیابی جن کے قدم چومتی ہے۔ کیونکہ دعا ہی مومن کا اصل ہتھیار اور سرمایہ ہے۔ اور اسے تمام جدو جہد پر فضیلت اور

Marfat.com

سبقت حاصل ہے۔ اس لیے کہ ہم جس سے مانگ رہے ہیں وہی اصل توفیق دینے والا، برکت دینے والا، اور تمام بھلائیوں کی راہیں آسان کرنے اور ہر چھوٹے بڑے کام میں کامیابی سے ہمکنار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن: ٦٠)

''مجھے پکارو، میں ہی تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔''

اور حدیث قدسی میں ہے:

((أنا عند ظن عبدي بي ، وأنا معه إذا دعاني .)) (متفق عليه)

''میں اپنے بندہ کے میرے متعلق حسن ظن کے پاس ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔''

دعا کے بعد جو امور ہمیں اپنی ذات کی تعمیر اور اصلاح میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں، ان میں:

۱: ہر انسان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہو؛ اور یہاں بھی اور روزِ قیامت اس کے متعلق ضرور سوال ہونے کا یقین ہو۔

۲: اپنے نفس کا احترام، اپنی صلاحیت پر اعتماد، اور مزید صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش۔

۳: دوسرے کے بہتر اور اچھے کام پر رشک اور اس کی تعریف، اور اپنے اعمال کو اس سے آگے بڑھانے کی کوشش۔ اور حسد سے ہر طرح سے مکمل اجتناب؛ کیونکہ حسد سے کارکردگی کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

۴: اُمورِ آخرت میں غور و فکر، اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین جو اس نے نیک کاروں کے ساتھ کر رکھا ہے۔

۵: اس دنیا کی فانی زندگی کا آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی سے موازنہ؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من كانت همه الآخرة ، جمع الله له شمله ، وجعل غناه في قلبه ، وأتته الدنيا راغمة .)) (ابن ماجه)

”جس انسان کا ارادہ صرف آخرت کا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تمام اسباب کو جمع کر دیتے ہیں، اور اس کو دل کی تونگری سے نوازتے ہیں، اور دنیا اس کے پاس ناک کے بل چل کر آتی ہے۔“

۶: اس چیز پر توجہ کہ نیک اعمال کا اثر مر کر بھی باقی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ﴾ (یٰس: ۱۲)

”بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اور اس چیز کو لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا، اور جو پیچھے چھوڑ آئے۔“

[۵]......علم اور مال

کسی بھی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ دو بنیادی اور اہم ترین چیزیں ہیں۔ عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ انسان کو جن علوم کی معرفت کی ضرورت ہے، وہ بے شمار ہیں۔ جن میں سرفہرست عقیدہ، دین اور شریعت کے علوم ہیں۔ اور اس کے بعد اپنے فن میں مہارت، اس کی باریکیوں سے جانکاری، اور اسرار سے آشنائی انتہائی اہم ہیں۔

مال اگرچہ اس کا شمار ذاتی قوت میں نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور یہ ایک دوسرے سے مل کر نمو و تربیت و ترقی پاتے ہیں۔ مال کو زندگی میں شہ رگ کی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَكُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ قِیٰمًا﴾

(النساء: ۵)

”بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ ﷻ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے۔“

مال کا نہ ہونا انسان کو طرح طرح کی آزمائشوں سے دوچار کر دیتا ہے۔ حتی کہ بسا اوقات

Marfat.com

معیشت کے مسائل انسان کو کفر کے ارتکاب پر مجبور کر دیتے ہیں۔ مگر انسان کو چاہیے کہ صرف مال پر نظر رکھنے کے بجائے اس کے ذریعہ کسب اور صرف پر بھی نظر رکھے، اور ان میں اسلامی تعلیمات کا خاص خیال رکھے۔ شاعر کہتا ہے:

تفكر في نقصان مالك دائماً
وتغفل عن نقصان دينك والعمر
ويثنيك خوف الفقر عن كل طاعة
وخيفة حال الفقر شر من الفقر

"آپ ہمیشہ اپنے مال کے نقصان کی فکر میں رہتے ہیں۔ اور اپنے دین اور عمر کے نقصان سے غافل ہیں۔ اور تنگ دستی کا خوف تمہیں ہر ایک اطاعت سے باز رکھتا ہے۔ حالانکہ فقر کا خوف فقر سے بڑھ کر شر انگیز ہے۔"

[٦]...... آلات کا استعمال

انسانی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہی ان آلات کے استعمال کی تاریخ بھی شروع ہوتی ہے جنہیں انسان نے ایجاد کیا۔ قرآن نے بہت سی ان چیزوں کی طرف اشارہ کیا جو انسانی کارگری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۝۵﴾

(العلق: ٤ تا ٥)

"جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا؛ جس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہیں تھا۔"

اللہ تعالیٰ مختلف انسانی وسائل اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد، اور مستقبل میں نئی ایجادات کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿وَّ الۡخَیۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ الۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡهَا وَ زِیۡنَةً ؕ وَ یَخۡلُقُ مَا لَا

Marfat.com

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ (النحل: ۸)

''اور گھوڑا، اور خچر اور گدھا تاکہ تم ان پر سواری کرو، اور زینت بھی ہیں، اور تمہارے لیے وہ کچھ پیدا کرے گا جو تم جانتے نہیں۔''

ان سب چیزوں کا ذکر بطور ایک مستعمل آلہ کے آیا ہے۔ جن کے ذریعے مقاصد انجام پا رہے ہیں، اور انسان ایک بہت بڑی مشقت برداشت کرنے سے بچ جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان وہ آلات استعمال کرے جن سے وہ اپنا مقصود پا سکے، اور مطلب کم محنت سے اچھی طرح حاصل ہو جائے۔ اور کام زیادہ دیرپا بھی ہو۔

موجودہ دور میں امور زندگانی نبھانے کے لیے اگر کوئی ٹائم ٹیبل ترتیب دیا جائے تو موبائل بہترین مددگار ہے۔ ایک موبائل میں کئی اوقات اور امور کی ترتیب کے لحاظ سے مختلف الارم لگائے جا سکتے ہیں، اور ان کے ساتھ ایک یاد دہانی کا نوٹ بھی لکھا جا سکتا ہے۔ اس کا الارم مقررہ وقت پر یا اس سے کچھ وقت پہلے کے لیے رکھا جا سکتا ہے۔ جو کہ بہت بڑی نعمت ہے؛ مگر اس نعمت کے اس پہلو کا استعمال بالکل کم ہے اور منفی استعمال زیادہ ہے۔

[۷]...... باہمی تعاون

خیر و برکت، ترقی و قوت کا راز تعاون میں پوشیدہ ہے۔ مومنین کی مثال دو ہاتھوں کی مانند ہے؛ ایک ہاتھ دوسرے کو دھوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدہ: ۲)

''نیکی اور پرہیزگاری کے امور میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

کارکنان اور دیگر افراد سے کام لینے کے لیے کئی امور پر نظر رکھنی ضروری ہے:

Marfat.com

۱۔ مشاورت:

اسے آپ جدید انداز یا عصر حاضر کے محاورے میں کارنر میٹنگ کا نام دے سکتے ہیں۔ یہ آپس میں تبادلہ خیال کے نتیجہ میں کم وقت میں اچھے اور مثبت نتائج حاصل کرنے کا نام ہے۔ اس کے کئی ایک معاشرتی اور روحانی فوائد ہیں:

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ ''اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کیجیے۔''

رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے، حدیث میں ہے:

((ما خاب من استخار، وما ندم من استشار، وما عال من اقتصد.)) (معجم الکبیر ۲/۱۷۵)

''جس نے استخارہ کیا وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا؛ اور جس نے مشورہ کیا اسے ندامت نہیں اٹھانا پڑتی، اور میانہ رو کبھی فقر میں مبتلا نہیں ہوتا۔''

اس میں کارکنان کی حوصلہ افزائی ہے، جس سے ان میں کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، اور جذبات بڑھتے ہیں۔

اعلیٰ افسران اور نگران یا دیگر افراد کی دلجوئی ہے جس میں آپ کے اوپر والا آپ پر اور اس کام پر خوش رہے گا، اور حسن انجام کی صورت میں وہ مزید حوصلہ افزائی کرے گا، اور غلط انجام کی صورت میں صرف آپ پر ملامت نہیں آئے گی۔

۲۔ تجربات سے فائدہ:

درحقیقت مشاورت میں ہی آپس میں آرا وافکار اور مشاہدات کا تبادلہء خیال ہوتا ہے، اور دوسروں کے تجربات اور مہارتوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لہٰذا نئے سرے سے تجربات میں وقت اور مال ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ ایک خیر خواہ نے بہترین مشورہ دیا تھا کہ: جب بھی کوئی کام کرو، اپنے سے بڑوں سے مشورہ کرلو، نہ ہونے کی صورت میں آپ پر ملامت نہیں آئے گی، اور کام ہوجانے کی صورت میں ان کا دل خوش ہوگا، آپ کے لیے

Marfat.com

دعائیں نکلیں گی۔ اور ایک مجلس کی بات دوسری جگہ مت پہنچاؤ، اس سے عزت وقار ختم ہوجاتے ہیں اورانسان ناقابل اعتماد ہوجاتا ہے۔ دوسروں کے تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ، تاکہ جس بات پر پہلے سبق حاصل ہوچکا ہے، اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں تردد نہ ہو۔

۳۔مشکل سے اجتناب:

اسلام کی اساس آسانی اور عدم حرج پر ہے۔ جس کا واضح ثبوت ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں وہ تم پر سختی نہیں کرنا چاہتے۔''

رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کا اختیار دیا جاتا تو ان میں سے آسان کو منتخب کرتے۔ اس میں انسان کی صلاحیت ضائع ہونے کے امکانات کم اور فائدہ کے امکانات یقینی ہوجاتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ کے تکلف اور نفس کے امتحان، اور وقت کے ضیاع سے انسان بچ جاتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی کارکن کسی مشکل کام کے اختیار کرنے کا مشورہ دے؛ یا وہ کام اپنے سر لے لے۔ اس صورت میں جب تک کسی کی صلاحیت پر مکمل اعتماد اور تجربہ نہ ہو تو کسی بھی کام پر ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف مالی خسارہ متوقع ہے، بلکہ ایک پوری ٹیم کے وقت اور صلاحیتوں کے ضیائع کا بھی امکان ہے۔

۴۔قوت ارادہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ١٥٩﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''اور جب کسی کام کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسا رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

قوت ارادہ سے مراد اپنے دل کو کسی کام کرنے یا چھوڑ دینے یا اختیار کرنے کے لیے

پوری طرح سے تیار کرنا اور پھر اس پر پوری شدت اور عزم کے ساتھ قائم رہنا۔ جتنا ایمان مضبوط ہوگا، اتنا ہی ارادہ مضبوط اور عزم بلند ہوگا۔ مختلف قسم کی عبادات کو بروقت بجالا نا نفس کی تربیت اور قوت ارادہ بڑھانے کے لیے بطور ایک آلہ کے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد قوتِ ارادہ کو چار چاند لگادیتی ہے۔ اور توکل اس پر مہر درخشاں کا منظر پیش کرتا ہے۔ اور اسباب اس شب درخشندہ کے جگمگاتے ستارے ہیں جن سے منزل کی راہوں پر ضیا پاشیاں ہورہی ہیں۔ اور سچی طلب اس منزل تک کی سواری ہے، اور اخلاص اس کی لگام۔ ذکر الٰہی اور اس سے مدد کی طلب اس سواری کا حدی خواں ہے۔

[۸]...... بلند ہمتی

اللہ تعالیٰ نے کئی مواقع پر بلند ہمت لوگوں کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے، اور انہیں جواں مرد کے خطاب سے نوازا ہے، فرمایا:

﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾ (الکھف : ۱۳)

"ہم اُن کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں وہ کئی جواں مرد تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے؛ اور ہم نے اُن کو اور زیادہ ہدایت دی تھی۔"

سورت احزاب میں بھی ایسے لوگوں کے متعلق بیان ہوا ہے۔ جن کو ان کی ہمت کے مطابق منزلیں کچھ مل گئیں، اور کچھ کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔ جس کے بیان سے مقصود عظمت کے پانے کے لیے خیر کی راہ اور ہمت کا تعین کرنا ہے۔ کیونکہ عالی ہمت اور اعلیٰ سوچ رکھنے والے لوگ ہمیشہ عالیشان امور پر نظر رکھتے ہیں، اور اپنی زندگی کا ہر پل اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ منزل کا تعین انسان خود کرتا ہے، اس کی جانب اسباب کے تحت قدم خود بڑھاتا ہے، بس اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتے ہیں، اس کے لیے آسانی پیدا کرتے اور مدد فرماتے ہے، فرمان الٰہی ہے:

Marfat.com

﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ﴾ (البقرہ: ٦٠)

''اور تحقیق ہر انسان نے اپنی راہ جان لی ہے۔''

اور اس کے ساتھ ہی نیکی اور اصلاح کے کام میں رغبت دلاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرہ: ١٤٨)

''ہر انسان کی ایک جہت ہے جس طرف وہ متوجہ ہو رہا ہے، پس بھلائی کے کاموں میں سبقت حاصل کرو۔''

ان اہداف میں سب سے بڑا اور اہم ترین ہدف ایک مسلمان کی زندگی میں اللہ کی رضامندی کا حصول ہے۔ باقی تمام امور اس کے بعد اور فرعی امور ہیں۔ جب کہ پست ہمتی وقت سے صحیح معنوں سے استفادہ کرنے کی راہ میں ایک سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ایسے لوگ شہوات اور لذات کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں۔ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کمال عقل کی نشانی ہمت کا بلند ہونا، اور ادنیٰ چیز پر عدمِ رضامندی کا اظہار ہے۔ شاعر کہتا ہے:

ولا تحسب المجدَ تمرًا أنت آكلُه

لن تبلغ المجد حتى تلعق الصَبْرَا

''اور عظمت و بزرگی کو تم کھجور گمان نہ کرنا جسے تم کھا لو گے۔ ہرگز کوئی بھی بزرگی کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ صبر کا کڑوا گھونٹ نہ بھر لے۔''

بلند ہمتی کیا ہے؟

بلند پایہ اور عالیشان امور نعمتیں اور منزلیں ہمیشہ تکلیف دہ اور دشوار راستے گزرنے کے بعد ملتے ہیں۔ حصول علم سے زیادہ بلند اور مشکل منزل کوئی نہیں۔ یہی وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے شریف اور عالی ہمت نفوس کمر بستہ رہتے ہیں۔ علم ہی وہ نورِ معرفت ہے جس کی روشنی میں منزل کا تعین اور کامیابی کی راہیں روشن ہوتی ہیں، رفعتوں کا ادراک، مراتب کی معرفت، شرف کا شعور، امتیاز و افتخار کا احساس، مقام و مرتبہ کی قدر علم ہی کی شمع سے روشن ہوتی ہے۔ اپنے مقصود کے حصول کے مقابلہ میں ہر قسم کی مشکل کو کمتر سمجھنا، اور تمام

Marfat.com

سختیوں کا برداشت کرنا یہ عین بلند ہمتی اور شرافت نفس ہے۔ اور یہی وہ منزلت ہے جس کو بلند ہمت اور پختہ عزم کے مالک لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔"

شیخ خضر حسین فرماتے ہیں: "بزرگ اور آزاد منش روحیں وہ ہیں جو دنیا اور آخرت کے امور میں سے صرف اس چیز پر قناعت نہیں کرتیں جو ان کے لیے آسان کردی گئی؛ اور جس کے مواقع میسر ہیں؛ بلکہ وہ اس سے اعلیٰ اور ارفع منزل کی تلاش میں رہتے ہیں۔"

(نضرة النعيم ٧ / ٢٩٨٤)

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہووے، پست قامت ہو تو ہو

اس کی ایک معمولی سی مثال یہ ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بدر کے موقع پر اپنے چھوٹے بھائی عمیر بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے قبل لشکر میں ادھر ادھر چھپتے پھر رہے تھے؛ میں نے پوچھا: کیا بات ہے؛ کیوں چھپ رہے ہو؟ کہنے لگے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو مجھے واپس کردیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کردیا۔؛ وہ بہت بری طرح رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ لشکر کے ساتھ چل پڑے۔ کم عمری کی وجہ سے وہ اپنی تلوار بھی صحیح طرح سے نہیں سنبھال سکتے تھے۔ ان کی تلوار کی نیام بار بار میں سنبھالتا تھا۔" (دیکھیے: الاصابہ ٦/١٦٦)

ملاحظہ کیجیے: ان کی ہمت ان کی قوت اور توانائی سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ جس منزل کی تلاش میں ہیں وہ اس ہمت کے بغیر نہیں ملتی خواہ جسم کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ انسان اپنی منزل خود پیدا کرتا ہے، پھل محنت کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ ہمت دل کے ارادہ وعمل کا نام ہے۔ دل پر صاحبِ دل کے علاوہ کسی کی کوئی اجارہ داری نہیں۔ بلند ہمت لوگ ہی زمانے کے ہر چیلنج کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے بجائے اس کو قبول کرتے ہوئے انقلاب لاتے ہیں، وہ زمانے کے تیور کے ساتھ خود نہیں بدلتے بلکہ زمانے کو اپنے افکار اور امنگوں کے مطابق بدل دیتے ہیں، دنیا ان کی جنبش ابرو کی منتظر رہتی ہے؛ بقول شاعر:

Marfat.com

بن آپ اپنے سفینے کا ناخدا اے دوست
بلند عزائم ہواؤں کے رخ بدل دیتے ہیں

ایسا انسان ان تمام معاملات اور امور سے آزاد ہوتا ہے جن پر کم ہمت، قلیل عزم، اور بزدل اور پست لوگ سہارا لگائے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من سأل اللّٰه الشهادة بصدقٍ بلغه منازل الشهداء ، وإن مات على فراشه .)) (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

"جس انسان نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی، اللہ اسے شہدا کے مرتبہ پر فائز کریں گے، خواہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرا ہو۔"

صالحین فرماتے ہیں:

"اپنی ہمت کی حفاظت کیجیے؛ کیونکہ عزم وارادہ اور بلند ہمتی ہی تمام امور کا پیش خیمہ ہیں۔"

عزائم اور ارادے کسی بھی کام کی اساس ہیں۔ جس انسان کے ارادے اور عزائم درست ہوں، ہمت بلند ہو، اس کے لیے تمام اعمال مسخر اور آسان کردیے جاتے ہیں، کوئی چیز مشکل نہیں رہتی۔ بقول شاعر:

فضا تیری مہ وپروین سے ہے ذرا آگے
قدم اٹھا یہ مقام آسماں سے دور نہیں

ارادہ اور طلب میں کمزوری مردہ دلی کی علامت ہے۔ کوئی انسان جتنا ہی زندہ دل ہوگا، اس کے عزائم بھی اتنے ہی بلند ہوں گے، اس کی چاہت، محبت اور طلب بھی اتنی ہی بلند ہوگی۔ سب سے بہترین لوگ بلند ہمت اور وسیع وعالی نظر کے مالک ہیں۔ بہت سارے لوگ جو ادنی اور گھٹیا کاموں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اس کی بڑی وجہ جہالت، اور علم سے دوری ہے۔ شاعر کہتا ہے:

على قدر أهل العزم تأتي العزائم
وتأتي على قدر الكرام المكارم

Marfat.com

وتعظم في عين الصغير صغارها
وتصغر في عين العظيم العظائم

"عزیمت اہل عزم کے ارادوں کے مطابق ہی ملتی ہے؛ اور بزرگی بزرگوں کی قدر کے مطابق ہی ملتی ہے۔ چھوٹے انسان کی نظر میں چھوٹا کام بھی بہت بڑا معلوم ہوتا ہے، اور بڑے انسان بڑے کاموں کو بھی معمولی سمجھتے ہیں۔"

شرافت نفس:

ہمت کی کمی کے ساتھ نفس کی شرافت کا ہونا علو ہمت کے ساتھ ذلالت نفس سے بہتر ہے۔ کیونکہ نفس کی خباثت اور رذالت کے ساتھ جس کی ہمت بلند ہو، وہ دوسروں کے حقوق پر تجاوز کرتے ہوئے ایسی چیز کا طلبگار بنتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے، اور ایسی چیز کی طمع کرتا ہے جو اس کو ملنے والی نہیں۔ اس کے برعکس کم ہمتی کے ساتھ جس میں شرافت نفس بھی ہو، وہ اپنے استحقاق کو چھوڑنے والا اور جو اسے مل جائے اس پر راضی رہنے والا ہوتا ہے، اس سے نہ کسی کے حق کی پامالی کا خطرہ ہے، اور نہ کسی کو تکلیف کا اندیشہ۔ اس صورت میں ان دونوں میں جو فرق ہے وہ صاف ظاہر ہے۔ یعنی ایک اپنی قوت، ہمت اور ارادے کا غلط استعمال کررہا ہے، جب کہ دوسرے کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ (ادب الدنیا والدین للماوردی ۳۰۸)

جاحظ کہتے ہیں: "کم ہمتی: بلند مرتبہ کی تلاش سے عاجزی اور نفس کی کمزوری کا نام ہے۔ امید کا انجام خیز نہ ہونا، آسان امور سے اپنے فضائل اور محاسن میں اضافہ نہ کرسکنا، تھوڑی چیز کو بہت زیادہ سمجھنا، درمیانے یا نچلے درجے کے کاموں پر راضی رہنا، یہ سب کم ہمتی کی نشانی ہے۔" (تہذیب اخلاق ۳۴)

بقول شاعر:

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا

امام راغب فرماتے ہیں: "انسان کو اس چیز کا چھوڑ دینا جس کا وہ مستحق ہے، اور

Marfat.com

ذلالت دونوں برابر ہیں۔ اور فرمایا: ''بڑی ہمت والا آدمی وہ ہے جو جس قدر ممکن ہو سکے حیوانی ہمت پر راضی نہ ہو۔ یعنی وہ صرف اپنے پیٹ اور خواہشات کا غلام بن کر نہ رہ جائے۔ جیسا کہ حیوان صرف اپنے پیٹ اور خواہش کی ہی سوچ اور ہمت رکھتے ہیں۔'' بلکہ وہ کوشش کرتا ہے کہ شریعت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس دنیا میں اللہ کا ولی اور زمین کا خلیفہ بنے؛ اور آخرت میں اللہ کا پڑوس حاصل کرے؛ اور کم ہمتی اس کا الٹ ہے۔''

(الذريعة إلى مكارم الشريعة ٢٩٣)

مستقل مزاجی:

مستقل مزاجی بلند ہمت کے لیے اساس اور استقامت کے مترادف المعنی اور ہم پلہ ہے؛ علامہ مناوی فرماتے ہیں: ''مستقل مزاجی دنیاوی خوش بختی اور بد بختی کی پروا کیے بغیر آخرت کے لیے کام کرنے کا نام ہے۔'' (توقيف ٢٤٣)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾﴾

(الجن: ١٦)

''اور اگر وہ راہ راست پر استقامت سے رہتے، ہم انہیں آسمانوں سے وافر پانی پلاتے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((قل آمنت بالله ثم استقم .))

''کہو میں اللہ پر ایمان لایا، اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔''

ایک کام شروع کرنے پر جب اس کے انجام اور طریق کار کا پختہ علم ہو، اور حصول فائدہ متوقع ہو؛ پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی رہنا، بلند ہمتی اور مستقل مزاجی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''جب کسی کام کا پختہ ارادہ کرلوتو پھر اللہ پر توکل کرو۔''

بلند ہمتی کی قسمیں:

ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہوتی ہیں جن کا بصیرت کے ساتھ استعمال کرنا اس کے بس میں ہوتا ہے۔ وہ آدمی جس میں بڑے کام کرنے کی ہمت ہو، اور وہ اس بات کا شعور بھی رکھتا ہو کہ وہ کوئی بھی بڑا کام کرسکتا ہے۔ اور وہ اعلی مراتب کو پانے کا عزم بھی رکھتا ہے، اور ان کو پانے کے لیے کوشش بھی کرتا ہے؛ ایسے انسان کو بلند ہمت کہا جاتا ہے۔ یہی انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کی قدر اور احساس سے نوازا ہے۔ ورنہ اسی چھ فٹ قد کے اور ڈیڑھ دو من وزنی جسم کے مالک کروڑوں لوگ ہیں جن میں صلاحیتیں تو ہوتی ہیں، مگر وہ ان کا ادراک کرتے ہوئے بھی ان سے استفادہ کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے۔ بلکہ بعض لوگ ایسی ہی صلاحیتوں کا غلط استعمال کر کے اپنے خلاف اللہ کے ہاں حجت قائم کر رہے ہیں۔

وہ آدمی جس میں بڑے کام کرنے کی صلاحیت ہے، مگر وہ اپنی تمام تر توانائی نیچ کاموں میں لگاتا ہے؛ ایسے انسان کو کم ہمت یا پست ہمت کہا جاتا ہے۔ اور وہ آدمی جو کوئی بڑا کام کرنے کی ہمت تو نہیں رکھتا، اور وہ جانتا بھی ہے اس کے اندر اتنی صلاحیت نہیں ہے، مگر پھر بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ انسان صاحب بصیرت اور متواضع کہلاتا ہے۔ ان کے علاوہ چوتھا وہ انسان ہے جو بڑے کام کرنے کا اہل نہیں ہے؛ مگر وہ اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ وہ ایسا کرنے کی قوت رکھتا ہے، اور اسے یہی بوجھ برداشت کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ایسے انسان کو فخور (شیخی خور) کہتے ہیں۔ (نضرۃ النعیم ۷/۲۹۸۵)

بلند ہمتی کی اہمیت:

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سالک کے لیے لازمی ہے کہ اس کی ہمت اتنی ہو کہ وہ

ان راہوں پر چلے اور آگے بڑھے، اور اسے اتنا علم حاصل ہو کہ وہ اس سے بصیرت اور ہدایت پا سکے۔(الهمة طريق إلى القمة ص ٢٧)

بلند ہمت انسان پر ہی اعتماد کیا جاتا ہے، اور مشکل امور نبھانے میں اس کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں: ''بلند ہمت انسان حالات کے ہاتھوں خواہ کتنا ہی گر کیوں نہ جائے، مگر وہ بلندی یعنی عظمت ورفعت کے علاوہ کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوتا۔ اس کی مثال آگ کے اس شعلہ کی ہے کہ اسے اگر کوئی چھپانا بھی چاہے تو ممکن نہیں ہوتا، بلکہ وہ بلند ہی ہوتا رہتا ہے۔ بلند ہمت لوگ ہی لوگوں کے رہنما اور ان کے لیے مثالی شخصیات ہوتے ہیں۔ اور لوگ ان کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

افراد؛ جماعتوں اور معاشروں کی تقدیر کو بدلنا صرف بلند ہمتی کا مرہون منت ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے انسان دوسروں سے ممتاز ہو کر ان کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں آگے لے کر چلتا ہے، اور قوموں کو پستیوں کے گڑھوں سے نکال کر عظمت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ کمزور کو طاقتور بناتا ہے، مغلوب کو غلبے کی نوید دیتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں کے ہاں عزت ومنزلت پاتا ہے۔ ایک شاعر کا کہنا ہے:

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

بلند ہمتی کے میدان اور مواقع:

۱: اپنے وقت پر غیرت کہ اس کو بغیر فائدہ کسی چیز میں خرچ نہ کرے۔

۲: بدلتے ہوئے شب وروز کے ساتھ پکا اور پختہ عزم اور استقامت۔

۳: علم کی حرص جس کی پیاس اس علم کو اس کے اصل منبع سے حاصل کیے بغیر نہ بجھے۔

۴: فائدہ مند اور عمدہ علوم کی تلاش، اور ان کے حصول کی راہ میں کسی چیز کو رکاوٹ نہ بننے دینا، مشکل حالات کا پوری ہمت کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرنا، اور اللہ سے دعا کرنا کہ ثابت قدمی کی ہمت عطا فرمائے۔

Marfat.com

۵: اپنی زبان کی حفاظت، لغو اور بیہودہ امور سے اپنی زبان کو روک کر رکھنا۔

۶: حسد اور بغض سے اپنے سینہ و دل کو ایسے صاف رکھنا جیسے شیشہ۔

۷: دوسروں کی راہ میں روڑے اٹکانے کے بجائے ان کے ساتھ تعاون، اور ان کے تعاون سے اپنی منزل کا حصول۔

۸: عارضی اور وقتی ناکامی پر دل برداشتہ نہ ہونا، بلکہ نئے عزم، اور نئی ہمت سے پھر سے اپنے کام کا آغاز۔

۹: کسی استاد یا ماہر کی رہنمائی حاصل کرنا، اور اس میں اپنی صلاحیت کے ساتھ دوسروں کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا۔

پست ہمتی کی مذمت:

یعنی ایسے لوگ جو اس زمین پر اپنے وجود کی قیمت کا احساس نہ کر سکیں، یا احساس تو ہے، لیکن وہ اس کے لیے کچھ کرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے مقصد اور بے معنی نہیں پیدا کیا کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہے، نہ دنیا کا کام اور نہ آخرت کا۔ اصل مقصود اگرچہ آخرت کے لیے محنت کرنا ہے، لیکن یہ بات بھی بھول نہیں جانا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((خير الناس من أنفعهم للناس.))

"لوگوں میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو۔"

یہی وجہ تھی کہ قرآن نے پست ہمت لوگوں کو پتھر دل منافقین کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے ان سے عقل و سمجھ کی نفی کی ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٨٧﴾﴾ (التوبہ: ۸۷)

"یہ تو خانہ نشین خواتین کا ساتھ دینے پر ریجھ گئے، اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی؛ وہ کچھ بھی عقل و سمجھ نہیں رکھتے۔"

Marfat.com

یہی وہ معیاری اور سچی طلب ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ انسان کو کامیابیوں سے ہمکنار کرتے ہیں۔ایک موقع پر ہمت اور طلب کو ہدایت اور گمراہی کا معیار قرار دیتے ہوئے پست ہمت لوگوں کی مذمت کی ہے؛ فرمایا:

﴿ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴾ (الاسراء: ٨٤)

”آپ کہہ دیں: ہر شخص اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے، جو ہدایت کے راستہ پر ہیں انہیں تمہارا رب خوب جانتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عنقریب تم پر تمام امتیں ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانے کے دستر خوان پر دعوت دی جاتی ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی ؟ فرمایا: نہیں، مگر تم پر بزدلی چھا جائے گی۔“ پوچھا بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: ((حب الدنيا وكراهية الموت))...... ”دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔“ (ابو داؤد، ترمذی)

بلند ہمتی کے وسائل:

اللہ تعالیٰ پر کامل توکل، اس کے وعدہ اور تقدیر پر یقین کے ساتھ اپنی جدو جہد پر اعتماد، عمل میں خلوص اور اس کے نتائج کی امید، جلد بازی سے اجتناب؛ عالی ہمتی کے فوائد و اثرات کے مطالعہ، دور اندیشی، کمال اور حکمت اور پختہ عزم۔

بقول شاعر:

گو منزل حیات بہت دور تھی مگر
دیکھا جو میرا عزم تو رستہ سمٹ گیا

اللہ کی راہ میں مجاہدہ، بالخصوص مجاہدۂ نفس، کیوں کہ جب تک انسان اپنے نفس کو مغلوب نہ کر سکے، اس کے لیے بیرونی دشمن کو مغلوب کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری اور دعا؛ اس سے ہمت اور توفیق کا سوال کرنا۔ کیونکہ وہی واحد ذات تمام تر مشکلات کو حل کرنے اور تمام مشکل امور کو آسان کرنے اور مختلف منازل طے کرنے کے اسباب مہیا کرنے پر قادر ہے۔ اپنی کم ہمتی کا اعتراف اور اس کے ازالہ کے لیے ہر ممکن اور سنجیدہ کوشش۔ کیونکہ جب تک وہ اپنی کم ہمتی کا اعتراف نہیں کرے گا اس کے اثرات کا ازالہ ممکن نہیں ہوگا۔ تاریخ اور سیرت انبیا، اور سیرت صحابہ کرام اور بڑے لوگوں کی سیرت اور کردار؛ امت کے سلف صالحین اور کبار علما کی زندگیوں کے حالات کا مطالعہ اور ان کی اقتدا، کیونکہ اس سے انسان کے اندر ان کی اتباع کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے، اور مختلف مشکلات میں صبر کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے سنگ چلنا جو خود بلند ہمت اور عالی ظرف اور اعلیٰ منزل کی متلاشی ہوں۔ سستی، کاہلی، ٹال مٹول، اور غلو سے مکمل اجتناب کیا جائے گا کیونکہ یہی چیزیں حقیقی ہمت کی قاتل ہیں۔

- ہر اس چیز سے دور رہنا جو کسی بھی اعلیٰ مرتبت انسان کی شان کے لائق نہیں۔ اور جس کی وجہ سے انسان کی ہمت ٹوٹتی ہو۔
- کسی بھی دوسرے عالی ہمت کو دیکھ کر اس پر رشک کرنا، اور اس مقام کو پانے کے لیے سنجیدہ اور ثمر آور کوشش کرنا۔
- روزانہ کے کاموں کے ٹائم ٹیبل کا مراجعہ کرنا، اور اس کے مطابق اپنے کام سرانجام دینا۔ اور اس ٹائم ٹیبل میں افراط وتفریط سے بچنا۔

[۹]...... پریشانی میں صبر

بسا اوقات ہماری مصیبتیں مثلاً کسی کا یتیم ہونا، پردیس اور غریب الوطنی کی حالت، بصارت سے محرومی، فقر وفاقہ، قید و بند اور دیگر پریشانیاں غیر متوقع حد تک اچھے اور قابل ذکر کاموں کی انجام دہی میں ہماری مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

امام شافعی یتیم تھے؛ گھر میں کھانے کے لیے بیشتر اوقات کچھ نہیں ملتا تھا، مگر علم میں وہ

Marfat.com

مرجع ومنبع بن گئے۔

ابن اثیر نے "جامع الأصول" اور "النهاية في غريب الحديث والأثر" لکھی، اور وہ عاجز معذور اور اپاہج تھے۔

علامہ سرخسی نے مشہور زمانہ "المبسوط" پندرہ جلدوں میں لکھی، جب کہ وہ ایک اندھے کنویں میں ڈالے گئے تھے۔

ابن قیم نے ''زاد المعاد'' سفر حج میں مکہ مکرمہ سے واپسی پر لکھی۔

امام قرطبی نے بحری جہاز کے عرشہ پر سفر کرتے ہوئے ''صحیح مسلم'' کی شرح لکھی۔

ابن تیمیہ نے اپنے مشہور "فتاویٰ" کے اکثر اجزا جیل میں لکھے۔ جیل میں رہتے ہوئے ایک تفسیر بھی لکھی۔ آپ اپنی قید وبند اور رہائی کے جو کچھ متعلق فرمایا کرتے تھے وہ آبِ زر کے ساتھ لکھنے کے قابل ہے، اور اس میں ہر پریشان حال کے لیے درس عبرت وصبر ہے۔ فرماتے ہیں: ''کیا ہوا، اگر میں قید ہوا تو اللہ کے ساتھ خلوت اور مناجات کا بہترین موقع ہے۔ اگر مجھے رہا کر دیا گیا، تو یہ زمین کی سیاحت اور اللہ کی راہ میں جہاد ہے، اور اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو یہ اللہ کی راہ میں شہادت ہے؛ جس کے ہم طلبگار اور متلاشی ہیں۔'' شاعر ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہتا ہے:

جسے تو غم سمجھتا ہے خزانہ ہے مسرت کا
جسے تو چشم تر کہتا ہے سر چشمہ ہے رحمت کا
ہر آہِ سرد جھونکا ہے نسیمِ باغِ راحت کا
ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویر جنت کا

ایک اور شاعر ایسے ہی پریشان حال لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہتا ہے:

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پہ پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

Marfat.com

[۱۰]......اعتدال اور توازن

اللہ تعالیٰ اس امت کا وصف بیان فرماتے ہیں:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾

(البقرہ: ۱۴۳)

"اور ایسے ہی ہم نے تمہیں درمیانی (متوازن، متوسط) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خیر الأمور أوسطها.)) (شعب الإیمان؛ فتح الباری)

"بہترین کام درمیانہ درجے کے ہیں۔"

وسط: کا معنی ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔ کھانے پینے، اور زیب و زینت کے اختیار، میل جول؛ بول چال میں اعتدال سے کام لینا۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليصمت.)) (بخاری، موطا)

"جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔"

[۱۱]...... جوانی کی قدر

عنفوان شباب بہارِ زندگانی ہی جوانی ہے۔ مسافرِ زندگی کی یہ منزل جمال و زیبائی، قوت و رعنائی، ہمت و نشاط، جذبہ و لگن، تڑپ اور چاہت، اور ہر قسم کی نعمت سے ہر لحاظ سے بھرپور اور کامل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾﴾ (الروم: ٥٤)

''اللہ وہ ذات ہیں جس نے تمہیں ناتوانی کی حالت میں پیدا کیا، پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی۔ پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا دیا۔ وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔''

جوانی کے مرحلہ کو بطور خاص ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ یہ قوت و طاقت، صحت وتوانائی، چستی وبشاشت کا دور ہوتا ہے اور شباب کے دوران انسان میں مردانگی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ گویا انسانی عمر کا سب سے زرخیز اور توانائی کا مرحلہ اس کی جوانی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کل کے اکثر نوجوان دل ودماغ سے خالی، علم وعمل سے کورے، دین وایمان سے دور، ہر ایک پستی کا شکار ہیں۔ انہیں فضول باتوں کے علاوہ کسی چیز کا کوئی علم وادراک نہیں۔ شعر گوئی، گنگنانا، ایکٹرز اور ایکٹریسز کی اندھی تقلید میں ان کی مشابہت اختیار کرنا، ان کا مشغلہ ہے۔ ان کے لیے خواہشات کی پیروی اور نفس پرستی کے علاوہ کوئی کام نہیں۔ لیکن یہ سب چار دن کی چاندنی ہے، کل کو ان لمحات پر افسوس اور آہ وحسرت ہی کرنا ہے۔ اور ہمارے ساتھ بھی وہی مرحلہ پیش آنا ہے جو پہلوں کے ساتھ آچکا، جب جوانی اور اس ہمت کی تمنا ہی رہ جاتی ہے، مگر یہ جوانی نہیں رہتی۔ غالب نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

مارا زمانے نے اسد اللہ خان تمہیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

[۱۲]......ضیاعِ وقت سے اجتناب

وقت کا ہر لمحہ سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی ہے۔ اگر سونا اور چاندی، دنیا کا خزانہ

Marfat.com

کھو جائے ، اسے محنت سے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے ؛ مگر گیا وقت دوبارہ حاصل نہیں ہوتا۔ انسان کا ایک دن یا دن کا بعض حصہ اگر بلاوجہ ضائع ہو جائے ، یا اس میں بعض شر انگیز اور دیگر بے معنی کام کیے جائیں تو صحیح معنوں میں وقت سے استفادہ کرنا ممکن نہیں۔

حقیقت میں ضیاعِ وقت ایک خاموش زہر قاتل ہے؛ جس سے انسان خود کو ہلاک کر رہا ہے۔اور اس کا حاصل افسوس اور ندامت کے سوا کچھ نہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ عمر کے ان لمحات کی بھرپور حفاظت کی جائے؛اور اس بات کا بھرپور خیال رکھا جائے کہ کوئی گھڑی بغیر کسی مقصد کے فوت نہ ہو جائے۔ وہ امور جن سے وقت ضائع ہوتا ہے بہت ہیں ؛ اور ان سے بچنے کے اسلوب بھی متعدد اور مختلف ہیں؛ مگر چند ایک بکثرت واقع ہونے والے امور، اور ان سے اجتناب کے طریق کار کو بیان کرنا مناسب ہوگا، تاکہ ”خیر الکلام ما قل ودل“ کے مصداق نفع عام کے لیے راہ واضح ہو جائے۔ان امور میں سے :

ا۔غفلت:

غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وقت کسی ایسے بے فائدہ کام میں،یا بیکار گزرے جیسے چٹان کے لیے بارش بے فائدہ ہوتی ہے۔نہ اسے اس کا کچھ احساس ہو، اور نہ وقت کی قیمت کا خیال۔اور نہ اس سے فائدہ حاصل کرنے کا خیال دل میں آئے۔اگر کسی کام کا خیال دل میں گزرا بھی تو سستی کی وجہ سے اسے کرنے سے قاصر رہا۔امیدیں لمبی رکھیں لیکن ان کے حصول کے لیے جدو جہد اور کام میں صفر۔ایسے لوگوں کے دن اور رات تو گزر جاتے ہیں مگر ایسے جیسے حیوانات کے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾﴾ (الکھف : ۲۸)

”اور اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے، اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔“

یہ اس لیے بیان کیا جا رہا ہے تاکہ انسان اپنے گزرے ہوئے اوقات پر غور و فکر کرے۔

فکر کے یہ لمحات دل کی بیداری ہیں۔ اس پر ندامت اور توبہ گزری ہوئی برائی کا ازالہ ہے۔

بقول اختر صادق:

آئے تھے جس کام کو یاں اس سے غافل ہو گئے

خوابِ غفلت میں جو دیکھا سب کو ہم بھی سو گئے

غفلت کے نقصان اور مذمت کے بیان میں اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کی بائیس آیات میں غفلت کی مذمت ہوئی ہے۔ ان من جملہ نقصانات میں سے:

☆ غافل انسان اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم رہتا ہے۔ جس طرح بیٹھا ہوا انسان منزل تک نہیں پہنچ پاتا۔

☆ غفلت کی وجہ سے دل میں وحشت اور خوف طاری رہتا ہے، جو اللہ کی یاد سے ہی ختم ہوسکتا ہے۔

☆ غفلت کی وجہ سے انسان پر غموں اور پریشانیوں کا انبار لگا رہتا ہے۔ کیونکہ غفلت کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات اور وساوس جنم لیتے ہیں، اور نت نئے مسائل پیش آتے ہیں۔

☆ غفلت سے دل، ذہن اور جسم کمزور ہوتے ہیں، اور عقلی صلاحیتیں محدود ہوتے ہوتے ختم ہوجاتی ہیں۔

☆ انسانی وقار و حیا اور شرف و کرامت ختم ہوجاتے ہیں۔

☆ انسان کے لیے معرفت الٰہی اور عبادت سے لذت کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔

۲۔ سستی:

ایک قاتل جراثیم اور مہلک مرض ہے۔ اقوام کی پسماندگی اور زبوں حالی میں یہ ایک اہم عامل ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ کوئی قابل قدر اور اچھا کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ سستی اور آرام پسندی سے دل میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنے فرائض انجام نہ دے تو عقلی، نفسیاتی اور اعصابی بے چینی، پریشانیوں اور غم و امراض میں اضافہ ہوتا ہے، زندگی میں ایک گھٹن سی محسوس ہوتی ہے؛ اور طبیعت اکتا جاتی ہے۔ (دیکھو: ہمت و استقامت)

Marfat.com

۳۔ کام چوری اور لا پروائی:

عمدہ اور عالیشان امور سے منہ موڑ کر خود کو چند عارضی فوائد اور پر تعیش اور پر لذت کاموں میں لگا دینا، اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنا، اور کسی چیز کی اہمیت کا احساس نہ کرنا۔ ایسے لوگوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہت سخت مذمت کی ہے، انہیں نا سمجھ، دل اور آنکھوں کے اندھے، کانوں کے بہرے اور حیوانات سے بدتر قرار دیا ہے؛ کیونکہ ان لوگوں نے مذکورہ اعضا سے وہ فائدہ حاصل نہیں کیا جس کے لیے یہ نعمت کے طور پر دیے گئے تھے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾﴾

(الاعراف: ۱۷۹)

"اور تحقیق ہم نے جہنم کے لیے ایسے بہت سے لوگ انسانوں اور جنوں میں سے پیدا کیے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں، اور آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں، اور کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں؛ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں، اور یہی لوگ غافل ہیں۔"

۴۔ ٹال مٹول:

بیکاری، آرام سے محبت، کام کا خوف اور جی چرانا، کھیل تماشا اور خواہشِ نفس کے سامنے خود کو عاجز کر لینا، یہ وقت کے قاتل امور کسی بھی آفت اور بڑی مصیبت سے کم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بادروا بالأعمال ستاً، ما تنتظرون إلا غنىً مطغياً أو مرضاً مفسداً، أو كبراً مفنداً، أو موتاً مجهزاً أو الدجال شر منتظر، أو الساعة والساعة أدهى وأمر.)) (المعجم الوسيط؛ ترمذی؛ أحمد)

"چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ لیکن تم انتظار نہیں

کرتے مگر سرکش بنا دینے والی تونگری کا، یا کسی برے مرض کا، یا عاجز کر دینے والے بڑھاپے کا، یا تیار شدہ موت کا، یا دجال کے فتنہ کا جس کا انتظار ہے، یا قیامت کا، اور قیامت کا عذاب بڑا ہی رسوا کن اور بہت ہی سخت ہے۔"

۵۔ ادھورا کام:

بسا اوقات ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی انسان کسی کام کو شروع کرتا ہے، مگر وہ اسے انجام تک نہیں پہنچا پاتا، بلکہ اسے نامکمل چھوڑنے میں ہی عافیت اور بہتری محسوس کرتا ہے۔ یقیناً یہ اس انسان میں عزیمت اور پختگیٔ ارادہ کی کمی ہے۔ جب انسان مکمل سوچ بچار کر لینے کے بعد کسی دینی یا دنیاوی کام کو درست نیت اور غرض سے شروع کرے، تو اسے چاہیے کہ اسے مکمل کر کے چھوڑے، تاکہ مطلوبہ ہدف حاصل ہو جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی کام کو ادھورا چھوڑنے سے منع کیا ہے؛ فرمایا:

﴿وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

"اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔"

یعنی جب کوئی کام شروع کیا ہے تو اسے پورا کر کے رہو، جب تک اس میں کوئی شرعی قباحت اور برائی نہ ہو۔ اور فرمایا:

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ﴾

(النحل: ۹۲)

"اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔"

مثال بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جب محنت کا پھل پانے کا وقت آ جائے، اس وقت خود ہی اپنے کیے پر کلہاڑی چلا دینا یقیناً حماقت اور اپنے نفس کے ساتھ برا سلوک ہے۔

۶۔ فضول کام:

یعنی ایسے کام کرنا جن سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور نہ وہ کام مومن کے شایانِ شان ہوں،

بیہودہ اور لغو کام، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے کام کرنے سے منع کرتے ہوئے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو ان کاموں سے بچ کر رہتے ہیں، فرمایا:

﴿وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۲)

''اور وہ لوگ جب کسی لغو بات پر ان کا گزر ہو، تو وہ عزت اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔''

اور کامیاب مومنین کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾﴾ (المؤمنون: ۳)

''اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه.)) (ترمذی ۲۲۳۹)

''کسی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت اس کا وہ چیز چھوڑ دینا ہے جو اس کے لیے مناسب نہیں ہے۔''

۷۔ لمبی امید:

یہ ایسا اچھوت مرض ہے جس انسان کو لاحق ہو جائے اسے ہلاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں زندگی سے بے جا پیار، دنیا سے محبت اور اس میں رغبت، اطاعت الٰہی میں سستی، آخرت سے بے رغبتی اور انجام کار سے غفلت و فراموشی، غفلت اور حقوق کی پامالی، نیک، اچھے اور مثبت کام میں ٹال مٹول اور آنے والے وقت تک کے لیے موخر کرنا سب امراض جنم لیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے ہاں سب کا ایک مقررہ وقت ہے، جس سے ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٥﴾﴾ (الحجر ۳ تا ۵)

Marfat.com

''آپ انہیں کھاتا، نفع اٹھاتا اور جھوٹی امید میں مشغول چھوڑ دیجیے، وہ خود ابھی جان لیں گے۔ کسی بھی بستی کو ہم نے ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لیے مقررہ نوشتہ تھا۔ کوئی گروہ بھی اپنی موت سے نہ آگے بڑھتا ہے نہ پیچھے رہتا ہے۔''

☆ ﴿وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ﴾: امام قرطبی فرماتے ہیں: ''دنیا کی حرص کرتے ہوئے اس پر گر جانا، دنیا کی محبت اور آخرت سے رُوگردانی۔'' (تفسیر قرطبی ۴/۱۰)

علامہ مناوی نے اس کا معنی لکھا ہے:

''کسی چیز کے حاصل ہونے کی توقع رکھنا۔ اور اکثر اس کا استعمال ایسی چیزوں کے لیے ہوتا ہے، جس کا حاصل ہونا ناممکن ہو۔'' (توقیف ۶۲)

شاعر کہتا ہے:

نہ پوری ہوئی ہیں امیدیں نہ ہوں
یوں ہی عمر ساری گزر جائے گی

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((أخذ رسول الله ثلاثة الأعواد؛ فغرس إلى جنبه واحداً ، ثمّ مشى قليلاً، فغرس الآخر ، ثمّ مشى قليلاً، فغرس الآخر ، ثم قال: هل تدرون ما هذا؟ هذا مثل ابن آدم واجله وأمله، فنفسه تتوق إلى أمله ، ويخترمه أجله دون أمله .))

(كتاب الزهد للوكيع، ۴۳۷/۲)

''رسول اللہ ﷺ نے تین ٹہنیاں لیں، ایک کو اپنے پہلو میں گاڑ دیا، اور پھر کچھ چلے؛ اور دوسری ٹہنی کو گاڑ دیا، اور پھر چند قدم چلنے کے بعد تیسری ٹہنی بھی گاڑ دی۔ اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ابن آدم، اس کی اجل اور امیدوں کی مثال ہے۔ اس کا جی اسے خواہشات کی طرف لے کر جاتا ہے، جب کہ موت اس کی امیدوں کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔''

کسی عقلمند کا کہنا ہے: جس انسان کی امیدیں لمبی ہوں، اس کے عمل میں کمزوری آجاتی ہے۔اور ہر آنے والی چیز قریب تر ہے۔''

اور کسی نے کہا: اگر تم موت اور اس کی تلخی کو دیکھ لو تو لمبی خواہشات اور غرور و تکبر سب کچھ بھول جاؤ۔'' ایک حکیم کا قول ہے: ''لوگوں میں سب سے بدحال وہ شخص ہے جس کی معرفت بہت وسیع ہو۔اور اس کی قدرت کم ہو، اور ہمت پست ہو، اور امیدیں لمبی ہوں۔''

۸۔ نا اُمیدی:

جیسے خواہ مخواہ کی لمبی اور جھوٹی امیدیں رکھنا مذموم اور نقصان دہ ہے، ایسے ہی اللہ کی رحمت سے نا امیدی بھی گناہ کبیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ایک برائیوں کے دروازے کھول دیتی ہے، اور کمر ہمت توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ بہت ہی کم برائیاں نا امیدی کے برابر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے نا امیدی کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾﴾ (یوسف: ۸۷)

''اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا، سو بے شک کافروں کے علاوہ کوئی بھی اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتا۔''

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿٥٦﴾﴾ (الحجر: ۵۶)

''اور اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہوں کے علاوہ کوئی بھی نا امید نہیں ہوتا۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش سے خود کو محفوظ سمجھنا، اس کی رحمت سے نا امیدی، اور مایوسی ہیں۔''

(نضرة النعيم/بحث اليأس)

لہٰذا ایک مومن کو چاہیے کہ اللہ کی رحمت پر مکمل امید رکھتے ہوئے اپنے امور کو سر انجام

دینے کی کوشش کرے، ان اُمور کو ثمر آور کرنا اس ذاتِ بے نیاز کا کام ہے۔

سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

نا امیدی کے من جملہ نقصانات میں سے، کفرانِ نعمت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے۔

- مایوسی دین میں کمزوری اور اللہ کی قدرت اور رحمت پر یقین نہ ہونے کی علامت ہے۔
- نا امیدی سے انسان کی دنیا اور آخرت کے لیے کی گئی محنتیں اور کاوشیں ناکارہ ہوجاتی ہیں۔
- ناامیدی انسان کے لیے ایک خاموش قاتل ہے۔ جو اس کی صلاحیتوں کو ختم کردیتی ہے۔
- نا امیدی انسان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کھلی ہوئی نشانی اور ایک بڑی دلیل ہے۔

۹۔ کل کا فریب:

لفظ کل ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ خواہ کل آنے والا ہو یا گذشتہ۔ کل رفتہ کو ہم کسی بھی طرح واپس لا نہیں سکتے۔ اور آئندہ کل کو ہم پا نہیں سکتے۔ کیونکہ کل، کل ہی تو ہے، اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ بعض لوگ اس خیال سے کہ آنے والے وقت میں فراغت حاصل ہوگی، کام کا بوجھ ہلکا ہوگا، اور اس کے نتیجہ میں وہ کام کو بطریق احسن انجام دے پائیں گے؛ اپنے واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت میں مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ جیسے ہی انسان کی عمر بڑھتی ہے، اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے تعلقات بڑھ جاتے ہیں، اوقات تنگیٔ داماں کی شکایت کرتے ہیں۔ انسانی طاقت، قوت اور چستی میں کمی آجاتی ہے؛ صحت بھی ساتھ چھوڑنے لگتی ہے؛ واجبات اور مصروفیات سخت اور زیادہ ہوجاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے جو کام آج بہترین طور پر انجام پاسکتا تھا، کل اس کی رسم پوری کرنے سے عاجزی کا اظہار ہوتا ہے۔

بقول شاعر:

ہے طلسم دہر میں صد حشر پاداشِ عمل
آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہیں

Marfat.com

واجب ہے کہ ہر انسان کوشش کر کے ہر دن کے کام کو اسی دن کے اندر ختم کرے۔ کیونکہ جو کام وقت پر آسانی سے کیا جا سکتا ہے، وہ ہفتوں اور مہینوں تک پڑا رہنے سے وبالِ جان، اور وحشت بن جاتا ہے۔ اور ایسا بوجھ ہے جس کے اٹھانے کی مشقت انسان سے کبھی نہیں ہوسکتی۔

مثال کے طور پر ایک مزدور کو روزانہ آٹھ گھنٹہ کے حساب سے کام کرنا ہے۔ اور کام کا معیار اور مقدار مقرر ہے۔ اگر یہ مزدور دس دن تک اس کام کو انجام نہ دے، تو دس دن کے بعد اسے یہی کام کے کرنے کے لیے کم از کم بارہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے سولہ دن کی ضرورت ہوگی، جس کی تاب انسان میں نہیں ہے۔ اگر اس سے زیادہ مقدار بڑھ جائے تو زیادہ تباہی ہے، جس کے احساس کی قبل از وقت ضرورت ہے؛ لیکن ایسا کرے گا کون؟

آپ کا دن وہی آج کا دن ہے جو آپ کے ہاتھ اور تصرف میں ہے۔ جب صبح کا نور روشن ہو تو شام کا انتظار کرنا فضول، اور جب شام ہو جائے تو صبح تک کی آس وتاخیر بے معنی۔ ہر کام کو اس کے وقت پر، اور میسر وقت میں آسانی سے کر گزرو؛ جو گزر گیا، اس پر افسوس کرنے اور ندامت کے آنسو بہانے کی ضرورت نہیں؛ اور کل کا انتظار نہ کرو، کل کل تو ہوگا مگر شاید اس کل کا انتظار کرنے والا نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ﴾ (لقمان: ٣٤)

”کوئی جی یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، اور کوئی جی یہ نہیں جانتا کہ اسے کس سرزمین پر موت آئے گی۔“

اس میسر اور موجود زندگی کے ایک ایک پل کو برسوں پر پھیلا دو اور بھلائی کے کام اس ذوق وشوق سے کرو گویا کہ آج کا دن ہی موقع ہے کچھ کر لیا جائے، اور کل حساب دینا ہے۔“

۱۰۔ وقت کو گالی دینا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾ (الانفال : ۵۳)

''اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کو جو اس نے کسی قوم پر انعام کی ہرگز بدلنے والے نہ تھے جب تک وہ لوگ خود اس کو بدل نہ دیتے۔''

وقت کا شکوہ کرنا، اسے گالی دینا، ملامت کرنا، اور برا بھلا کہنا بھی ضیاعِ وقت کے بڑے اسباب میں سے ہے۔ یہ ایک ایسی غفلت ہے جس کے لیے بہت سے لوگوں کے ضمیر بیدار نہیں ہوتے۔ ان حرکات سے یہ گمان ہوتا ہے کہ وقت ان کا بہت بڑا دشمن اور ان کی امیدوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ لیکن یہ قسمت کا مارا اس بات سے لاعلم ہے کہ زمانے کا- بلحاظ وقت ہونے کے- اس کی قسمت، نفع ونقصان، ترقی یا پسماندگی اور اچھائی یا برائی کے حاصل ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وقت اسباب کے اختیار اور ترک کرنے کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ وقت کو گالی دینا راہ حق سے دوری اور محرومی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يؤذيني ابن آدم يسب الدهر وأنا الدهر ، بيدي الأمر أقلب الليل والنهار .)) (بخاری ۷۰۵۳)

''ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے، اور میں ہی زمانہ ہوں، اور میرے ہی ہاتھ میں حکم ہے، اور میں ہی رات ودن میں ردو بدل کرنے والا ہوں۔''

'' اس سے مراد یہ ہے کہ: انسان کا زمانے کو حوادثاتِ خیر وشر کی وجہ سے گالی دینا درحقیقت اس کے مدبر ومتصرف کو گالی دینا ہے؛ کیونکہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی چیز میں کوئی ردو بدل یا کمی وزیادتی، یا خیر وشر نہیں ہو سکتے۔ پس جب زمانہ بھی اللہ ہی کے حکم سے چل رہا ہے تو پھر اس کو برا بھلا کہنا کیا معنی رکھتا ہے، وہ نہ نفع کا مالک ہے نہ نقصان کا۔

۱۱- جلد بازی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴾ (القيامه : ١٦)

''اور اپنی زبان کو جلدی حرکت نہ دیجیے تاکہ آپ اسے حاصل کرنے میں جلدی کریں۔''

یہ حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس وقت دیا جب آپ ﷺ قرآن جیسی بابرکت اور خیر والی کتاب حاصل کرنے کے لیے اسے جلدی جلدی پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سمجھا دیا کہ اس قرآن کو آپ کے دل پر جمع کرنا، اور پھر آپ سے بیان کروانا ہماری ذمہ داری لہٰذا آپ جلدی نہ کریں۔

عام انسانوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴾ (الاسراء : ١١)

''اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز۔''

یعنی اس کی طبیعت میں جلد بازی ہے۔ وہ برائی مانگنے میں بھی ایسے جلدی کرتا ہے، جیسے طلبِ خیر میں جلد بازی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((التأني من الله والعجلة من الشيطان .))

(مسند الشاميين /حسن؛ ترمذی /ضعيف)

''سکون واطمینان اللہ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

امور کی انجام دہی اور حصول نتیجہ میں جلدی نہ کریں، بلکہ اپنے عمل کی پختگی اور مہارت کو دیکھیں؛ تاکہ اس کے دیرپا، مثبت اور زیادہ فوائد والے نتائج حاصل ہوں۔ اگر نتیجہ حاصل ہونے میں دیر بھی ہوگی، تو دیر آید درست آید کے مصداق ہوگی؛ اور نتیجہ آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

❀ حکما کا قول ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے سوائے پانچ چیزوں کے:

۱: کھانا کھلانا جب حاضر ہو جائے۔

۲: مردہ کی تیاری میں جلدی کرنا جب وہ اس دنیا سے کوچ کر جائے۔

۳: کنواری کی شادی کرنا جب اس کا ہم پلہ رشتہ مل جائے۔

Marfat.com

۴: قرض ادا کرنا جب اس کی ادائیگی واجب ہو جائے۔

۵: گناہ واقع ہونے کے فوراً بعد توبہ کرنا۔

غیر ضروری ملاقاتیں:

ضیاعِ وقت کے امور میں سے ایک غیر ضروری ملاقاتیں بھی ہیں۔ سبھی انسان نہ تو وقت کے قدر دان ہوتے ہیں، اور نہ آداب سے آگاہ۔ ایسے میں ضروری ہے کہ انسان خود بھی صاحب بصیرت ہو، اور مہمان کی منزلت ومرتبت، اس کی ضرورت اور ملاقات کی نوعیت کے لحاظ سے اس کے لیے وقت نکالے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں ہمیں انتہائی دلنشین اور واضح تعلیمات دی ہیں؛ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أنزلوا الناس منازلهم .)) (ابوداؤد)

''لوگوں سے ان کی منزلت کے مطابق پیش آؤ۔''

اور فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه .))

''جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔''

غیر ضروری ملاقاتوں میں غیر ضروری ٹیلفونک رابطے بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے انسان کی قیمتی کمائی بھی ضائع ہوتا ہے، اور وقت بھی۔ اور انسانی وقار کا خاتمہ بھی اس سے ہوتا ہے، کیونکہ جب کسی سے آپ جتنے زیادہ بے تکلف ہوں گے، اس کے ہاں آپ کی قیمت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہر دو نعمتوں وقت اور مال کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا فون اور موبائل ایک نعمت ہے، اس نعمت کی قدر کی جائے، اسے اپنے لیے وبالِ جان نہ بنائیے۔

غیر ضروری مواد کی بہتات:

یعنی وہ غیر ضروری مواد جس کے بار بار اِدھر اُدھر الٹ پلٹ کر رکھنے میں جگہ بھی

تنگیٔ داماں کا اظہار کرتی اور وقت بھی بے تحاشا ضائع ہوتا ہے۔ خواہ یہ معاملہ دفتری فائلوں کا ہو، گھریلو سامان کا ہو یا دیگر اشیا خرید و فروخت کا۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وقت پر نظر رکھے کہ یہ وقت ہم سے کس چیز کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور لوگوں کی ضروریات کیا ہیں۔ اور لوگوں کی طبیعت سے کون سی چیز میل رکھتی ہے؟ ان ساری چیزوں سے ایک تو ہم کئی پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں اور دوسرا ہمارا قیمتی وقت بچ سکتا ہے۔

[۱۳]...... حسنِ انتخاب (افضلیت)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (البقرة: ۱۴۸)

''پس بھلائی کے کاموں میں سبقت حاصل کرو۔''

یہ عام حکم ہے، جو دینی اور دنیاوی ہر کام کو شامل ہے۔ جس میں بھی خیر ہو۔ اعمال اپنے نفع اور شرف کے لحاظ سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال دنیاوی کاموں میں یوں لیجیے: ایک عطار ہے، اور ایک جوہری۔ دونوں کے کام اچھے ہیں؛ مگر جتنا فائدہ زرگر ایک سودے میں کماتا ہے، اتنا فائدہ عطار شاید کئی دنوں میں نہ کما سکے۔

دوسری مثال اعمال کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((أن تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من أن تصلي مائة ركعة .)) (ابن ماجه)

''کہ تم صبح کو جا کر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت کا علم حاصل کرو یہ تمہارے لیے سو رکعت نفل نماز پڑھنے سے بڑھیا اور بہتر ہے۔''

آئندہ فصل میں کچھ ایسے کاموں کی تفصیل اور ان پر حسب استطاعت واطلاع ثواب کا بیان کیا جائے گا، تاکہ عمل کرنے والا پوری بصیرت، کمال محبت اور شوق کے ساتھ ان کو بجا لائے۔ مگر یہاں پر اجمالاً چند امور بلحاظ وقت بیان کیے جاتے ہیں:

Marfat.com

اوقات میں افضل ترین کام سحر کے وقت قرآن کی تلاوت کرنا، نماز تہجد پڑھنا، اور توبہ واستغفار کرنا ہے۔ اذان کے وقت مؤذن کا جواب دینا اور دعا کرنا؛ نماز کے اوقات میں اس کی تیاری اور ہر طرح کی کوشش اور حرص کرنا کہ کیسے افکار وخیالات کو ختم کر کے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز بطریق احسن ادا کی جائے۔ محتاج کی ضرورت کے وقت افضل عمل اس کی جانی و مالی ہر طرح کی ممکن مدد کرنا ہے۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں افضل مساجد کو لازم پکڑنا، اعتکاف، خلوت اور قرآن کی تلاوت ہے۔ اور کسی کی بیماری کے وقت افضل عمل اس کی عیادت کرنا ہے، اور مرنے پر اس کی نماز جنازہ میں حاضر ہونا، اور جنازہ کے ساتھ چلنا ہے۔'' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے اوقات سے صحیح معنوں میں فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے ان ٹوٹے پھوٹے اعمال کو اپنی بارگاہ صمدیت میں شرف قبولیت سے نواز دے، آمین۔

[۱۴]...... حسن تدبیر وحسن سیاست

اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کا طے ہو جائے، اور کام کو آپ نے چن بھی لیا ہے۔ ہدف کا تعین ہو چکا۔ اب اسے حاصل کرنے کے لیے دیکھنا ہے کہ زیادہ بہتر نتائج کیسے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ اگر کسی تعمیراتی کام سے اس کی مثال لیں تو یہ بات فوراً ذہن میں آئے گی کہ اچھے انجینئر کا انتخاب اور اچھے ٹھیکیدار کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اچھے مزدوروں کا انتخاب ہو جو امانت داری سے کام کریں۔ اور اگر کام دینی نوعیت کا ہے؛ مثلاً کوئی عبادت ہے۔ تو دیکھنا ہو گا کہ کس صورت میں زیادہ اجر وثواب حاصل ہو گا۔ اور کس میں اپنے ذاتی فائدہ کے ساتھ عوام کا بھی بھلا ہے۔ اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ اجر وثواب کیسے حاصل کیا جائے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں، اس کی نماز کے برابر آپ کو بھی ثواب ملے گا۔ اور اگر کسی کو استغفار پر لگا دیا تو اس کے برابر آپ کو بھی اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((مـن دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من تبعه ، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا .)) (مسلم)

’’جس نے ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی، اس کے لیے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس بات کے ماننے والوں کے لیے ہے، اوران میں سے کسی کے اجر میں کچھ بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔‘‘

فصل سوم:

کرنے کے کام

﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ (المطففين: ٢٦)

''اور ایسے کاموں میں سبقت لے جانے والوں کو سبقت لے جانی چاہیے۔''

اس فصل میں ایسے امور بیان کیے گئے ہیں، جن کا مقصد اپنے نفس کو فارغ اوقات میں ان اُمور کی تربیت دے کر عادی بنانا ہے۔ جیسے ہم جسمانی صحت اور فٹنس کے لیے مشق (ایکسر سائز) کرتے ہیں، ایسے روحانی تربیت اور فٹنس کے لیے بھی مشق کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ان میں سے کئی اعمال کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ تاہم ان کا عادی ہو جانا انسان کے مستقبل کے لیے سود مند ہے۔ یہ امور جو ادا کرنے میں انتہائی سہل ہیں، اور ان پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ بھی قرآن وحدیث میں آیا ہے۔ ساتھ ہی ان امور کے نہ کرنے کی صورت میں کن مشکلات اور برائیوں کا سامنا ہوگا حتی الامکان بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بیان سے مقصد اعمال صالحہ کا احاطہ یا سب اعمال کا بیان نہیں، بلکہ ایسے امور جن سے فراغت کے لمحات کو غنیمت بنا سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مبارک ذات ہمارے اوقات میں برکت عطا فرمائے، اور ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے اس کی رضامندی کا حصول ممکن ہو۔

إليك وجهت يا مولاي آمالي
فاسمع دعائي وارحم ضعف أحوالي
ولا تكلني إلى من ليس يكلؤني
وكن كفيلي وأنت الكافل الكالي

Marfat.com

”اے اللہ! میں اپنی امیدیں تجھ سے ہی باندھتا ہوں۔ پس میری دعا کو سن اور میرے کمزور احوال پر رحم کر۔ اور مجھے اس آدمی کے سپرد نہ کرنا جو میری نگرانی کا حق ادا نہ کرے۔ پس تو ہی میرا کارساز ہو جا، بے شک تو بہترین کفیل اور محافظ ہے۔“

اللہ سے تعلق:

کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ انتہائی اہم اور ضروری امر ہے۔ اس تعلق کے قیام کے لیے کئی ایک طریقے ہیں۔ مختصراً نیکی اور خدا ترسی کا ہر کام اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ ہے۔ ان میں نماز کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ نماز بندے اور رب، عابد اور معبود، ساجد اور مسجود کے درمیان رابطہ اور تعلق ہے۔ اگر یہ رابطہ منقطع ہو جائے تو زندگی کی گاڑی کسی بھی وقت کسی بڑے حادثہ کا شکار ہو سکتی ہے۔ اور انسان کسی بھی تباہی کے بڑے گڑھے میں گر سکتا ہے۔ اور اگر یہ رابطہ بحال ہو، تو دنیا کے ہر موڑ پر کامیابیاں قدم چومتی ہیں:

زمانہ بھر مخالف ہو فلک بھی ہو عدو میرا
بگڑتا نہیں کچھ یا رب! جو حامی ہے تو میرا

دنیا کا ہر سرور، قیامت کا نور، دنیا میں سعادت، آخرت میں نجات؛ دین کی اساس، آخرت کے لیے اثاث؛ دنیا میں گنج گراں مایہ، آخرت میں کامیابی کا سرمایہ نماز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاته، فإن صلحت فقد أفلح وأنجح، وإن فسدت فقد خاب وخسر؛؛ فإن انتقص من فريضته شيء قال الرب عز وجل: انظروا، هل لعبدي من تطوع؟ فيكمل بها ما انتقص من الفريضة ثم يكون سائر عمله على ذلك.)) (ترمذی/صحیح، ٤١٣)

”روز قیامت انسان سے سب سے پہلا سوال اس کے اعمال میں سے نماز کے

متعلق ہوگا، اگر نماز درست ہوگی تو وہ کامیاب ہوگیا اور نجات پالی، اور اگر نماز میں کمی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دیکھو: میرے بندے کی کوئی نفل عبادت ہے؟ اس سے فرض میں رہ جانے والی کمی کو پورا کر دیا جائے گا؛ اور پھر یہی معاملہ سارے اعمال کے ساتھ ہوگا۔"

سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا صحت جو بھی حالت ہو، نماز کی ہر حال میں ہر جگہ حفاظت کریں۔ جو لوگ نماز ضائع کر دیتے ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم کی ایک خاص وادی "غـيٌّ" نامی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝٥٩﴾ (مریم : ۵۹)

"ان کے بعد ایسے نالائق لوگ آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا، اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، ان کو عنقریب جہنم میں ڈالا جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الذي تفوته صلاة العصر، فكأنما وُتِر أهله وماله.))

(ابو داؤد ۱/۱۱۳)

"جس کی نماز عصر چھوٹ گئی، گویا کہ اس کے اہل اور مال سب کچھ ضائع ہوگیا۔"

یہ تو اس شخص کا حال ہے جس کی ایک عصر کی نماز ضائع ہوگئی، اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس نے ساری نمازیں چھوڑ رکھی ہیں؟ وہ خود ہی سوچ لیں۔

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ یہ وقت میچ دیکھتے اور کھیلتے ہوئے، فلم بینی اور رات کو گپ شپ میں وقت ضائع کیا جاتا ہے کہ اکثر نمازیں بالکل ہی رہ جاتی ہیں، چہ جائے کہ مسجد میں باجماعت نماز کا اہتمام ہو۔ لہٰذا فارغ اوقات کا ہرگز مطلب یہ نہ لیا جائے کہ نماز کے قیام، حقوق کی ادائیگی، اور دیگر تمام کاموں سے بھی چھٹی مل گئی۔ حالانکہ اللہ کی محبت کا تقاضا اس کی یاد کی کثرت ہے؛

Marfat.com

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

❀ کوئی شک نہیں کہ ایسے فارغ اوقات میں سفر کھیل کود اور تفریح کے لیے کیے جاتے ہیں؛ یہ تفریح طبع نفس کا حق ہے، جیسا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان میں گزر چکا؛ مگر یہ بھول نہ جائیے کہ وہ کھیل ہرگز نہ کھیلیں جو زندگی کا ہی کھیل ہو؛ جس میں ہر اچھے اور برے کی تمیز ختم ہو جائے، اور اللہ کی ناراضگی مول لی جاتی ہو، اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ ان امور میں ضائع ہوتا ہو۔ مثال کے طور پر شطرنج، نرد، ڈرافٹ بورڈ اور دیگر ان ڈور اور آوٹ ڈور گیمز جن میں وقت کا بے جا اسراف ہوتا ہے؛ مثلاً: رات گئے تک ٹیبل ٹینس، کرکٹ، کبڈی، ہاکی اور دیگر میچ کھیلنا اور ان کے تماشائی بننا۔ ہر ایک کام کو اس کی حدود میں کیا جائے تو بہتر ہے۔

ایسے ہی مختلف الیکٹرونکس اور کمپیوٹر گیمز بھی وقت کی تباہی کا سبب ہیں۔ بعض اوقات ان گیمز کے عادی کو حالات تو اجازت نہیں دیتے، مگر وہ دوستوں کے ساتھ خوش طبعی کے لیے گھریلو امور سے لاپروائی برتتے ہوئے ان کاموں میں وقت ضائع کرتا ہے؛ جس کا نتیجہ گھریلو ناچاقی، خاندانی تباہی، معاشرتی اور سماجی تنزل وادبار کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

کاش کہ اس کے انجام کار پر نظر کی جاتی اور اس سے عبرت حاصل کی ہوتی لیکن وہ دل ونظر کہاں؟

((فليتك تحلو والحياة مريرة وليتك ترضى والأنام غضاب إذا صح منك الود فالكل هين وكل الذي فوق التراب تراب.))

’’اے کاش کہ تم شیریں ہو جاؤ، کیونکہ زندگی بہت ہی کسیلی ہے؛ اے کاش کہ تم راضی ہو جاؤ کیونکہ دنیا ناراض ہے، جب تمہاری محبت درست اور سچی ہو تو ہر چیز آسان ہے؛ اور ہر وہ چیز جو مٹی پر ہے اس کو مٹی ہونا ہے۔‘‘

Marfat.com

اللہ عزوجل سے تعلق کے مختلف اسلوب، راہیں اور طریق کار ہیں، جن میں سے چند ایک کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ ﴾ (الرعد: ۲۸)

''آگاہ رہو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ ﴾ (الاحزاب: ۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو، اور صبح وشام اس کی پاکی اور حمد بیان کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں مگن رہنے؛ نماز پڑھنے اور اس کا خوف رکھنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں جواں مرد کے خطاب سے نوازا ہے، فرمایا:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ ﴾

(النور: ۳۷)

''وہ ایسے جواں مرد ہیں جن کو دنیا کے مشاغل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتے، اور نہ نماز سے اور زکات کی ادائیگی سے غافل کر سکتے ہیں، اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن پلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ ﴾

(طٰه: ۱۳۰)

Marfat.com

”اور رات میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور دن کے کناروں پر تا کہ تو راضی ہو جائے۔“

اس بحث کو دوسرے مباحث سے پہلے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان جتنے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے کام کرتا ہے وہ سب کے سب اس کی یاد کے مختلف وسیلے ہوتے ہیں۔ ذکر سے مراد اللّٰہ ھُوْ کی ضربیں لگانا نہیں ہے، کیونکہ یہ بہت بعد کے لوگوں کا ایجاد کردہ طریقہ ہے، جس کی دین میں کوئی اصل نسل نہیں۔ معرکۂ مادیت اور روحانیت کی کشمکش میں شیطان کے خلاف مومن کے انتہائی کارگر ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ذکر جتنا زیادہ ہوگا، اللہ سے تعلق اتنا ہی مضبوط ہوگا، اور اسی قدر انعامات و اکرامات ملیں گے؛ جن میں پہلا اور بڑا اکرام گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

”اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

دوسرا امر: زندگی میں برکت اور اس کو کارآمد بنایا جانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مثل الذين يذكرون الله والذين لا يذكرون الله كمثل الحي والميت.)) (ترمذی)

”بے شک ان لوگوں کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے، زندہ اور مردہ کی ہے۔“

بندے کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا ہی حصہ ہے جس قدر اس کا حصہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا ہے، اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے

Marfat.com

ہیں۔'' (صحیح/ ابن ماجہ)

اپنے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔'' (صحیح ، ابن ماجہ)

اس ذکر کا اثر انسان کی ظاہری زندگی پر بھی ہونا چاہیے۔قول اور عمل میں مطابقت سے ہی کامیابی ملتی ہے۔ بقول مولانا الطاف حسین حالیؔ:

یاد اس کی یہاں وردِ مدام اپنا ہے
خالی نہ ہو جو کبھی وہ جام اپنا ہے
کس طرح نہ لیجیے کہ ہے نام اس کا
کس طرح نہ کیجیے کہ کام اپنا ہے

ذکر پر انعام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ (البقرہ: ۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، میرا شکرادا کرو، اور ناشکروں میں سے نہ ہوجاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کچھ لوگ کسی جگہ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے فرشتہ اعلان کرتا ہے: ''اس طرح اٹھو کہ جیسے تمہاری مغفرت کردی گئی ہو۔''

(احمد/ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وصیت کو سمجھے، اور اس کے اعلیٰ اور قیمتی معانی میں فقاہت حاصل کی۔حتیٰ کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ''ایک آدمی اگر سو غلام آزاد کرتا ہے، (تو اس کا کتنا بڑا اجر ہے)؟ فرمایا: ''سو غلام کسی آدمی کے مال میں بہت بڑی چیز ہے۔لیکن اس سے افضل یہ ہے کہ انسان دن رات ایمان کو لازم پکڑے رہے، اور تم میں سے کسی ایک کی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔'' (احمد/ الزھد)

فرمایا: ''جن لوگوں کی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہتی ہیں، جب ان میں سے کوئی جنت میں جائے گا تو ہنس رہا ہوگا۔''بقول خواجہ صاحب کہ وہ فرماتے ہیں:

میری زیست کا کیا حال پوچھتے ہو
نہ پیری نہ طفلی نہ اس میں جوانی
جو چند ساعتیں یاد دلبر میں گزریں
وہی ہے وہی میری کل زندگانی

ذکر الٰہی میں مددگار طریقہ:

غلبہ شہوات کے وقت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز کو اپنی پسند پر ترجیح دینا، اور اللہ تعالیٰ کی محبوب چیز کی طرف جھک جانا، اگرچہ اس درجہ تک پہنچنا مشکل ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو غیر کی رضا پر ترجیح دینا، اگرچہ اس میں بہت بڑی آزمائشیں، اور بہت دشوار مراحل ہوں، اور انسان کی طاقت اور جسم اس سے جواب ہی دے دیں۔ یہ سب صرف تین امور کی بنا پر ہوسکتا ہے:

۱: خواہشات نفس کو مغلوب کر لینا۔

۲: ان خواہشات کی مخالفت کرنا۔

۳: شیطان اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کرنا۔

خلوت اور مناجات الٰہی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً﴾ (الاعراف: ۵۵)

''تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ پکارو۔''

اور ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰﴾ (غافر: ۶۰)

"اور آپ کے رب کا فرمان ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا کو سنتا ہوں، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، عنقریب وہ ذلیل وخوار کر کے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔"

خشوع وخضوع، حضور قلب اور ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے کھڑے ہوں جیسے غلام آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے؛ اور پھر اس دعا اور نماز کو استغفار اور توبہ پر ختم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے صفاتِ صالحین یوں بیان کی ہیں:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦﴾ (السجده: ١٦)

"ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اور اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ بھی کرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله...... ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه.)) (متفق عليه)

"روز قیامت اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے (عرش) کے سائے میں جگہ دیں گے، جس دن اس کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا، ......ایک وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔"

اللہ تعالیٰ کے نام یاد کرنا:

اللہ تعالیٰ کے بہت سارے ذاتی وصفاتی نام ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت ورحمت کی نشانی ہیں۔ کیوں کہ جب بھی انسان اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا صفت پر غور وفکر کرتا ہے تو کائنات میں اس کا ایک پرتو موجود پاتا ہے۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ کا نام خالق ہے۔ اور یہ تمام مخلوق اس خالق کی عظمت اور کبریائی کی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ کائنات کی ہر ایک خوشی

Marfat.com

وراحت اور نعمت اس کی رحمت کا شاہکار ہے۔ ایسے ہی ہر نام کے کچھ اثرات اور چند جھلکیں ہمارے سامنے کائنات کے نظاروں میں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے (یعنی ایک کم سو) نام ایسے ہیں، جس نے ان کو یاد کرلیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ ان پر ایمان رکھنا، ان کو یاد کرنا، اور ان کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرنا، اور کائنات میں بکھرے ہوئے ان کے مظاہر اور جلووں پر غور وفکر کرنا ایمان بڑھنے کا سبب بنتا ہے۔ ایسے ہی موقع کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ سے ان اسماء کے وسیلہ سے سوال کرنا، مثال کے طور پر: رزق طلب کرتے وقت یوں کہے: ''اے اللہ تعالیٰ آپ رزاق ہیں، اور رزاق آپ کا نام ہے، لہٰذا اپنے اِس اسم کے وسیلہ سے میری روزی میں برکت عطا فرما۔''

ہر ایک کو موت کا اک دن پیام آئے گا
خدا کا نام لیتے جاؤ کام آئے گا

نماز کا قیام:

اسلام میں نماز کی بہت بڑی عظمت ہے، گویا نماز رفیع الشان ذکر اور اعلیٰ منزلت کی حامل ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان میں شھادتین کے اقرار کے بعد، دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((بُني الإسلام على خمس :......وإقام الصلاة ، وإيتاء الزكاة .)) (متفق علیہ)

'' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ...... اور نماز کو درستی سے ادا کرنا، زکوٰۃ دینا......''

❀ نماز ام العبادات، اور سب سے افضل اطاعت ہے۔ اس لیے کتاب وسنت میں نماز کو درست طور پر ادا کرنے، اس کی حفاظت، اور اس کو با قاعدہ اور بروقت ادا کرتے رہنے کے لیے بہت سی نصوص وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ (البقرہ : ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور خاص کر عصر کی نماز کی۔''

واجب ہے کہ انسان فرض نماز باجماعت مسجد میں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ﴾

(البقرہ: ۴۳)

''نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

اہمیت نماز:

نبی ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی:

((الصلاة، الصلاة، وما ملكت أيمانكم .)) (ابو داؤد/ صحیح)

''نماز کا، نماز کا، اور اپنے غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔''

بے نماز ان سب سے برا ہے؛ کہ عقل اور شعور کی نعمت ہوکر، قرآن و حدیث سن کر بھی اس کا دل اللہ کی یاد کے لیے نرم نہیں پڑتا، اور دیگر کائنات کی ہر چیز، بغیر کسی وعظ و نصیحت کے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ ﴾ (الحج : ۱۸)

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہیں سب آسمانوں اور زمینوں والے، اور سورج و چاند، اور ستارے، پہاڑ و درخت، جانور، اور بہت سے انسان، اور بہتیرے انسان ایسے ہیں جن کے لیے عذاب ثابت ہو چکا ہے۔''

آنسو ہوں کہکشاں ہوں ستارے ہوں پھول ہوں
کوئی بھی تیری یاد سے غافل نہیں ملا

تارک نماز روز قیامت کس ذلت، رسوائی اور خوف سے دوچار ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾﴾ (القلم: ٤٢، ٤٣)

''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی، اور وہ سجدے کے لیے بلائے جائیں گے، وہ اس کی طاقت نہ رکھیں گے۔ نگاہیں نیچی ہوں گی، اور ان پر ذلت اور خواری چھا رہی ہوگی، یہ سجدہ کے لیے اس وقت بلائے جاتے تھے، جب وہ صحیح سالم تھے۔''

اس وقت کتنی ہی حسرت اور ندامت ہوگی جب ترک نماز کی حالت میں موت آئے گی؟ اس سے پہلے اپنے رب کے ہاں توبہ کرلو کہ جب تم یہ کہو: ''اے میرے رب مجھے اس دنیا میں لوٹا دے، تاکہ میں اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرسکوں؛ جواب ملے گا: ہرگز نہیں۔'' (مؤمنون: ۹۹ تا ۱۰۰)

❀ اس سے پہلے کہ جب یہ کہو:

﴿يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾﴾ (الفجر: ٢٤)

''ہائے افسوس! میں نے آخرت کی زندگی کے لیے کوئی عمل بھیجا ہوتا۔''

افسوس کے ان لمحات سے قبل بھرپور تیاری کیجیے، وقت امتحان بہت قریب ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

نماز سے انسان کو کیا ملتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے:

اب کھلا راز درِ دوست پر سجدہ کر کے
آسمانوں کی بلندی تو کوئی دور نہیں

نوافل سے اللہ تعالیٰ کا تقرب:

نوافل انسان کو محبت کے بعد محبوب کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جو میرے ولی سے دشمنی رکھے، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں،

Marfat.com

اور میرا بندہ فرض کردہ اعمال سے بڑھ کر کسی چیز سے میری قربت حاصل نہیں کرسکتا، اور میرا بندہ نوافل ادا کرکے میری قربت حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔اور جب میں محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ چھوتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کو دیتا ہوں، اور اگر میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے اپنی پناہ دیتا ہوں۔''

اس حدیث میں کامیاب لوگوں کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا، فرائض ادا کرنے والا، اور اس کی حدود پر رک جانے والا۔

۲: اللہ تعالیٰ کا محبوب، فرائض کے بعد نوافل سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے والا۔

جن نوافل سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے بہت اقسام کے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو فرائض سے زیادہ ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ وغیرہ۔ (نفل نماز عام حالات میں بہتر ہے، افضل علم حاصل کرنا ہے)۔

نوافل میں تہجد کو ایک خاص مقام اور فضیلت حاصل ہے۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر اس کی شان کے لائق نازل ہونے، اجابت دعا اور توبہ کی قبولیت کا ہے۔ اس وقت انسان کو قربت کا وہ اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے کہ بقول شاعر:

واقف ہوا گر لذتِ بیداریٔ شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پر اسرار

اللہ اللہ! ہم جن کے وارث ہونے کے دعویدار ہیں، ان کی حالت کیا تھی؟ کسی بزرگ کے متعلق منقول ہے کہ آخری وقت میں لوگ ان سے ملنے کے لیے گئے تو ان کو نماز کی حالت میں پایا۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ اس قدر تکلیف کی حالت میں بھی اتنی پر مشقت عبادت کرتے ہیں آخر کیوں؟ تو فرمانے لگے: اب نامہ اعمال بند ہونے کا وقت آ گیا ہے، اس لیے آخری عمل نماز کو بنا رہے ہیں۔ اگر انسان کو یہ یقین کامل ہو جائے کہ مرنے کے

Marfat.com

بعد تمام اعمال منقطع ہو جائیں گے، تو انسان کبھی بھی عمل سے منہ نہ موڑے۔ کیونکہ آخرت کی زندگی تو بنتی ہی عمل سے ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

روزہ رکھنا:

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ الصّٰٓئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝۳۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

"روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

اللہ نے روزہ دار کے جنت میں داخل ہونے کے لیے خاص دروازے بنا رکھے ہیں جن سے روزہ دار کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إن فی الجنة باباً یقال له الریّان، یدخل منه الصائمون یوم القیمة لا یدخل منه أحد غیرهم، ویقال أین الصائمون؟ فیقومون، لا یدخل منه أحد غیرهم، فإذا دخلوا أغلق فلم یدخل منه أحد.)) (بخاری ومسلم)

"بے شک جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے ریان، اس دروازے سے روزِ قیامت صرف روزہ دار داخل ہوں گے، اور ان کے ساتھ کوئی اور داخل نہ ہوگا، آواز لگائی جائے گی، روزہ دار کہاں ہیں؟ پس روزہ دار اس دروازہ سے

Marfat.com

داخل ہوں گے، جب آخری روزہ دار داخل ہوگا تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا، اس کے بعد کوئی داخل نہ ہوگا۔"

اور فرمایا:

"روزہ جہنم کی آگ سے ایسی ڈھال ہے جس طرح تم میں سے کسی ایک کی ڈھال میدان قتال میں ہوتی ہے۔" (احمد)

روزہ رکھنے پر انعام:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من صام يوما في سبيل الله عز وجل زحزح الله وجهه عن النار بذلك اليوم سبعين خريفا .)) (ترمذی ،ابن ماجه)

"کوئی انسان جب اللہ کے لیے ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ ﷻ اس سے جہنم کی آگ کو ستر برس کے فاصلے پر دور کردیتے ہیں۔"

روزہ رکھنے سے شہوت کم ہوتی ہے، اور اصلاحِ نفس کا موقع ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يا معشر الشباب ! من استطاع منكم الباءة فليتزوج ، فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج .)) (بخاری)

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ شادی کرے، کیونکہ یہ نظر کو جھکا دیتی ہے، اور شرم گاہ کے لیے بہتر حفاظت گاہ ہے۔"

اپنے نفس کو نفلی روزے کا عادی بنائیں۔ ان میں پیر اور جمعرات کا روزہ، ہر عربی مہینے کی تیرہ، چودہ، اور پندرہ تاریخ کا روزہ؛ عرفہ والے دن کا روزہ، عرفہ کے روزے کی وجہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ یوم عاشورا، یعنی دس محرم کا روزہ۔ اس کی وجہ سے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور شوال کے چھ روزے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صوم يوم عرفة يكفر سنتين ، ماضية ومستقبلة ، وصوم يوم عاشوراء يكفر سنة ماضية .)) (مسلم)

Marfat.com

''عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، ایک گذشتہ سال اور ایک آئندہ سال، اور عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ ایک سال ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

وقت کو غنیمت جانئے، ایک دن کا روزہ گناہوں کی معافی اور عذابِ جہنم سے نجات کا سبب بن سکتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''میں اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ہماری ملاقات مسجد کے کواڑ کے پاس ایک آدمی سے ہوئی۔ اس نے سوال کیا، یا رسول اللہ! قیامت کب ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' فرماتے ہیں: گویا کہ اس آدمی نے اس چیز کو سخت سمجھا۔ پھر اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول: میں نے اس کے لیے نہ تو بہت زیادہ نمازیں تیار کی ہیں، نہ روزے، اور نہ صدقات۔ لیکن اتنا ہے کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

''تم اسی کے ساتھ ہو جس سے تم محبت کرتے ہو۔'' (متفق علیہ)

منزل ملی ، مراد ملی ، مدعا ملا
سب کچھ ملا مجھے جو تیرا نقش پا ملا

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((واللّٰہ لا یؤمن أحدکم حتّی أکون أحب إلیه من ولده و والده والناس أجمعین.)) (متفق علیہ)

''اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی ایک اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔''

فرمان الٰہی ہے:

Marfat.com

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ۷)

”جو کچھ تمہیں اللہ کے رسول دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

اور فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”بے شک تمہارے نبی کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ حیات ہے۔“

حسن کردار وعمل، تدبر وتصرف، اخلاق وتعامل، حسن سیاست وقیادت، حسن امامت وشجاعت ہر لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کامل اور اکمل ہے۔ آپ ﷺ کی بات، کام کاج، اور طرز زندگی کو آنے والوں کے لیے ایک اتھارٹی کی حیثیت حاصل ہے، جو کہ کامیابی کی ضمانت ہے۔ اور جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ اللہ کے حکم سے امت کو بہتری کی تعلیم دینے کی غرض سے کیا ہے، اس میں آپ کی ذاتی رائے کا دخل نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے نبی! آپ کہہ دیجیے:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۵۳﴾

(الانعام: ۱۵۳)

”اور یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، تمہیں اس چیز کی وصیت (یعنی تاکیدی حکم) کی جاتی ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔“

اس سے یہ مقصود نہیں کہ فراغت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اور ان کی اطاعت کی جائے، اور فراغت ختم تو یہ محبت اور اطاعت بھی ختم۔ نہیں ہرگز نہیں؛ بلکہ ان اوقات میں محبت کے طریقے، آداب اور فضائل سیکھے جائیں، ان کاموں کا خود کو پکا عادی بنایا

جائے؛ اور آنے والے مرحلہ عمل میں اس کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کیا جائے؛ تا کہ جان چلی جائے، مگر یہ محبت ہاتھ سے نہ جائے، اور یہی کامیابی کا اصل راز ہے، اس محبت میں عالم یہ ہو کہ:

حاصلِ عمر نثار سرِ یارے کردم شادم
از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

اور بقول اردو شاعر کے:

جان ہی دے دی آج ہم نے پائے یار پر
عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

اللہ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی توحید کو مضبوطی سے تھاما جائے؛ توحید میں کسی قسم کا خلل نہ آنے پائے۔ اور اس کے ہر حکم میں اس کی اطاعت کی جائے، اس کی حرام کردہ اشیا سے بچا جائے۔ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے وہ ناراض ہوتا ہو، اور ایسے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے جن سے وہ خوش ہوتا ہو۔ اور اس کی رضا کو ہر ایک کی محبت اور رضا پر ترجیح دی جائے۔ آپ کی اتباع ہی جنت کی ضمانت ہے؛ بقول شاعر:

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

محبت رسول اللہ ﷺ کا تقاضا ہے کہ آپ کے قول وفعل وسنت سے محبت اور آپ کی اطاعت کی جائے، اور آپ کی اطاعت و محبت کو ہر ایک کی اطاعت اور محبت پر مقدم کیا جائے، یہی کامیابی اور جنت کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣١﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ فرما دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((من رغب عن سنتي فليس مني .)) (بخاری،مسلم)

"جو کوئی میری سنت سے اعراض برتے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

اس محبت کی ظاہری نشانی بھی خود آپ ﷺ نے بیان کی، فرمایا:

((والله لا يؤمن أحدكم حتّى يكون هواه تبعاً لما جئت به .))

(صحیح بخاری)

"اللہ کی قسم! کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔"

بقول شاعر:

محبت جو ان کی عطا ہوگئی ہے
یہ دنیا بھی جنت نما ہوگئی ہے

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي، عضوا عليها بالنواجذ .)) (صحیح، ترمذی)

"تم پر سنت اور میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت لازم ہے، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑو۔"

آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنتیں اپنانے اور آپ کے بتائے ہوئے طریق کار پر چلنے میں وہ لطف و کیف ہے جس کی کیفیت کا احساس ہونے کے لیے بھی ایمانی ذوق کا ہونا ضروری ہے؛ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تیرا پسینہ ہے عطر آگیں
تیرا تکلم ہے نشاط افزا
تیرے شگوفوں پہ ہورہی ہے
نثار مشکِ ختن کی خوشبو

Marfat.com

ہزار کلیاں چٹک چٹک کر
صد مسرت یہ کہہ رہی ہیں
کہاں یہ نفحاتِ عود و عنبر
کہاں وہ تیرے چمن کی خوشبو

یہ بہترین موقع ہے کہ ہم غور کریں کہ ہماری خواہشات کس حد تک تعلیماتِ نبویؐ کے تحت ہیں؟ کہیں بیکاری اور بے روزگاری کے غم، فراغت کی خوشی اور کام کی ذمہ داری نبھانے میں ہم سے حدودِ شریعت کی پامالی تو نہیں ہو رہی؟

صلہ رحمی:

انسان پر واجب بڑے اور اہم ترین حقوق خونی رشتہ داروں کے ہیں۔ ان حقوق کا ادا نہ کرنا قطع رحمی ہے، جو ایسا جرم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں فساد پھیلانے سے تعبیر کیا ہے؛ فرمایا:

﴿فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَ تُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَ اَعۡمٰٓى اَبۡصَارَهُمۡ ﴿۲۳﴾﴾ (محمد: ۲۲)

”تم سے بعید نہیں کہ اگر تمہیں استقرار مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کرو، اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے، اور ان کو سماعت سے محروم کر دیا اور ان کی آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔“

والدین اور اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک؛ بڑوں کا ادب؛ اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت؛ مریض کی عیادت؛ پریشان حال سے تعزیت؛ اور قطع رحمی والے کے ساتھ رابطہ بڑھانا اسلام کی سنہری تعلیمات میں سے ہیں۔ اس سلوک کے سب سے پہلے مستحق ہمارے والدین ہیں۔ حقوق اللہ کے بعد سب سے بڑا حق ان کا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا

Marfat.com

يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا
تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

(الاسراء: ۲۳ تا ۲۴)

''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور والدین کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے کوئی ایک، یا یہ دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، اور نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب اور احترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے رب: ان پر ایسے رحم کر جیسا انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

رسول ﷺ سے پوچھا گیا کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الإشراك بالله وعقوق الوالدين.)) (بخاری ۸/۷۶)

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی۔''

والدین کی خدمت دنیا میں برکت اور رحمت کا سبب ہے، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إن الله يزيد عمر الرجل ببره والديه.)) (مشکوٰۃ)

''بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی عمر اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے بڑھاتے ہیں۔''

- صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ اچھے سلوک کے بدلہ میں اچھا سلوک کیا جائے، اور برا سلوک کرنے پر دوری اختیار کی جائے، بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جو آپ سے قطع تعلقی کرے آپ اس سے رابطہ کو استوار کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((ليس الواصل بالمكافى، ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها.)) (بخاری ۵/ ۷۵)

"صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ کے طور پر برابر کا سلوک کرے، صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس سے قطع تعلقی کی جائے تو وہ تعلق کو جوڑے اور صلہ رحمی کرے۔"

شاعر کہتا ہے:

أو ما علمت أخا العلا نور الكلم
رضوان رب الناس في صلة الرحم

"اے بلندی کے طلبگار! کیا تجھے یہ روشن کلمات معلوم نہیں ہیں کہ لوگوں کے رب کی رضامندی صلہ رحمی میں ہے۔"

گلے ملتے ہی جتنے گلے تھے سب بھول گئے
وگرنہ ہمیں یاد تھیں شکایتیں کیا کیا

صلہ رحمی پر انعام:

جس طرح قطع رحمی گناہ کے اور ناپسندیدہ کاموں میں سے ہے، ایسے ہی اللہ ﷻ نے اس کے مقابلہ میں صلہ رحمی پر بڑے انعام رکھے ہیں۔ ان میں:

پہلا انعام:...... انسان کی عمر میں برکت اور خیر کی توفیق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أحب أن يبسط له في رزقه وينسآ له فى أثره فليصل رحمه.))

"جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں برکت دی جائے اور اس کے ذکر کو جاری رکھا جائے پس اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔" (متفق علیہ)

علما فرماتے ہیں:

Marfat.com

''اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تھوڑے سے وقت میں وہ کام کر گزرتا ہے جو دوسرے اس سے کئی گنا زیادہ وقت میں نہیں کر سکتے۔''

دوسرا انعام:...... جنت کی گارنٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا أیها الناس! أفشوا السلام ، وأطعموا الطعام ، وصلوا الأرحام ، وصلوا باللیل والناس نیام ، تدخلوا الجنة بسلام .)) (ابن ماجه/ صحیح)

''اے لوگو! سلام کو عام کرو، اور کھانا کھلاؤ، اور صلہ رحمی کرو، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تیسرا انعام:...... لوگوں میں مقبولیت، قدر میں اضافہ، اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا قیام ہے۔ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الرحم معلقة بعرش الرحمن ، و تقول : من قطعني قطعه الله ، ومن وصلني وصله الله .)) (مسلم)

''رحم اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور وہ کہتا ہے: ''جو مجھے توڑے، اللہ اسے توڑ دے، اور جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑ دے۔''

چوتھا انعام:...... صلہ رحمی سے صفا قلب ممکن ہے: کیونکہ اس میں اپنی محبت، اپنا بغض، بخشش اور روکنا، بات چیت اور خاموشی سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بنانا ہے۔ جو کمال ایمان کی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أعطی لله ، ومنع لله ، وأحب في الله ، وأبغض في الله فقد استکمل الإیمان .)) (ترمذی/ حسن)

''جو اللہ کے لیے کسی کو کچھ دے، اور اللہ کے لیے ہی روک لے، اور جو اللہ کے لیے ہی محبت کرے، اور اللہ کے لیے ہی بغض کرے، تحقیق اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔''

Marfat.com

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل میں صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾

(النسآء: ٣٦)

"اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قریبی رشتہ داروں، اور یتیموں کے ساتھ، اور قرابت کے ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ، اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ما زال جبريل يوصيني بالجار حتّٰى ظننت أنه سيورّثه .))

"جبریل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے حتی کہ میں نے گمان کیا کہ اسے وارث بنا دیا جائے گا۔" (متفق علیہ)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی دلیل اور ان کی محبت کے حصول کا ذریعہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

((من سرّه أن يحب الله ورسولهٗ ويحبه اللهُ ورسولهٗ فليصدق حديثه إذا حدث، وليؤد أمانته إذا أئتمن، وليحسن جوار من جاوره .)) (متفق علیہ)

"جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کریں، پس چاہیے کہ وہ جب بولے تو سچی بات کرے، اور جب اسے امانت سپرد کی جائے تو امانت کو ادا کرے، اور جب کسی کا پڑوس اختیار کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ایمان کامل کی علامت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره.))

"جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔" (متفق علیہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار يعمرن الديّار، ويزدن في الأعمار.)) (البهيقي شعب الإيمان ٦/ ٢٢٦)

"صلہ رحمی، حسن خلق، اور اچھا پڑوس ملکوں کو آباد کرتے ہیں، اور عمر کو بڑھاتے ہیں۔"

ابن شبرمہ نے اپنے کسی دوست کی بہت بڑی ضرورت پوری کی، وہ بدلہ کے طور پر کچھ ہدیہ لے کر حاضر ہوا، پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگا: آپ نے جو میرے ساتھ بھلائی کی ہے یہ اس کا بدلہ ہے۔ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، اپنا مال لے لو۔ جب اپنے بھائی سے کسی ضرورت کا سوال کرو۔ اور وہ اس کے لیے اپنے نفس کو تکلیف دینا گوارا نہ کرے؛ تو نماز کے لیے وضو کرو، اور اس پر چار تکبیر والی نماز جنازہ پڑھو، اور اسے مردوں میں شمار کرو (کیونکہ اس کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں)۔" (احیاء العلوم الدین ۲/ ۱۹۵)

یہ سنہری موقع ہے کہ فراغت کے ان اوقات میں صلۂ رحمی اور پڑوسی کا حق ادا کیجیے؛ خواہ وہ اقربا کی زیارت کر کے ممکن ہو یا بذریعہ فون اور خط ان کے حال واحوال دریافت کر کے۔ بذات خود زیارت کے لیے جانا زیادہ بہتر ہے۔ اطاعت الٰہی کے کاموں میں ہر قدم چلنے پر نیکی ملتی ہے۔ براہ راست ملنے سے دلوں سے کدورتیں دور ہوتی ہیں، اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ تعلقات مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں۔ شاید کہ فراغت کے یہ لمحے پھر نہ مل سکیں۔

مقدس سفر:

سیلابِ رنگ ونور طلوع سحر میں ہے
تابندہ کہکشاں تیری گردِ سفر میں ہے

یہ بھی خالقِ کائنات کی قدرت کا حسین منظر ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو روئے

Marfat.com

زمین پر پھیلا دیا ہے۔ ایسا بھی ممکن تھا کہ یہ تمام ضروریات ایک جگہ جمع کردی جاتیں، مگر ایسا نہ ہوا، اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ سفر میں نکلنے والا لوگوں اور علاقوں کے اجتماعی، علاقائی، ثقافتی، ماحولیاتی اختلاف کو دیکھ کر ان میں غور وفکر کرے، تاکہ مومن کا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہو، اور کافر کے سامنے راہ ہدایت واضح ہو، جس کے بعد ایمان لانے والا بصیرت کے ساتھ ایمان لائے، اور کفر پر قائم رہنے والے پر حجت پوری ہوجائے۔

مقدس سفر سے مراد ایسے سفر ہیں جن سے مقصود رضائے الٰہی کا حصول، خدمتِ دین، اور خلق خدا کا فائدہ ہو۔ یہ سفر بہت قسم کے ہوسکتے جن پر چلنے والے کا ہر قدم پر رحمت الٰہی استقبال کرتی ہے۔ ان میں سے چند سفر یہ ہیں:

رزق حلال کے لیے سفر...... اگر سفر کا مقصد رزق حلال کا حصول ہے تو عین عبادت ہے. ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ﴾

(المزمل : ۲۰)

"اور دوسرے لوگ جو زمین میں چلتے پھرتے ہیں، اللہ کا رزق اور اس کی رضا مندی تلاش کرتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵﴾ (الملك : ۱۵)

"وہ اللہ جس نے زمین کو تمہارے لیے پست کردیا، تاکہ تم اس کی راہوں پر چلو، اور اس کے رزق میں سے کھاؤ، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

ہمارے رسول اللہ ﷺ نے خود شام کی طرف تجارتی سفر کیے۔ آپ نے تجارت میں شراکت بھی کی۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام کے تجارت کے لیے سفر کسی بیان کے محتاج نہیں۔

Marfat.com

قدرت کی نشانیوں میں غور وفکر :......علما امت نے عقیدہ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے بڑے اہم اور حیرت انگیز نکات اٹھائے ہیں۔ چنانچہ اس بات پر بحث کی ہے کہ: انسان پر سب سے پہلے کون سی چیز واجب ہوتی ہے؛ کیا وہ پہلے اسلام قبول کرے؟ یا پہلے کائنات میں غور وفکر کرے تاکہ وہ توحید کو علم اور بصیرت کی بنیاد پر قبول کرے۔ پھر اس مسئلہ کی بنیاد پر ان میں یہ بحث بھی مشہور ہے کہ ایک انسان کو اگر اتنی مہلت نہیں ملی کہ وہ کائنات میں قدرت کی نشانیوں پر غور کر کے ایمان لاسکتا، اس کا آخرت میں کیا بنے گا؟ اس مسئلہ سے نکلنے والے باقی مسائل اپنی جگہ پر۔ لیکن ایک چیز کا پتہ چل گیا کہ چند منٹ اگر اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں غور وفکر کے مل جائیں، تو ان کی کیا قیمت ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان پر پہلا واجب کلمۂ توحید کا اقرار اور اللہ پر ایمان لانا ہے۔ اور اس کے بعد کائنات میں غور وفکر کرے تاکہ اس کا ایمان مضبوط اور دل مطمئن ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر سختی سے رد کیا ہے کہ ان کے کان، آنکھیں، اور دل ان کو کچھ بھی کام نہ آئے، کیونکہ انہوں نے ان سے قدرتِ الٰہی کی عظمتوں کا پتہ لگانے کا کام کبھی نہیں لیا۔ فرمایا:

﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۷۹)

"ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، اور آنکھین ایسی ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور کان ایسے ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نشانیوں میں چند منٹ کے لیے غور وفکر کرنا نہایت کار آمد اور نفع بخش ہوسکتا ہے۔ مصروف ترین ایام کی گردش اور ان کے پر تکان اعمال میں انسان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ زمین وآسمان کی پیدائش، اس کے نظام، خود انسان کی پیدائش اس کے آغاز، اور ہر زندہ چیز کے انجام پر غور وفکر کرے۔ انسان کے لیے عبرت کا ایک موقف اور موقع ضرور ہونا چاہیے۔ یہ اتنی بڑی کائنات اور اس میں موجود مخلوقات اور پھر

Marfat.com

کائنات کی ہر ایک چیز اپنے خالق کے وجود اور اس کی توحید کی گواہ ہے۔اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے مقصد نہیں پیدا کیا۔اور ان چیزوں کو دیکھنے والے کے دل میں خالق کی عظمت اور کبریائی کا شعور بیدار ہوتا ہے۔جس کے سامنے انسان سر تسلیم خم کرتا ہے، اور اس کے ساتھ اپنی لو لگانے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔کیونکہ اب انسان کی عقل سے جہالت کے پردے چھٹ جاتے ہیں، اور فطرت سلیم خالق کی عظمت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس کے سامنے اپنے عجز اور اس کی جناب میں اپنی حاجت مندی کا اظہار کرنے کے لیے بے بس و بے چین ہو جاتی ہے۔ایسے سفر کے قصد میں مختلف بستیوں کا نظارہ اور ان کے انجام سے عبرت پکڑ کر انابت الی اللہ بھی شامل ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ۝۴۸﴾ (النحل: ٤٨)

''کیا وہ اللہ کی تخلیقات میں غور نہیں کرتے کہ چیزوں کے سائے دائیں اور بائیں مڑتے ہوئے اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں، اور وہ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۷۹﴾ (النحل: ٧٩)

''کیا وہ غور نہیں کرتے کہ پرندے کیسے آسمانوں کی فضا میں تابع فرمان ہیں، اور اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں پکڑ کر رکھتا، بے شک اس میں مومنین کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

دلائل توحید پر تدبر :......اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اہل عقل موحدین کی ایک بڑی صفت یہ بیان کی ہے:

﴿يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

Marfat.com

بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ ﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

''اے ہمارے پروردگار! تونے یہ سب کچھ بلا وجہ نہیں پیدا کیا، پس تیری شان بلند ہے۔''

کارخانۂ قدرت میں موجود ہر ایک چیز زبان حال سے پکار کر کہہ رہی ہے کہ ان کا خالق و مالک، مدبر و متصرف، اور ان پر قادر مطلق صرف ایک اللہ ہے؛ اگر اس نظام میں کسی غیر کا ذرا بھر بھی دخل ہوتا تو یہ نظام درست طور پر جاری نہ رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ ﴾ (الانبیاء: ۲۲)

''آپ فرمادیں: اگر آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے علاوہ ایک بھی معبود ہوتا، تو زمین و آسمان کا نظام تباہ ہو جاتا۔''

رب القدوس نے جا بجا امور کائنات اور آیات بینات میں غور و فکر کی دعوت دی ہے، تاکہ مسئلہ توحید سمجھ آسکے۔ کسی شاعر نے اس مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

لاکھ ناداں سہی اتنے بھی تو ہم کو رنہیں
کہ چمن دیکھ کر ذکرِ چمن آرا نہ کریں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

Marfat.com

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا
اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ (النمل: ٦٠ تا ٦٥)

”بھلا بتاؤ تو کس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے آسمانوں سے پانی کس نے برسایا؟، پھر اس سے بارونق اور ہرے بھرے باغات اگائے۔ تمہارے لیے ہرگز ممکن نہ تھا کہ تم ان باغات کے درختوں کو اگا سکو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟، بلکہ وہ لوگ راہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا، اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں، اور اس کے لیے پہاڑ بنائے، اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی، کیا اس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟، بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ کیا وہ جو بے کس کی پکار کو اس کے پکارنے پر سنتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے، اور اس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے، اس اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہیں دکھاتا ہے اور اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بہت بلند و برتر ہیں۔ کیا وہ جو مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے، اور پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا، اور جو تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے روزی دیتا ہے، کیا اس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ آپ فرما دیں: اس پر کوئی اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ آپ فرما دیں: آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور نہ وہ اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ انہیں کب دوبارہ اٹھایا جائے گا۔“

Marfat.com

ان آیات کے ایک ایک لفظ پر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ کائنات کا اتنا جچا تلا نظام، اور اس کی درست درست گردش؛ پھر ان تمام چیزوں کا انسان کے لیے فائدہ مند ہونا، یقیناً ایک رب کی طرف سے بہت بڑا انعام اور ایک مقصد کی دعوت ہے۔ وہ دعوت یہ ہے:

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے، اور تو خدا کے واسطے

لوگوں کی حالت دیکھ کر غور وفکر کرنا چاہیے کہ ایک ہی والد کے دو بیٹے ہیں، دونوں کی شکل وطبیعت، مزاج وعمل میں فرق کے علاوہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بہت زیادہ امیر وکبیر ہوتا ہے، اور دوسرا دَر دَر کا فقیر:

کسی کو تاج سلطانی کسی کو دھکے در در کے
میرے مولا تیری مرضی جدھر چاہے ادھر کردے

کبھی اس سیر وتفریح میں یہ غور کیا کہ بارش اور برف پہاڑوں پر برستی ہے، یہ مشقت وہاں کے لوگ سہتے ہیں، مگر سارا سال پگھل پگھل کر دریاؤں کی صورت میں میدانی علاقوں میں پہنچ کر وہاں کی زمین سیراب کرتی ہے، غلے اگتے ہیں، اور ملکوں میں پھیل جاتے ہیں، اس طرح سب کی روزی کا بندوبست اللہ کرتے ہیں۔

اہل عقل کو یہ خدائی نظام اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ ان نعمتوں کو غلط استعمال نہ کیجیے؛ اگر اللہ چاہے تو اپنی یہ نعمتیں چھین بھی سکتا ہے۔ اس فرصت کو غنیمت جان کر تیاری کرو، اور اللہ کا شکر ادا کرو جس کے یہ انعامات ہیں:

((ترحل عن الدنيا بزاد من التقى فعمرك أيام تعد قلائل .))

"اس دنیا سے کوچ کرتے ہوئے تقویٰ کا زادِ راہ لے لو، آپ کی زندگی کے گنتی کے چند دن رہ گئے ہیں۔"

Marfat.com

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش اور ان تمام مراحل کا ذکر کیا جن سے انسان نطفہ سے لے کر موت تک گزرتا ہے۔ اور ان پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی، کہ جب یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کو بدل ڈالے تو انسان کے بس میں کچھ بھی نہیں کہ وہ اس کا متبادل پیش کر سکے، یا اس تبدیلی کو روک سکے۔ اگر انسان اتنا بے بس ہے تو چاہیے کہ وہ ایک غالب قوت والے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہوئے اپنے تمام امور اس کے سپرد کر دے، اور اس اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہو جائے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿اَ فَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَ فَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَ فَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾﴾ (الواقعہ: ۵۸ تا ۷۲)

"کیا تم دیکھتے ہو جو منی تم ٹپکاتے ہو، کیا تم اس سے انسان کو پیدا کرتے ہو یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی تم میں موت کو مقدر (معین) کر دیا ہے اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں اس طرح نئے سرے سے پیدا کر دیں کہ تمہیں اس کی خبر ہی نہ ہو۔ تمہیں یقیناً پہلی پیدائش معلوم ہی ہے پس تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو، کیا تم اس کو اگاتے ہو یا

Marfat.com

ہم اسے اگاتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کردیں اور تم حیرت میں باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا ہے، بلکہ ہم محروم ہی رہ گئے۔ بتاؤ یہ پانی جو تم پیتے ہو، کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا ہم اسے نازل کرتے ہیں؟ اگر ہم چاہتے تو اس کو کڑوا کسیلا بنا دیتے، پس تم شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ آگ جسے تم جلاتے ہو، کیا تم نے اس کا درخت اگایا ہے یا ہم نے اسے اگایا ہے؟ ہم نے اسے نصیحت حاصل کرنے کا سبب اور مسافر کے لیے فائدہ کی چیز بنایا ہے۔‘‘

حالی نے اس کو کتنے ہی حسین انداز میں قلم بند کیا ہے:

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نور آفتاب؟
کس نے بھردی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

قدرت کی نیرنگیوں کے واقعات آئے روز کے اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع سے ہم تک پہنچتے ہیں جن پر غور وفکر اور تدبر انسان پر ہدایت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ عبدالحمید کشک رحمہ اللہ کا ہے۔ جو کہ ایک نابینا عالم تھے۔ ایک روز منبر پر چڑھے، اور جیب سے کھجور کا ایک چھلکا نکالا جس پر بہت ہی خوبصورت کوفی رسم الخط میں قدرتی طور پر لفظ ’’اللہ‘‘ موٹا لکھا ہوا تھا، لوگوں کو دکھایا، اور یہ شعر پڑھ کر خود بھی روئے اور حاضرین کو بھی رلا دیا:

أنظر لتلك الشجرة ذات الغصون النظرة
من ذا الذي أنبتها وزانها بالخضرة
ذاك هو الله الذي قدرته مقتدرة

Marfat.com

''اس ٹہنیوں والے سرسبز درخت کو دیکھئے۔ اس کو کس نے پیدا کیا اور ہریالی سے مزین کردیا، وہ وہی اللہ ہے جس کی قدرت ہر ایک پر کارگر ہے۔'' کسی اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

گلشن میں پھروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں
یا معدن و کوہ ودشت و دریا دیکھوں
ہر جا تیری قدرت کے ہیں لاکھوں مظہر
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪﴾ (لقمان: ۱۱)

''یہ اللہ کی مخلوق ہے، مجھے دکھاؤ جو اس کے علاوہ ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے، بلکہ ظالم لوگ صاف گمراہی میں ہیں۔''

وفي كل شيءٍ له آية تدل على أنه واحد

''ہر ایک چیز میں ایک نشانی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک اللہ ایک ہے۔''

احسانات الٰہی اور نعمتوں کا مشاہدہ:

انسان کے پاس تمام موجود نعمتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ انسان احسان کا اسیر اور غلام ہے۔ جب انعام، مہربانی اور نوازش اس کے دل و دماغ میں سرایت کرجاتے ہیں، تو انسان کو اس انعام کرنے والے کے ساتھ محبت پر مجبور کرتے ہیں؛ فرمایا:

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ (النحل: ۵۳)

''اور تم پر جو بھی نعمت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً﴾ (لقمان : ۲۰)

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ بے شک اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمینوں میں ہے، اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر بہا دی ہیں۔''

اللہ کریم نے سورت رحمان میں کئی نعمتوں کا تذکرہ کر کے بار بار فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ (الرحمن)

''اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔''

ان نعمتوں کا شکر ان کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں استعمال کر کے ادا کیا جا سکتا ہے۔ جس سے ان نعمتوں کو بھی بقا اور دوام نصیب ہوگا، اور اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بھی بچ جائیں گے؛ فرمایا:

﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِيۡ لَشَدِيۡدٌ ۝۷﴾

(ابراهيم : ۷)

''اگر تم میری شکر گزاری کرو گے، میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر میری نعمتوں کا انکار کرو گے تو جان لو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

زمین کی سیر و سیاحت اگر عبرت کے لیے کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے عقل اور دل کے پردے ہٹا دیتے ہیں، اور ہدایت کی راہیں روشن ہو جاتی ہیں۔ فرمایا:

﴿اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِي الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِيۡ فِي الصُّدُوۡرِ ۝۴۶﴾ (الحج : ۴۵)

''کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی، جو ان کے دل ان باتوں کو سمجھ لینے والے ہوتے، یا کانوں سے ہی ان باتوں کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی

Marfat.com

اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

کفار کے انجام اور قدرت کی نشانیوں میں تدبر:

جہاں میں ایک اللہ کے پرستاروں کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی بھی کمی نہیں رہی جو نہ صرف اللہ کے باغی، بلکہ اللہ اور اس کے انبیا کے دشمن، اور سرکش رہے۔ ایسے لوگوں پر بھی اللہ نے اپنا انعام کیا کہ ان میں رسول اور نبی بھیجے تاکہ وہ انہیں حق بات سمجھائیں، اور ایک اللہ کی بندگی کرنے کی دعوت دیں۔ جن لوگوں نے یہ دعوت قبول کرلی، وہ کامیاب ہوگئے، اور جنہوں نے اس کا انکار، اور سرکشی کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں مختلف سزائیں دیں۔ چنانچہ کسی کو سمندر میں غرق کیا گیا تو کسی کو طوفان سے ہلاک کیا، کئی لوگوں پر آسمان سے پتھروں کی بارش کی، اور کئی ایک تیز آندھی کی نذر ہوگئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ہلاک ہونے والوں کو آنے والوں کے لیے عبرت کا سامان کردیا، تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کی نافرمانی سے باز آجائیں؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾﴾

(الانعام: ١١)

”آپ فرمادیں: زمین کی سیر کرو، اور دیکھو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوا۔“

اور فرمایا:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾﴾

(النمل: ٦٩)

”کہہ دیجیے! زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیسا ہوا۔“

ایک مقام پر بڑے بڑے صاحبِ جاہ و منزلت لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾﴾ (النمل: ٥٢)

”یہ ان کے گھر ہیں اوندھے پڑے ہوئے، ان کے گناہ کرنے کی وجہ سے، بے شک

اس میں اہل علم کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘

آخرت کی یاد:

سیر وسیاحت کے مقاصد میں سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر، اور انابت الی اللہ بھی شامل ہے۔ سیّدنا عزیر علیہ السلام کا گزر جب ایک ویران بستی پر ہوا، تو انہوں نے فوراً دوبارہ اٹھائے جانے؛ اس کے انجام، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قبضہ پر غور وفکر کرتے ہوئے کہا:

﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ﴾ (البقرہ: ۲۵۹)

’’اور جب ان کا گزر ایک بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگے: ’’اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کریں گے۔‘‘

اور عام لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان اس دنیا فانی کی لذتوں اور عشرتوں میں کھو کر اپنے انجام سے غافل رہ کر اپنا وقت ضائع نہ کردے۔ بلکہ ایک لمبی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے تیاری کرے، یہی اصل سرمایۂ حیات ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۰﴾ (العنکبوت: ۲۰)

’’کہہ دیجیے! زمین میں چلو پھرو اور دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس خلق کو ابتدائی طور پر پیدا کیا، پھر وہی اللہ ان کو دوبارہ پیدا کریگا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

قبروں کی زیارت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝۲۱ ثُمَّ اِذَا شَاۗءَ اَنْشَرَهٗ ۝۲۲﴾ (عبس: ۲۱،۲۲)

’’پھر اسے موت دی اور اسے قبر میں پہنچا دیا گیا، اور پھر جب وہ چاہے گا اسے

دوبارہ زندہ کردے گا۔"

اور فرمایا:

﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ③﴾

(التکاثر)

"تمہیں زیادہ (سامانِ دنیا) کی چاہت نے غافل کردیا، یہاں تک کہ تم نے قبریں جادیکھیں اور عنقریب تم اپنا انجام جان جاؤ گے۔"

اور فرمایا:

﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝٥٥﴾

(طه : ٥٥)

"اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور اسی میں ہم تمہیں لوٹاتے ہیں، اور اسی سے ایک بار پھر نکالیں گے۔"

قبر ہر ایک کا آخری ٹھکانہ ہے، جس میں ہر ایک شخص کو ایک نہ ایک وقت جانا ہے۔ مگر انسان اس قبر کی سختی اور ہولناکی سے بہت ہی غافل ہے۔ قبر پر لکھ دیے جاتے ہیں: "آخری آرام گاہ"...... "مرقد منور" وغیرہ کے الفاظ۔ مگر کیا واقعی اس قبر کو آرام گاہ اور مرقد منور بنانے کی کبھی کوشش بھی کی تھی۔ کبھی اس اندھیر کوٹھڑی کی سختیوں کا خیال دل میں آیا؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تذكر الآخرة .)) (مسند احمد)

"میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب تم جایا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے۔"

جوش نے دنیا کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

جا گورِ غریباں پہ نظر ڈال بہ عبرت
کھل جائے گی تجھ پہ تری دنیا کی حقیقت

Marfat.com

عبرت کے لیے ڈھونڈ کسی شاہ کی تربت
اور پوچھ کدھر ہے وہ تیری شانِ حکومت
کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے
اے کاسۂ سر بول تیرا تاج کہاں ہے؟

قبر دیکھنے میں بظاہر تو مٹی کا ایک ڈھیر ہے۔ مگر اس تنہائی کے گھر کے اندر حسرت اور عذاب ہے۔ اندر کیڑے مکوڑے، بچھو، سانپ اور آگ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إنما القبر إما روضة من رياض الجنة، أو حفرة من حفر النار.)) (ترمذی/ حسن ۲۵۶۲)

"قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

قبر ہر وقت آواز لگاتی ہے: اے دنیا کو آباد کرنے والے! تم ایسا گھر آباد کررہے ہو جس کو عنقریب زوال آنے والا ہے۔ اور تم نے اس گھر کو خراب کردیا جس کی طرف تم کو بہت جلد ہی پلٹ کر جانا ہے۔ تم نے ایسے گھر بنائے جن کی منفعت اور رہائشیں دوسروں کے لیے ہیں، اور ایسے گھر کو خراب کردیا جس کے سوا تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

یہ دنیا سبقت لے جانے کی جگہ ہے۔ جہاں اعمالِ خیر کا ذخیرہ کیا جاتا ہے، اور اچھائی کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ اور قبر عبرت کی جگہ ہے، جہاں بادشاہ بھی جاتا ہے، اور گدا بھی۔ کتنے ہی بڑے بڑے نامی گرامی آئے، مگر اللہ کا نام رہا، باقی سب کچھ فنا ہوگیا، اور جو رہ گیا ہے، فنا ہو جائے گا؛ بقول شاعر:

مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اس سے پہلے کہ زمین آپ کو اور ہمیں کھا جائے بس غور کا ایک لمحہ چاہیے کہ اس اندھیری کوٹھڑی میں جانے کے لیے ہماری کیا تیاری ہے، جہاں اس ساری زندگی کا اور اس

Marfat.com

کے لمحہ لمحہ کا سوال ہوگا؟

علم کا حصول:

انسان پر اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے انعامات میں سے ایک علم کی عنایت ہے۔ علم کے شرف، قدسیت، اور اعزاز کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مقصد ومنصب نبوت ورسالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۲ ﴾ (الجمعہ: ۲)

”وہ اللہ تعالیٰ جس نے ان پڑھ لوگوں میں رسول بھیجا؛ جوان ہی میں سے تھا، وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا، اوران کا تزکیہ نفس کرتا، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا۔ بے شک اس سے قبل وہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔“

اور فرمایا:

﴿ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۱ ﴾ (المجادلہ: ۱۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں تم میں سے ایمان والے لوگوں کو، اور جن کو علم میں درجہ نصیب ہوا ہو، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے خبر دار ہیں۔“

نور علم سے ہی انسان اپنے رب کو پہچانتا اور اچھے اور برے کی تمیز، اور گمراہی سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ بس اس مقصد کے لیے علم حاصل کرنا کہ رب کی معرفت، اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی گزارنا معلوم ہوجائے؛ ایک ایسا مقدس عمل ہے جس پر دنیا میں ہی جنت کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له طريقاً إلى الجنة .)) (متفق علیہ)

''جو ایسی راہ پر چلا جس میں وہ علم تلاش کررہا تھا، اللہ ﷻ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردیتے ہیں۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((تفقهوا قبل أن تسودوا، أي تعلموا العلم مادمتم صغاراً))

''سردار بننے سے قبل علم حاصل کرو، یعنی جب تک تمہارے بچپن کی عمر ہے۔''

یعنی اس سے قبل کہ تم بڑے آدمی بنو، اور لوگوں کی نظریں تم پر لگیں، اور تمہیں اس بات سے حیا آنے لگے کہ اب تم کسی سے تعلیم حاصل کرو۔ اور پھر اس وجہ سے جاہل کے جاہل ہی رہ جاؤ۔'' (الصاحب / عبد العزيز العقيل ص ٦١)

اسلام کی خصوصیت ہے کہ یہ ربانی دین ہے۔ جس کا معنی ہے: اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہونا۔ سو کتاب اللہ جو آسمانوں سے نازل ہوئی ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہونے کی وجہ سے بھی ربانی ہے، اور جو اس کتاب کی تدریس و تعلیم میں مشغول ہیں وہ بھی منشاء الٰہی، اس کے احکامات، اور مقاصد کو سمجھنے کے لیے اپنی کوششیں صرف کرنے کی وجہ سے ربانی ہیں۔
آسان الفاظ میں ربانی کا معنی ہے: اللہ والا، جس کا تعلق اور مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اور یہ انعام و شرف راہِ علم میں ہی ملتا ہے؛ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝٧٩﴾ (آل عمران : ٧٩)

''تم سارے اللہ والے بن جاؤ، بسبب اس کتاب کے سیکھنے کے اور سکھانے کے۔''

کہتے ہیں دل کی زندگی چار چیزوں میں ہے: علم، تقویٰ، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کا ذکر۔ اور دل کی موت چار چیزوں میں ہے: جہالت، اللہ کی نافرمانی، دھوکہ کھا جانا؛ اور غفلت۔

Marfat.com

علم سیکھنے کا ثواب:

کسی بھی چیز کی پختگی اور عمدگی اس کی بنیاد پر منحصر ہے۔ اعمال صالح کی بنیاد علم نافع ہے۔ علم جتنا زیادہ اور پختہ ہوگا اس کا فائدہ بھی اتنا ہی زیادہ اور عام ہوگا۔ حتی کہ انسان کے علم کی وجہ سے چرند پرند اور دیگر مخلوقات کو جو فوائد حاصل ہوتے ہیں، اس پر وہ بھی اس عالم کے لیے دعا گو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((وإن الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضاً بما يصنع، وإن العالم يستغفر له من في السموات والأرض حتى الحيتان في الماء, وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب، وإن العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهماً، وإنما ورّثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظ وافر.)) (ابو داود، ابن ماجه، ترمذی)

"اور بے شک فرشتے طالب علم کے فعل سے رضامندی کی وجہ سے اس کی راہوں میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اور بے شک عالم کے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب مغفرت کی دعا کرتے ہیں، یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں اس کے لیے دعا کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چاند کی فضیلت باقی تمام ستاروں پر، اور بے شک علماء انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا وراثت میں نہ تو درہم چھوڑتے ہیں، اور نہ دینار، وہ صرف علم کو اپنے بعد وراثت چھوڑتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑا نصیب پا لیا۔"

نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((لأن تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من أن تصلي مائة ركعة.)) (ابن ماجه)

Marfat.com

"یہ کہ تم صبح کو جا کر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت کا علم حاصل کرو، یہ تمہارے لیے سو رکعت نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

اور اگر کوئی طلبِ علم میں مرجائے ،تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے جنت میں انبیا کے قریب مقام عطا کریں گے۔حدیث میں آتا ہے:

((من جاء ه أجله وهو يطلب العلم لقى الله ولم يكن بينه وبين النبيين إلا درجة النبوة .)) (رواه الطبرانی فی الأوسط عن ابن عباس)

"جس انسان کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے درمیان اور انبیا کے درمیان صرف درجۂ نبوت کا فرق ہوگا۔"

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تغرب عن الأوطان في طلب العلاء
وسافر ففي الأسفار خمس فوائد
تفريج هم واكتساب معيشة
علم وآداب وصحبة ماجد

"رفعتوں کی تلاش میں غریب الدیار ہوجایئے، اور سفر کیجیے، ایسا سفر کرنے میں پانچ فوائد ہیں۔غم جاتا رہتا ہے، اور معیشت بہتر ہوتی ہے ،علم، ادب، اور بزرگوں کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔"

کتاب بینی:

حصول علم کے لیے پہلی اور بنیادی شرط کتاب بینی کا شوق ہے۔اگر انسان کو کتاب سے دلچسپی نہیں تو علم کا حصول محض ایک خواب ہے۔ یہ کتاب کی عظمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک واضح دلیل اور کھلی ہوئی ہدایت بنا کر آسمانوں سے نازل کیا،اور متعدد آیات میں کتاب کی کئی صفات بیان کیں؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾﴾

''ہم نے آپؐ پر کتاب اتاری جو ہر چیز کا حال بیان کرتی ہے، اور یہ ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔''

اور پھر کتاب کا بوجھ برداشت کرنے کے لیے بھی ان لوگوں کو منتخب کیا جو اپنے زمانہ کے سب سے افضل اور عالی ہمت لوگ تھے؛ اور جن کی سیرت مطہرہ پر اس کتاب سے پہلے کسی کو کوئی اعتراض ہی نہیں تھا۔ اور اعتراض کا سبب کتاب پر ان کا حسد بنا۔

روزانہ مطالعہ اور کتاب بینی کا شوق انسان کا بہترین مشغلہ اور روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ کتاب جیسا بہترین ساتھی کوئی نہیں کاش کہ اس کی قدر معلوم ہو جائے۔ شورش کاشمیری لکھتے ہیں: ''قبر سا واعظ، تنہائی سا بے ضرر اور کتاب سا مخلص دوست کوئی نہیں۔''

احمد شوقی کہتے ہیں:

أنا من بدل بالكتب الصحابا
لم أجد لي وافياً إلا الكتابا

''میں وہ آدمی ہوں جس نے اپنے ساتھیوں کو کتاب سے بدل دیا، اور میں نے اپنے لیے کتاب سے بڑھ کر کسی کو وفادار نہیں پایا۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے:

أعز مكان في الدنيا سرج سابح
وخير جليس في الزمان كتاب

''دنیا کی سب سے باعزت جگہ تیز گھوڑے کی پشت ہے۔ اور زمانے کا سب سے بہترین ہم نشین کتاب ہے۔''

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے وقت کو بڑے عجیب طریقے سے ضائع کر رہے ہیں۔ اگر راتوں کو دیر تک بیدار رہتے ہیں تو وقت ایسی باتوں میں گزارتے

Marfat.com

ہیں کہ جن کا کوئی فائدہ نہ ہو۔اور اگر کتاب پڑھیں گے تو ایسی کتاب ہوگی جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ (جیسے ہمارے دور کے نوجوان آج کل رات ڈائجسٹ اور رسالے پڑھنے میں گزار دیتے ہیں)۔اور دن کو سو کر گزارتے ہیں۔صبح اور شام کو یا تو نہروں پر (ساحل سمندر پر) ہوتے ہیں، یا بازاروں میں۔ان لوگوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو کشتی میں سوار تو ہوں،مگر ان کو یہ پتہ نہ ہو کہ اس کشتی کا رخ کس طرف ہے، کیا یہ کنارے بھی پہنچے گی یا غرق ہوگی۔ ایسے لوگوں کو کون عقلمند کہہ سکتا ہے؟ پس اے میرے بھائی! عقل اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، اسے گنوا نہ دیجیے۔ اور اسے کام میں لاتے ہوئے اپنے وقت کو قیمتی بنائیں، اور وقت ختم ہونے سے قبل نیکی کمانے کی سعادت سے سرفراز ہو جائیں۔"

ماہرین کی نظر میں مطالعہ:

بے کاری و فراغت کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ فرائض وسنن ادا کیے جائیں، اور امورِ دین سے تعلق رکھنے والی مفید اور با مقصد کتابوں جیسے سیرت النبی ﷺ اور تاریخِ صحابہ کا مطالعہ کیا جائے۔ بعض اہل دانش نے مطالعۂ کتب کے بارے میں کہا ہے:

"مطالعہ" دل و جان پر اثر انداز ہونے والی چیز ہے،شرحِ صدر کا باعث بنتا ہے، دل کو پاکیزگی، زبان کو فصاحت و روانی دیتا ہے، اس میں قوتِ قلب کا سامان ہے، بلیغ اشارے ملتے ہیں، اختلافات کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے، کتاب کا مطالعہ بکثرت فائدہ کا باعث ہوتا ہے اور اس پر معمولی محنت وخرچہ آتا ہے مگر نتائج بڑے پیارے اور قابلِ تعریف ہوتے ہیں، کتاب ایسی گفتگو کرنے والی چیز ہے جو بولتے ہوئے تھکتی نہیں اور یہ ایک ایسی دوست ہے جو ساتھ نہیں چھوڑتا اور ایسا ساتھی ہے جو بات کرنے میں کسی تحفظ ولحاظ کو پیشِ نظر نہیں رکھتا، یہ کتاب ایسی مترجم ہے جو ماضی کی عقل ونقل کا ترجمہ کرتی ہے، سابقہ امتوں کے حالات اور ان کی دانائیوں کو ہم تک پہنچاتی ہے، وہ یادیں جنہیں دماغوں نے بھلا دیا ہے یہ کتابیں انہیں زندہ کر دیتی ہیں، اور زمانے نے جن چیزوں کو پرانا کر دیا ہوتا ہے یہ مطالعۂ کتب انہیں تازہ کر دیتا ہے۔"

Marfat.com

رونقِ حیات اور کتاب:

زندگی کا حقیقی اور خوبصورت روپ کتاب ہے۔ کتاب ہمیشہ سے بلند پایہ اور اعلیٰ معیار کی زندگی کی علامت ہے۔ علم کی سب سے روشن تنویر اور ہمیشہ رہنے والی چیز کتاب ہے۔ ایک معاشرہ اور اس کے افکار ونظریات، سوچ وبچار، رسم ورواج، ان کی قوت وسلطنت، ان کا جلال وجمال، ان کی دولت وحشمت اور دیگر امور ختم ہو کر ایک قصۂ پارینہ، اور ایک خوابِ سابقہ بن جاتے ہیں؛ نقوش ذہن سے مٹ جاتے ہیں؛ یادیں ماند پڑ جاتی ہیں؛ حافظے تھک ہار کر جواب دے دیتے ہیں؛ موجودہ دور کی ایجاد کمپیوٹر سے علم حذف ہو سکتا ہے، ڈسک خراب ہو سکتے ہے۔ وائرس اس سب کو یک لحہ میں تہس نہس کر سکتا ہے؛ مگر کتاب ان تمام یادوں کو سمیٹ کر رکھتی ہے۔ بڑے بڑے لوگ زمانے میں آئے اور چلتے بنے، دنیا کی تمام تر رعنائیاں اور ان کا جاہ ومرتبہ ان کے ساتھ چلا گیا؛ لیکن ایک چیز باقی رہ گئی وہ ہے کتاب جس کو زوال نہیں آئے گا۔؛ اور یقیناً کتاب کو کبھی کبھار اس وقت زوال آتا ہے جب قوموں کو اللہ تعالیٰ کسی چیز پر بہت بڑی سزا دے، اور آئندہ ان کا نام لیوا بھی کوئی نہ رہے۔ اور یہی کتاب کا معجزہ ہے۔ کتاب ہی اصل زندگی ہے، اور یہی زندگی کا خلاصہ ہے۔

تلاوت قرآن اور تدبر:

قرآن تمام علوم میں اشرف اور معظم ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تفکر وتدبر کے لیے اتارا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹﴾ (ص: ۲۹)

”یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، بہت بابرکت ہے۔ تاکہ اس کی آیات میں غور وفکر کیا جائے۔ اور اہلِ عقل لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔“

اور فرمایا:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴﴾ (محمد: ۲۴)

"کیا وہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں۔"

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تلاوت اور اس میں تدبر وتفکر کو مومنین کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لیے شفا قرار دیا تھا، اور اس میں ہمارے تمام مسائل کا حل تھا، مگر ہم نے اسے قسموں اور تعویذوں کے لیے خاص کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ﴾

(یونس: ۵۷)

"تحقیق تمہارے پاس آچکی ہے تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دل کی بیماریوں کی شفا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((خيركم من تعلم القرآن وعلمه .))

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

شاعر کہتا ہے:

كلام الله ربي ذي الجلال
يؤانسني بساجية الليالي
إذا كان الإله معي أنيسي
ويهجرني الجليس فلا أبالي

"یہ میرے رب اللہ بڑے جلال والے کا کلام ہے؛ جو میرے لیے وحشت کی راتوں میں مونس وغمخوار ہے۔ جب اللہ میرے ساتھ میرا مونس ہو، اگر میرے ہم نشین مجھے چھوڑ بھی دیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"

انسان کی سب سے بڑی سعادت مندی، اور شرح صدر کا اہم ترین سبب کتاب اللہ کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنا ہے۔ اور اصل مقصود تدبر وتفکر کرنا ہے۔

جو کوئی اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو، اسے چاہیے کہ وہ کتاب

Marfat.com

اللہ کی تلاوت کرے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''وہ لوگ جو تم سے پہلے گزر چکے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ قرآن ان کے رب کی طرف سے ان کی جانب چٹھیاں ہیں، پس وہ راتوں کو اس میں تدبر کرتے تھے، اور دن کو اس کے معانی کو تلاش کرتے تھے۔'' (علم حاصل کرتے، تفسیر سیکھتے تھے)۔

روزِ قیامت قاریٔ قرآن کو اس کی صلاحیتِ تلاوت کے مطابق جنت ملے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یقال لصاحب القرآن إقراء، وارتق، ورتّل، کما کنت ترتل فی الدنیا، فإن منزلتك عند آخر حرف تقرؤها.))

''قرآن کے قاری سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا، اور جنت کے درجے چڑھتا جا، اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، اور تیری منزل اس آخری حرف پر ہے جو تو پڑھے گا۔'' (ابوداؤد)

اور فرمایا:

((من قرأ حرفاً من کتاب اللّٰه فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، ولا أقول لکم "الم" حرف؛ ولکن ,الف حرف، ولام حرف، ومیم حرف.)) (ترمذی)

''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے، اور یہ نیکی دس کے برابر ہے، اور میں نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے؛ بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف ہے۔''

قرآن سے محبت اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی دلیل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من أحب القرآن فهو یحب اللّٰه ورسوله.)) (رواہ الطبرانی)

''جس نے قرآن سے محبت کی وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔''

لہٰذا کوئی تفسیر جیسے مختصر ابن کثیر، احسن البیان، مختصر طبری لے کر لفظ بلفظ پڑھ ڈالیں،

Marfat.com

ایمان اور عمل میں اضافہ ہوگا۔

كن في أمورك كلها متمسكًا
بالوحي لا بزخارف الهذيان
وتدبر القرآن إن رمت الهدى
فالعلم تحت تدبر القرآن

(اشارات فی الطریق ۱۲)

"اپنے تمام امور میں وحی کو مضبوطی سے پکڑیے نہ کہ خوبصورت بیہودہ گوئی کو۔ اور اگر تمہیں ہدایت کی تلاش ہے تو قرآن کے معانی میں تدبر کیجیے، کیونکہ علم قرآن میں تدبر کرنے میں ہے۔"

قرآن مجید تو سارا ہی خیر و برکت اور رحمت ہے، لیکن اس میں بعض جگہیں ایسی ہیں جن کی خاص فضیلت وارد ہوئی، عام فائدہ کے پیش نظر اسے بیان کرنا سود مند ہوگا۔

سورت ملک، آخرت کا سامان:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((سورة من القرآن ماهي إلا ثلاثون آية ، خاصمت عن صاحبها حتىّ أدخلته الجنة ، وهي تبارك .)) (مسند احمد)

"قرآن میں ایک سورت ہے وہ صرف تیس آیات ہیں، قیامت والے دن وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی، یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کردے، اور وہ ہے "تبارک۔""

یہ سورت حفظ کرنا اور سونے سے قبل اس کا پڑھنا دنیا اور آخرت میں فائدہ مند ہوگا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا ہے: "مولانا امرتسری رحمہ اللہ آپریشن کے لیے ہسپتال میں داخل تھے، سرجن ان کو بیہوشی کا انجکشن لگانے کے لیے آیا، مولانا نے کہا: ڈاکٹر صاحب! مجھے موقع دیں، میں سورت

Marfat.com

ملک پڑھ لوں، کیونکہ میں نے جب سے یہ حدیث پڑھی ہے کہ جب کوئی انسان سورۃ ملک پڑھ کر سوتا ہے، وہ صبح تک اللہ کی امان میں رہتا ہے، اور اگر مر گیا تو سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔ ڈاکٹر نے کچھ دیر انتظار کیا، ابھی سورت ختم نہیں ہوئی کہ اس نے انجکشن لگا دیا۔ لیکن اس ہندو ڈاکٹر نے بعد میں اس بات کی گواہی دی کہ مولانا کی زبان اس وقت تک برابر چلتی رہی، جب تک ان کا وظیفہ پورا نہیں ہوگیا۔"

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اس کے علاوہ اس موقع اور وقت کی مناسبت سے فراغت کو غنیمت جانتے ہوئے آخری پارہ، یا آخری دس سورتیں، یا چھوٹی آیات والی سورتیں جیسے سورت رحمٰن اور سورت نجم، اور دیگر سورتیں بھی یاد کی جاسکتی ہیں، جن کا حفظ کر لینا سراسر خیر و برکت کا باعث ہے۔ اور جو یاد کیا جائے حتی الامکان انسان اسے روزانہ دہرائے تا کہ بھولنے نہ پائے۔

سورۃ البقرہ کی آخری آیات:

جبریل امین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ آسمانوں سے ایک آواز سنی۔ جب آسمان کی طرف دیکھا تو کہا: آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی بھی نہیں کھلا۔ پھر دوبارہ آسمانوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: "آج وہ فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ وہ فرشتہ آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، اور کہا:

((أبشر بنورين ، أوتيتهما ، لم يؤتهما نبي من قبلك فاتحة الكتاب وخواتيم سورة البقرة، لن تقرأ بحرف منها إلا أعطيته .))

(تفسیر قرطبی)

"آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو صرف آپ ﷺ کو دیے گئے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دیے گئے، وہ ہیں سورت فاتحہ اور بقرہ کی آخری آیات۔"

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا، جہاں سورت بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو۔''

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((من شغله القرآن وذكري عن مسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين.)) (ترمذی / حسن , ۲۹۲۶)

''جس کو قرآن کی تلاوت اور میرے ذکر کی مشغولی نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا، میں اسے مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں۔''

ترکِ تلاوت پر سزا:

سب سے بڑی رسوا کن اور ذلت آمیز سزا یہ ہوگی کہ قیامت کو محمد ﷺ کا اپنی امت پر قرآن کو پس پشت ڈال دینے کا دعویٰ ہوگا، اور وہ کہیں گے:

﴿يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝﴾ (الفرقان: ۳۰)

''اے میرے رب! میری اس قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔''

واقعہ معراج والی حدیث میں ہے: ''آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے، انہوں نے مجھے بیدار کیا، اور مجھ سے کہا: چلو، میں ان دونوں کے ساتھ چلا گیا۔ ہمارا گزر ایک آدمی پر ہوا وہ لیٹا ہوا تھا، اور اس کے سر پر ایک آدمی پتھر کی ایک سل لیے کھڑا تھا، وہ اس سل کو اس کے سر پر گراتا، جس سے سر کچل جاتا، اور پتھر آگے لڑھک جاتا، جب اس کا سر واپس اپنی حالت پر آجاتا، دوسرا آدمی جا کر وہ پتھر پھر لاتا، اور اس کے سر پر دے مارتا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ دو کون لوگ ہیں، اور ان کا کیا ماجرا ہے، انہوں نے کہا: ''یہ وہ آدمی ہے، جو قرآن پڑھتا تھا، اور اس پر عمل نہیں کرتا تھا، اور دوسرا آدمی فرض نماز سے سو جاتا تھا۔''

ترکِ قرآن کی بعض شکلیں:

ترکِ قرآن کی کئی ایک صورتیں ہیں جن کا ذکر کیے بغیر چارہ نہیں۔

۱: قرآن پر ایمان لانا، اس کا سننا، اور اس کی طرف میلان اور اس کی محبت کا ترک

Marfat.com

کر دینا۔

۲: قرآنی تعلیمات پر عمل کو ترک کر دینا، اور اس کے حلال و حرام کردہ امور کی پروا نہ کرنا۔

۳: قرآن کو اپنا حاکم اور رہنما نہ ماننا، اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا؛ اور اس کی دلیلیں لفظی ہیں، ان سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

۴: قرآن سے اپنے جسمانی اور روحانی امراض کی شفا حاصل کرنا ترک کر دینا، اور غیر سے شفا حاصل کرنا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بنا کر نازل کیا ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(بنی اسرائیل: ۸۲)

"اور ہم نے قرآن نازل کیا ہے جو شفا ہے اور رحمت ہے مومنین کے لیے۔"

۵: قرآن کے معانی میں تدبر اور تفکر کو ترک کر دینا کہ ہمارا رب اس قرآن کے نازل کرنے سے ہمیں کیا کہنا چاہتا ہے۔

حفظ حدیث:

کسی سے جب محبت ہوتی ہے، تو اس کے اقوال اور افعال سے بھی محبت کی جاتی ہے۔ ان کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی یادوں سے دل بہلایا جاتا ہے۔ احادیث رسول یعنی رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال وہ سرمایہ ہیں جن کے تذکرہ اور یاد سے ہم رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کو پا سکتے ہیں۔ اور حدیث رسول اللہ کا یاد کرنا مسلمان کے لیے بہترین تفریح اور دل لگی کا سامان ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ کے ہاں اور عام معاشرہ میں جو شرف و عزت ملتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعاها فأدّاها كما سمعها فربّ مبلّغ أوعى من سامع .)) (ترمذی ۲۶۵۷)

"اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے یاد کر لیا، اور ایسے ہی لوگوں تک پہنچایا جیسے اس نے سنا تھا۔ پس کتنے ہی

Marfat.com

وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جائے وہ حدیث سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔''

اور فرمایا:

((من حفظ على أمتي أربعين حديثاً ، بعث الله فقيهاً ، وكنت له شافعاً أو شهيداً يوم القامة .)) (مشكوٰة /ضعيف)

''میری امت میں سے جس نے چالیس احادیث یاد کیں ،اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت فقہا میں سے اٹھائیں گے، اور میں اس کا گواہ یا شفاعت کار بنوں گا۔''

خود بھی اور اپنی اولاد کو احادیث یاد کرانے کا اہتمام کیجیے، اور کوئی ایک مختصر کتاب جیسے اربعین نووی ، اربعین جہاد، زاد الطالبین، حصن المسلم کا انتخاب کیجیے۔اور آخری کتاب بہت بہتر ہے۔

دعوت دین:

امت مسلمہ کو جس وجہ سے دوسری امتوں پر برتری اور سبقت حاصل ہے، وہ ان کے ذمہ انبیا والا کام ہے۔لوگوں کو دعوتِ توحید وسنت دینا، اعمالِ صالح کی طرف بلانا، برائیوں پر روک ٹوک، اور منع کرنا اس امت کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔اور اس فرض کی ادائیگی کی وجہ سے مسلمان بہترین امت ہیں۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران : ١٠٤)

''تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔''

ہم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے بقدر وسعت علمی تبلیغ دین کا مکلف ٹھہرایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بلغوا عني ولو آية .)) (صحيح/ جامع ترمذى)

Marfat.com

''میری طرف سے کسی کو ایک آیت بھی یاد ہو تو اسے آگے پہنچاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے دین کی دعوت دینے والے کو بہترین آدمی قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳﴾ (فصلت: ۳۳)

''اس سے بڑھ کر اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا اور خود نیک اعمال بجالائے، اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔''

ہر طبقۂ حیات میں امر بالمعروف اور تعلیم و تعلم کے کام پر مامور ایک جماعت کی موجودگی پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝۱۲۲﴾

(التوبہ: ۱۲۲)

''پس کیوں نہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت کے لوگ جائیں تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، اور اپنی قوم کے لوگوں کو جب وہ لوٹ کر آئیں تو ڈرائیں تاکہ وہ ڈر حاصل کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من دعا إلى هدىً كان له من الأجر مثل أجور من تبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئًا؛ ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً.)) (مسلم)

''جس نے ہدایت کی بات کی دعوت دی، اس کے لیے اس پر تمام عمل کرنے والوں کے اجور کے برابر اجر ہے، اور ان میں سے کسی ایک کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی، اور جس نے کسی گمراہی کی طرف بلایا، اس کے لیے اس کا گناہ

Marfat.com

ہے، اور اس کے پیچھے چلنے والوں کا گناہ ہے، اس میں سے کسی کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

شاعر کہتا ہے:

إن هدى الرحمٰن شخصاً واحداً
بل خير لك من بحر درر
هو خير لك عند اللّٰه من
ما بدأ للشمس أو نور القمر

"اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر ایک آدمی کو ہدایت دے دیں، یہ تمہارے لیے سمندر کے موتیوں سے بڑھ کر بہتر ہے۔ اور یہ اللہ کے ہاں تمہارے لیے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوا ہو، یا جس پر چاند کی روشنی پڑی ہو۔"

دیکھیں کہ آپ نے اس کار خیر میں کتنا حصہ لیا ہے؟

دعوت دین کا فائدہ:

دعوت حق میں اقوام کی بقا اور نجات کا راز، امن وسلامتی، اور ہر قسم کی خیر و برکت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾﴾

(هود: ١١٧)

"اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بستی کو ہلاک کرنے والے نہیں جب تک کہ بستی والے اصلاح کا کام کرتے ہوں۔"

انبیا کے وارث اور ان کی دعوت کو پھیلانے والے کی وجہ سے مسلمان بہترین امت ہیں۔ اور یہ شرف اسی وقت مل سکتا ہے جب ہم یہ ذمہ داری نبھائیں گے۔ فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران: ١١٠)

Marfat.com

"تم بہترین امت ہو، تمہیں نکالا گیا ہے لوگوں کے لیے؛ تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

ترک دعوت کا نقصان:

باہم لڑائیاں؛ ناچاقی، اللہ کی رحمت اور برکت سے دوری؛ امن وامان کا خاتمہ اور ہر قسم کی مصیبت کا سامنا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں نااتفاقی، لڑائی جھگڑے کی ایک بڑی وجہ دعوت دین کو چھوڑ دینا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۷۸،۷۹)

"بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے، منع نہ کرتے تھے، اور جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً بہت ہی برا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھ کر فرمایا:

((والذي نفسي بيده لتأمرّن بالمعروف ولتنهون عن المنكر ولتأخذن على يد المسئ ولتاطرأنه على الحق أطراً ، أو ليضربن الله قلوب بعضكم على بعض أو يلعنكم كما لعنهم .)) (ابو داؤد)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دوگے، برائی سے منع کروگے اور خطا کار کی اصلاح کروگے، اور غلط کار کو ہاتھ سے پکڑ کر راہ راست پر لاؤگے، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے بعض کے دلوں کو بعض پر دے مارے گا، اور تم پر ایسے لعنت کرے گا جیسے بنی اسرائیل پر لعنت کی تھی۔"

Marfat.com

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن الـلـه أوحـى إلـى جبريل أن اقلب مدينة كذا وكذا على أهـلـهـا ، قـال إن فيـه عبدك فلاناً لم يعصك طرفة عين ، قال اقلبها عليه وعليهم فإن وجهه لم يتعمر لى ساعة قط .))

(المعجم الوسيط/ضعيف ٣٣٦/٧)

''اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی کی: فلاں فلاں بستی کو الٹ دو۔ جبریل نے کہا: یا اللہ! ان میں تیرا ایسا بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ پروردگار نے کہا: ہاں! اس بستی کو اس شخص پر اور اس کے رہنے والوں پر الٹ دو، اس لیے کہ ان بستیوں میں علی الاعلان گناہ ہوتا رہا، مگر اس کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی۔''

تہذیب نفس:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے پہلا مکلّف اپنے نفس کی اصلاح کا ٹھہرایا ہے، فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾﴾ (الاعلیٰ)

''وہ انسان کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اور اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھتا رہا۔''

انسان کا نفس عام طور پر گناہ کی طرف میلان رکھتا اور گناہ کرنے کا حکم دیتا ہے، اس لیے بھی نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي﴾ (یوسف: ٥٣)

''بے شک نفس تو گناہ پر ابھارنے والا ہے ہی، مگر جس پر میرا رب رحم کردے۔''

تقدیم نفس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح پر زیادہ قادر اور اس کا پہلا جواب دہ ہے۔ حقیقت میں نفس کی شر پسندی سے انسان گناہوں کے پہاڑ تلے دب جاتا ہے، مگر کامیاب ہے وہ انسان جس نے اپنے نفس پر اپنے خالق کو نگہبان اور محافظ جان لیا، اور

Marfat.com

اس کی اصلاح کرلی، بقول شاعر:

إذا ما خلوت بريبة في ظلمة
والنفس داعية إلى الطغيان
فاستحي من نظر الإله وقل لها
إن الذي خلق الظلام يراني

''جب اندھیرے میں کسی گناہ کا موقع ملے، اور نفس تمہیں گناہ کی دعوت بھی دیتا ہو، تو اللہ کی نظر سے حیا کر، اور اپنے نفس سے کہہ دے: بے شک جس نے اندھیرے کو پیدا کیا ہے وہ دیکھ رہا ہے۔''

اصلاح نفس ہی کامیابی کی ضمانت، اور عروج کی نشانی ہے؛ ورنہ اس جہاں میں کیا کچھ نہیں، بقول شاعر:

عليك بتقوى الله إن كنت غافلاً
ويأتيك الأرزاق من حيث لا تدري
فكيف تخاف الفقر والله رازق
فقد رزق الطير والحوت في البحر
ومن ظن أن الرزق يأتي بقوة
فما أكل العصفور شيئاً من النسر

''اگر تم غافل ہو تو تم پر اللہ ﷻ کا تقویٰ اختیار کرنا لازم ہے، تمہارے پاس رزق وہاں سے آئے گا جہاں سے تمہارا گمان بھی نہ ہو۔ اور تم کیسے فقر سے گھبراتے ہو، جبکہ اللہ ہی روزی رساں ہے۔ وہ پرندوں کو اور مچھلی کو سمندر میں روزی دیتا ہے۔ اگر کسی کا گمان ہو کہ رزق قوت سے حاصل ہوگا، تو وہ جان لے کہ اگر ایسا ہوتا تو چڑیا کو ایک دانہ بھی نہ ملتا۔''

Marfat.com

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا ستارا

تربیت اولاد:

اولاد کی زندگی بنانے اور بگاڑنے میں والدین کا کردار بنیادی ہوتا ہے۔ ہر بچے کو اللہ فطرت سلیمہ پر پیدا کرتے ہیں، جسے اس کے والدین کی تربیت بگاڑتی یا بناتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من مولود إلا و يولد على الفطرة ؛ فأبواه يهودانه ، وينصرانه ، ويمجسانه .)) (بخاری)

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے؛ سو اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی، اور مجوسی بنادیتے ہیں۔"

بچوں اور اہل خانہ کی تربیت کے متعلق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں بہت تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم)

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أكرموا أولادكم وأحسنوا آدابهم فإن أولادكم هدية إليكم .)) (ابن ماجه)

"اپنی اولاد کے ساتھ اچھا اور کرم کا معاملہ کرو، اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ، بے شک تمہاری اولاد اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک تحفہ ہے۔"

اولاد کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت ان کو دینی علم و عمل سکھانا ہے، تاکہ وہ صحیح دیندار بن سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی اولاد کو جب سات سال کے ہو جائیں نماز پڑھنے کا حکم دو، اور اگر دس

Marfat.com

سال کی عمر میں نماز ادا نہ کریں تو ان کو سزا دو، اور اسی عمر میں ان کو علیحدہ علیحدہ بستر میں سلانا چاہیے۔" (أبو داؤد / صحیح)

اچھی اخلاقی اور جسمانی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔ بڑے بھائی؛ اور چچا والد کے قائم مقام ہیں، اور بہن؛ اور خالہ جو کہ والدہ کی قائم مقام ہے۔ ان کی ذمہ داری بھی والدین جیسی ہے۔ والدین نہ ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔ انہیں قصص انبیاء، سیرتِ نبویؐ، سیرت صحابہ، اور واقعاتِ تابعین سے آگاہ کیجیے تاکہ وہ ان کے نقش قدم پر چل سکیں۔ بچوں کی تربیت کر کے آنے والی نسل کو پروانِ چڑھانا ہے، جو ہماری ذمہ داری ہے؛ شاعر کہتا ہے:

لا بد من صنع الرجال ومثله صنع السلاح
وصناعة الأبطال علم قد دراه أولو الصلاح
من لم يُلقَّن أصله من أهله فقد النجاح
لا يُصنع الأبطال إلاّ في مساجدنا الفساح
في روضة القرآن في ظلِّ الأحاديث الصِّحاح
شعب بغير عقيدة أوارق يُذريه الرياح
من خان حيَّ على الصلاة يخون حيَّ على الكفاح

"لازمی طور پر مردوں کی تیاری ایسے ہونی چاہیے، جیسے اسلحہ پیدا کرنے کی۔ اور ہیرو پیدا کرنے کا علم باصلاحیت لوگ جانتے ہیں۔ اور جو کوئی فن کو، اصل اہل فن سے نہیں سیکھتا، وہ کامیابی سے دور رہتا ہے۔ اور ہماری ان کشادہ مسجدوں کے باہر ہیرو نہیں پیدا کیے جا سکتے، بلکہ وہ تو قرآن کے باغیچوں اور صحیح احادیث کے سائے میں تیار ہوتے ہیں۔ اور بغیر عقیدہ کے قوم کی مثال پتوں کی ہے جنہیں ہوائیں ادھر ادھر اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور جو کوئی حيّ على الصلاة (نماز کی طرف آنے) میں خیانت کرتا ہے، وہ حق (جہاد میں سرفروشی) کی طرف آنے

Marfat.com

میں بھی خیانت کرتا ہے۔''

اولاد آپ کے پاس اللہ کی سپرد کردہ امانت ہے، آپ نے اس امانت کا کتنا خیال کیا، صرف کھانا کھلانا، اور دیگر ضروریات پورا کرنا ہی شفقت نہیں، بلکہ ان سے اصل محبت آنے والے بڑے عذاب سے بچانا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من عبد يسترعيه الله رعيّة يموت، يوم يموت وهو غاشٌ لرعيّته إلاّ حرّم الله عليه الجنة.)) (متفق عليه)

''ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کسی رعایا پر نگہبان بنا دیتا ہے، اور وہ مرتا ہے، اور جس دن وہ مرتا ہے وہ اپنی رعایا سے دھوکا کر رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتے ہیں۔''

والد غور کرے کہ: اس نے حقوق اولاد اور اپنے واجبات کی ادائیگی میں کتنی امانت داری سے حصہ لیا؟

خشت اول گر نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

صالحین کی مجلس ومحبت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے اور اُس کی خوشنودی کے طالب ہیں اُن کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگی دنیا کے طلبگار ہو جاؤ، اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا۔''

انسان کے ہم نشین وہم مجلس اس کے عادات وکردار کی پہچان ہوتے ہیں۔ محفل کا یہ اثر اس پر باقی رہتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مثل الجليس الصالح كمثل صاحب المسك ، إن لم يصبك منه شيْ أصابك من ريحه ، ومثل الجليس السوء كمثل صاحب الكير ، إن لم يصبك من سواده أصابك من دخانه .)) (صحیح ابو داؤد)

"اور اچھی صحبت کی مثال کستوری والے کی ہے، اگر آپ کو اس سے کچھ بھی نہ ملا، تب بھی خوشبو ضرور آپ کو پہنچے گی۔ اور بری مجلس کی مثال بھٹی والے کی ہے، اگر آپ کو اس کی سیاہی نہ لگی تو دھوئیں سے ضرور تکلیف ہوگی۔"

اور فرمایا:

((الرجل على دين خليله ، فلينظر أحدكم من يخالل .))

(ابو داؤد)

"انسان اپنے ہمراہی کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہیے کہ وہ دیکھے کس کو ہمراہ کیا ہے۔"

اس معنی میں دیگر کتب میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔ شیخ سعدی شیرازیؒ نے بہت خوبصورت انداز میں کہا:

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

عربی شاعر کہتا ہے:

فتشبهوا بالكرام إن لم تكونوا مثلهم
إن التشبه بالكرام فلاح

"بزرگوں کی مشابہت اختیار کرو، اگرچہ تم ان جیسے نہیں ہو، کیونکہ بزرگوں کی مشابہت اختیار کرنے میں کامیابی ہے۔"

Marfat.com

اُردو کے شاعر نے بھی اس میں اپنا حصہ یوں ڈالا ہے:

مستی کے لیے بوئے مئے تلخ ہے کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

لقمان حکیم کی نصیحت:

جناب لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اے میرے بیٹے! ایسی قوم کی مجلس میں بیٹھنا جو اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہے ہوں؛ اگر تو اہل علم ہوگا، ان کا علم تجھے نفع دے گا، اور اگر جاہل ہوگا، وہ تجھے علم کی بات سکھائیں گے؛ اور ان پر جو رحمتیں اور رزق نازل ہوگا، اس میں تیرا بھی حصہ ہوگا، اور ایسی قوم کے ساتھ مت بیٹھ جو اللہ کو یاد نہیں کرتے، کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تجھے تیرا علم نفع نہیں دے گا، اور اگر جاہل ہوگا، تو تیری جہالت کو اور زیادہ کر دیں گے، اور اگر ان پر لعنت یا اللہ کی ناراضگی نازل ہوئی تو تیرا شمار بھی ان میں ہوگا۔''

صد سالہ دور تھا ساغر کا ایک دور
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا ہی بدل گئی

صحبت صالحین، ان کے کلام سے فوائد اور نکات ایسے نوٹ کرنا، جیسے عمدہ پھل چنا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فرماتے ہیں:

''میری خاطر محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی ہے۔ اور ان کے لیے بھی جو میری خاطر مجلس کرتے ہیں۔ اور ان کے لیے بھی جو میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

اور فرمایا:

''ایمان کا مضبوط ترین رشتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور دشمنی رکھی جائے۔'' (مشکوٰۃ)

مسلمان کا اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت سچے ایمان، اور حسنِ خلق کا

Marfat.com

نتیجہ ہے۔اس ڈھال سے اللہ تعالیٰ قلب مومن کی حفاظت اور اس میں ایمان کو مضبوط کرتے ہیں، تاکہ نہ تو وہ کمزور ہو اور نہ بھٹکنے پائے۔جنید بغدادی رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''بھلائی کا خزانہ تین باتوں میں ہے:

۱: اگر اپنے دن کو ایسی چیز میں نہ لگا سکو جس میں تمہارے لیے بھلائی ہو تو ایسی چیز میں بھی نہ لگاؤ جس میں تمہارے لیے برائی ہو۔

۲: اگر تم نیک اور صالحین کی صحبت نہیں اختیار کر سکتے تو برے اور شریر لوگوں کی صحبت بھی اختیار نہ کرو۔

۳: اور اگر تم اپنے مال کو ایسی چیز میں خرچ نہیں کر سکتے جس میں اللہ کی رضامندی ہو تو ایسی چیز میں بھی خرچ نہ کرو جس میں اللہ کی ناراضگی ہو۔'' (الزهد، للبيهقي / ۲۹۰)

اہل حق کی صحبت کے فائدے:

اہل علم زہاد اور عارفین کی صحبت میں چھ چیزوں سے چھ چیزوں کی طرف دعوت ہے:

۱: شک سے یقین کی طرف۔

۲: ریا سے اخلاص کی طرف۔

۳: غفلت سے ذکر کی طرف۔

۴: دنیا میں رغبت سے آخرت میں رغبت کی طرف۔

۵: تکبر سے تواضع کی طرف۔

۶: بری صحبت اور افعال سے اچھے کاموں اور نصیحت کی طرف۔

اللہ کے لیے محبت پر انعام:

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی مجلس میں فرمایا:

((إن حول العرش منابر من نور، عليها أقوام لباسهم نور، ليسوا بأنبياء ولا الشهداء، ولكن يغبطهم الأنبياء

والشهداء ، قالوا: صفهم لنا يارسول الله! قال: المتحابون في الله ، المتجالسون في الله ، المتزاورون في الله .))

''بے شک اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد نور کے منبر ہیں جن پر ایسے لوگ ہیں جن کا لباس بھی نور کا ہے، وہ نہ تو انبیا ہیں، اور نہ شہداء، لیکن انبیا اور شہدا ان پر رشک کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی صفات ہمارے لیے بیان کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے، اللہ کے لیے آپس میں مل بیٹھنے والے، اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے کی زیارت کو جانے والے۔'' (ترمذی، ابو داؤد /صحیح)

لوگوں سے میل جول:

انسان فطرتی طور پر اجتماعیت پسند ہے۔ وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ ضروری ہے کہ اس کے کچھ دوست و احباب ہوں، جن کے ساتھ مل باہم انس و الفت پیدا ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ موجودہ دور میں ایک انسان اس پر ہنگام اور گنجان آباد معاشرہ کا ممبر بھی ہو، اور وہ صرف اللہ والوں کی مجالس تلاش کرتا رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجلس مطلوب ہے، اور عام لوگوں کے ساتھ برتاؤ ایک ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک انسان اپنے ہی نفس کو تمام امور میں کھپاتا رہے، اور وہ دوسروں سے کوئی مدد نہ لے۔ اور نہ وہ اپنے نفس کا حق ادا کرے اور نہ معاشرے کے حقوق ادا کرے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہماری اس عالی شان اور روشن تاریخ میں بہت عمدہ مثالیں اور رہنمائی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے۔ اور ان کی زندگی ہی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اگر اچھے لوگ اپنی کٹیا اور گھر تک محدود ہو جائیں گے تو بھلائی کیسے پھیلے گی؟ حدیث میں ہے:

((الذي يخالط الناس ويصبر على أذاهم أفضل من المؤمن الذي لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم .)) (مسند احمد؛ ترمذی/ صحیح)

Marfat.com

"جولوگوں سے میل جول رکھتا ہے، اوران کی تکلیف پر صبر کرتا ہے، وہ اس مومن سے بہتر ہے، جولوگوں سے میل جیل نہیں رکھتا، اور نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔"

اس میل جول کا قاعدہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، فرمایا:

((خالط المؤمن بقلبك ، وخالط الفاجر بخلقك .))

"مومن کے ساتھ اپنے دل کا معاملہ اور برتاؤ کیجیے، اور فاجر کے ساتھ حسن اخلاق سے برتاؤ کیجیے۔"

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

....

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

متفرق نیک اعمال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾﴾ (الکھف: ۱۰۷)

"بے شک جولوگ ایمان لائے، اور نیک عمل کیے، ان کے لیے بطور مہمانی کے جنت فردوس تیار کی گئی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ﴾ (مریم: ٦١)

"وہ ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ہے جس کا رحمان نے اپنے بندوں سے غیب میں وعدہ کررکھا ہے۔"

اور فرمایا:

Marfat.com

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل: ۹۷)

"اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے بہترین زندگی دیں گے۔"

اچھے اعمال کرنے سے نہ صرف انسان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ سابقہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾﴾ (هود: ۱۱۴)

"نماز قائم کیجیے دن کے اطراف پر، اور رات کے ایک حصہ میں، بے شک بھلائیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں، اور یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔"

اللہ کسی محنت کرنے والے کے عمل کو کبھی بھی ضائع نہیں کرتے، اس بڑے انعام کے ساتھ ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ پر مغفرت کا وعدہ کیا ہوا ہے، مزید ترغیب کے لیے اس پر جنت کی گارنٹی بھی دی ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾﴾ (المائدہ: ۹)

"اللہ کا ان لوگوں کے ساتھ وعدہ ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔"

جب انسان اپنے گناہ سے ڈرے، نیک اعمال بجالائے، اور اپنے نفس کو بھلائیوں کا عادی بنادے، اس صورت میں گزرا ہوا گناہ اس کے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾﴾ (الرحمٰن: ۴۶)

"اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا؛ دو جنتیں ہیں۔"

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خیر الناس من طال عمرہ وحسن عملہ .))

(ترمذی، حسن صحیح ؛جامع الصحیح نمبر ۳۲۹۷)

”لوگوں میں بہترین انسان وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو، اور اس کے اعمال اچھے ہوں۔“

فرصت کے ان لمحات کو غنیمت جانیے؛ اور اپنا میزان عمل بھاری کرنے کے لیے عمل کیجیے۔ دیکھنا کہیں وقت کھو نہ جائے۔

دولت نے کہا مجھ سے ہے عزتِ جہاں
فرمایا ہنر نے میں ہوں عزت کا نشاں
عزت بولی غلط ہے دونوں کا بیاں
میں بھید ہوں حق کا جو ہے نیکی میں نہاں

اس انقلاب زمانہ کے متعلق ایک عرب شاعر کہتا ہے:

شباب وشیب وافتقار وثروة
فللّٰه هذه الدهر كيف ترددا
إذا أنت لم ترحل بزاد من التقى
ولاقيت بعد الموت من قد تزودا
ندمت على أن لا تكون كمثله
وأنك لم ترصد لما كان أرصدا

”جوانی اور بڑھاپا، فقیری اور تونگری۔ ارے اللہ کے لیے بتاؤ تو سہی یہ گردشِ زمانہ کیسی ہے؟ اگر تم تقویٰ کے زادِ سفر کے بغیر کوچ کروگے، اور موت کے بعد ان لوگوں سے ملاقات ہوئی جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا تھا۔ اس بات پر ندامت ہوگی کہ تو ان جیسا کیوں نہیں ہو سکا۔ اور تو نے اس چیز کے لیے تیاری ہی نہیں کی، جس کے لیے انہوں نے تیاری کی تھی۔“

Marfat.com

گناہوں سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ (النساء: ١٤)

"اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی، اور اس کی حدوں کو پامال کرے گا، اسے جہنم کی آگ میں داخل کیا جائے گا، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا، اور اس کے لیے ہے رسوا کن عذاب۔"

گناہ سے دل خراب ہوجائے تو پھر انسان ہرگز نہ دنیا میں فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ آخرت میں کوئی صلہ ملے گا، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ ﴾

(الشعراء: ٨٨، ٨٩)

"جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، مگر جو صحیح دل کے ساتھ اللہ کے ہاں حاضر ہوا۔"

شاعر کہتا ہے:

رأيت الذنوب تُميت القلوب
وقد يورث الذل إدمانها
وترك الذنوب حياة القلوب
وخير لنفسك عصيانها

"ہم نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کردیتے ہیں، اور بیشتر اوقات گناہ کرتے رہنا ذلت کا سبب بنتا ہے۔ اور گناہ چھوڑنے میں دلوں کی زندگی ہے۔ اور آپ کے نفس کے لیے گناہوں کی نافرمانی کرنا بہتر ہے۔"

توبہ واستغفار:

انبیا کے علاوہ کوئی بھی گناہ سے پاک اور معصوم نہیں ہے۔ انسان کو انسان اس لیے کہتے

Marfat.com

ہیں کہ یہ بھول جانے والا اور بہت جلد مانوس ہونے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كل بني آدم خطّاء؛ وخير الخطّائين التوّابون.))

(مسند احمد، ابن ماجه، ترمذی/ صحیح)

''بنی آدم سب کے سب خطا کار ہیں، اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔''

استغفار میں اللہ کی رحمت کا بڑا ہی حسین پہلو ہے، اس سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، نیکیاں بھی ملتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات بھی نصیب ہوتی ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾ ﴾

(المائده: ٧٤)

''کیا وہ اللہ کی طرف رجوع اور استغفار نہیں کرتے، اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

ایک اچھے اور خوفِ خدا رکھنے والے انسان کی صفت یہ ہے کہ وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا، بلکہ فوراً توبہ اور ترکِ گناہ سے اپنے اللہ کو راضی کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ ﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور وہ لوگ جب کوئی برائی کا کام کر گزرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے جو گناہوں کا بخشنے والا ہو، اور وہ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔''

پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم میں روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔'' (بخاری)

ایک مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((والذی نفسی بیده لولم تذنبوا، لذهب الله بكم، ولجاء بقوم يذنبون، ويستغفرون الله تعالىٰ فيغفر لهم.)) (مسلم)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم بالکل ہی گناہ نہ کرو، تو اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا سے لے جائے گا، اور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا، جو گناہ بھی کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس پر معافی بھی مانگیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیں گے۔''

اس سے مراد ہمیں گناہوں کی اجازت دینا نہیں؛ بلکہ یہ بتانا ہے کہ گناہ کرنا اتنا بڑا جرم نہیں، جتنا اس گناہ پر توبہ نہ کرنا ہے۔ اور انسان سے بشری تقاضے کے تحت گناہ کا ہونا ایک عام سی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عذاب سے نجات کے لیے دو نعمتوں سے نوازا؛ ایک محمد ﷺ کا وجودِ مقدس، اور دوسرا خود مومنین کا استغفار کرنا۔ فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳﴾ (الانفال: ۳۳)

''اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیں گے جب تک آپ ان میں موجود ہوں، اور اس وقت تک عذاب نہیں دیں گے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں۔''

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ تو اپنے مقام پر پہنچ گئے، اور استغفار ہم میں قیامت تک کے لیے باقی ہے۔''

ایک بزرگ نے تقریر کرتے ہوئے بڑی ہی عجیب اور سمجھ کی بات کہی، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ انسان کو گناہ کی وجہ سے جہنم میں داخل نہیں کرے گا، بلکہ اس وجہ سے جہنم میں داخل کرے گا کہ اس نے توبہ کیوں نہیں کی۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت متقین کی صفات یوں بیان کی ہیں:

﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

Marfat.com

فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۟ﭐ
اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ
النَّارِ ۟ﭑ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ
بِالْاَسْحَارِ ۟ﭒ﴾ (آل عمران: ۱۵،۱۷)

”متقین کے لیے ان کے رب کے پاس جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی؛ وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اور ان کے لیے پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو دعا گو ہیں: یا رب! بے شک ہم ایمان لائے، پس ہمارے گناہ معاف فرمادے، اور ہمیں عذاب جہنم سے بچالے۔ جو اہل صبر، سچ کے پیکر، اور فرمانبردار ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور رات کے آخری حصہ میں استغفار کرنے والے ہیں۔“

امام اہل سنت علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ سورت عصر کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں عصر کی قسم کھائی ہے، جو کہ وقت ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سے عجائب ہوتے ہیں۔ انسان کے لیے خوشی اور پریشانی، صحت اور بیماری، تونگری اور فقر، یہ سب اس تغیر زمانہ کے مرہون منت ہیں۔ کوئی بھی چیز اپنی قیمت اور عمدگی میں وقت کے برابر نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی ایک ہزار سال لایعنی چیزوں میں ضائع کردے، اور پھر توبہ کرے، اور یہ سعادت مندی عمر کے آخری لحات میں نصیب ہوجائے، تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا، اور دیکھے گا کہ اس کی عمر میں سب سے قیمتی لمحہ وہ توبہ کا لمحہ ہے۔“

(تفسیر الکبیر: ۳۰/۱۸٤)

زندگی کیا لذتِ عصیاں کی ناداں غور کر
برق رو دھارے پہ تنکا ہے جو یوں بہہ جائے گا

Marfat.com

دیکھتے ہی دیکھتے لذت فنا ہو جائے گی
اور عذاب اس کا ہمیشہ کے لیے رہ جائے گا

توبہ کا فائدہ:

اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں، فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (الفرقان : ۷۰)

''مگر جس نے توبہ کی، ایمان لایا، اور نیک اعمال کیے، پس انہی لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے اور مہربان ہیں۔''

حدیث میں ہے:

((التائب من الذنب كمن لا ذنب له .)) (ابن ماجه/صحيح)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔''

توبہ نصوح سے مراد وہ توبہ ہے جس کے بعد وہ گناہ نہ کیا جائے، اور جس کا حق مارا ہو، اسے ادا کیا جائے۔ اور گناہ کے ہونے پر افسوس اور ندامت ہو، اور آئندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا پکا عزم ہو۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

دنیاوی فائدہ:

توبہ کے بے شمار دنیاوی فوائد ہیں۔ یہاں پر ان کا شمار اور گنتی ممکن نہیں بلکہ اس جانب ترغیب دلانے کے لیے ایک اشارہ مقصود ہے۔ ان فوائد میں اہم فائدہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی، معاشرتی امن کے قیام میں اپنی ذمہ داری کی تکمیل، اور آخرت کے خوف سے ذاتی اصلاح ہے۔ کیونکہ سچی توبہ کے لیے بنیادی شرائط میں سے ایک لوگوں کے غصب کردہ حقوق

Marfat.com

کا واپس کر دینا ہے۔ ورنہ توبہ ناقص اور نا قابل قبول ہے۔

من جملہ فوائد کے رزق میں آسانی وفراوانی ، مشکلات سے نجات، اور مصائب سے چھٹکارا، خوش گوار، پر اطمینان، اور آرام دہ زندگی گزارنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ﴾ (هود : ۳)

"اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو، اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، وہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک مقررہ وقت تک بہترین سازوسامان سے نوازے گا، اور ہر ایک بھلائی کرنے والے کو بھلا بدلہ دے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً ورزقه من حيث لا يحتسب.)) (ابو داؤد ، ابن ماجة/ضعيف)

"جس نے استغفار کو اپنا معمول بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ، اور ہر غم سے چھٹکارا کا سامان کر دیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((من رزق الشكر لم يحرم من الزيادة، ومن رزق الدعاء لم يحرم الإجابة، ومن رزق التوبة لم يحرم العفو، ومن رزق الصبر لم يحرم الأجر، ومن رزق الاستغفار لم يحرم من المغفرة.))

"جس کو شکر کی نعمت سے نوازا گیا، وہ اور زیادہ ملنے سے محروم نہیں رہے گا، اور جس کو دعا کی توفیق دی گئی، وہ قبولیت سے محروم نہیں رہے گا، اور جس کو صبر سے نوازا گیا وہ اجر سے محروم نہیں رہے گا، اور جس کو استغفار کی توفیق دی گئی، وہ

Marfat.com

بخشش سے محروم نہیں رہے گا۔"

توبہ کی شرائط:

سچی توبہ کی کچھ شرطیں اور اہم ترین بنیادی امور ہیں، جن کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی؛ ان میں سے:

۱: توبہ اس کا وقت ختم ہونے سے پہلے کی جائے۔ وقت مدت دو طرح کی ہے۔ خاص مدت، جو ہر انسان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ مدت سانس اکھڑنے سے پہلے تک ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰىٓ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـٰٔنَ﴾ (النساء: ١٨)

" ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں ہے جو گناہ کرتے رہیں، جب موت کا وقت آجائے، اور پھر کہیں اب توبہ کرتا ہوں۔"

۲: اور عام وقت سورج مغرب سے طلوع ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب الله عليه .)) (مسلم)

"جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں۔"

توبہ قبول ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

۱: اخلاص: یعنی صدق دل سے توبہ کی جائے، صرف زبانی دعویٰ نہ ہو۔

۲: اقلاع: جس گناہ سے توبہ کی جارہی ہے، اسے فوراً چھوڑ دیا جائے، اسی میں لگا نہ رہے۔

۳: عدم رجوع: اس بات کا پکا عزم ہو کہ آئندہ کے لیے یہ گناہ دوبارہ نہ کیا جائے گا۔

۴: ندامت: انسان اس گناہ کے ہو جانے پر خوش نہ ہو، بلکہ دل میں گہری ندامت ہو کہ جو

Marfat.com

گناہ ہوگیا، اسے نہیں ہونا چاہیے تھا، کیونکہ یہ اللہ کی نافرمانی کا کام ہے۔

۵: ابراء ذمہ: یہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ یعنی اگر کسی کا حق مارا ہے، یا کسی پر ظلم کیا ہے تو اسے معاف کروایا جائے، یا وہ حق ادا کیا جائے۔

صدقہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝۲۷۶﴾ (البقرہ: ۲۷۶)

''اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں فرماتے۔''

اور فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۱۴﴾ (النسآء: ۱۱۴)

''اور ان کی بہت ساری سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہے، مگر جو کوئی صدقہ کرنے کا حکم دے، یا نیکی کا، یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا کام کرے، اور جو کوئی یہ اللہ کی رضامندی کے لیے کرے گا، عنقریب اس کو ہم بہت بڑا بدلہ دیں گے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((من تصدق بصدقة ابتغاء وجه الله وختم له بها دخل الجنة .)) (احمد)

''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقہ کیا؛ اور اسی پر اس کا اختتام ہوا؛ وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''سات آدمی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے، جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا......ایک وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا، اور اس صدقہ کو چھپایا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے......'' (متفق علیہ)

آیئے! ان فارغ اوقات کو کارآمد بنائیں؛ معذور، بیوہ، یتیم اور بے سہارا کی خبر گیری کریں جن کا کوئی پرسان حال نہیں؛ اپنی جیب اور اہلِ ثروت لوگوں سے ایسے لوگوں کے ساتھ تعاون کروائیں جن کا اللہ کے بغیر کوئی سہارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مددگار کی ایسی جگہ پر مدد کرتے ہیں جہاں وہ چاہتا ہو کہ میری مدد کی جائے؛ حدیث ہے:

((كان الله في عون عبده ما كان العبد في عون أخيه المسلم .)) (أبو داؤد / صحيح)

''اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندہ کی مدد میں رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔''

صدقات پر انعام:

نیکی اور بھلائی میں آسانی: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ۝﴾

(اللیل: ۵-۷)

''سو جس نے عطیہ دیا، اور اچھی بات کی تصدیق کی، پس ہم اس کے لیے بھلائی کو آسان کر دیں گے۔''

پورا پورا بدلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝﴾

(البقرہ: ۲۷۲)

Marfat.com

''اور جو بھی بھلی چیز تم خرچ کرو، وہ تمہیں پوری پوری دی جائے گی، اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

جہنم کی آگ سے نجات:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((إتقوا النار ولو بشق تمرة .)) (بخاری)

''اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ خواہ آدھی کھجور سے کیوں نہ ہو۔''

بہترین بدلہ:

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ﴾ (سبا: ۳۹)

''جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ عنایت فرمائیں گے۔''

انسان تو اس قدر خرچ کرتا ہے جتنا اس کی عبودیت، قوت اور استطاعت کے لحاظ سے مناسب ہے، اور اللہ اس کا بدلہ ایسے عطا فرماتے ہیں جیسے شان الٰہی کے شایان ہے۔ فرمایا:

﴿اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ﴾

(التغابن: ۱۷)

''اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو گے، وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا، اور تمہاری مغفرت کر دے گا۔''

ملائکہ کی دعا:

اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات بھی اس کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے خیر و برکت کی دعائیں کرتی ہیں، حدیث میں آتا ہے:

((أن ملكا فى السماء يدعو فى كل ساعة اللهم أعط كل منفق خلفا واعط كل ممسك تلفا .)) (بخاری)

''ایک فرشتہ آسمانوں میں ہر وقت یہ دعا کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو

Marfat.com

بہترین بدلہ عطا فرما دے، اور بخیل یعنی خرچ نہ کرنے والے سے یہ نعمت تلف کرلے۔“

یتیم کی کفالت:

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا، وأشار بإصبعه السبابة والوسطى وفرج بينهما.)) (بخاری)

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے-یہ فرما کر- آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا، اور ان کے درمیان خلا پیدا کیا۔“

نفسانفسی اور مادی قدروں کے اس دور میں جب مختلف جگہوں پر مصائب اور مظالم بپا ہیں۔ ہزاروں بیوائیں، اور یتیم بچے رل رہے ہیں۔ عیسائی اور دیگر لا مذہب ادارے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان معصوموں کو شکار کر رہے ہیں۔ کئی ایک خود اپنی مجبوری کی وجہ سے ان کی گود میں گر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ بہت ساری مسلم دینی تنظیمیں اور جماعتیں بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں، اور بھر پور منظم انداز میں کام ہو رہا ہے۔ آپ اپنے گھر بیٹھ کر دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی تنظیم کے ذریعے یتیم اور بیوہ کی کفالت کا ذمہ لے سکتے ہیں۔ عامل اور کفیل کے لیے برابر کا اجر ہوگا۔

تنگدست کی مدد کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أن رجلا مات فدخل الجنة، فقيل له: ما كنت تعمل؟ قال: "إني كنت أبايع الناس، فكنت أنظر المعسر، و أتجوز في السكة، أو في النقد، فغفر له.)) (مسلم)

”بے شک ایک آدمی مرا، اور جنت میں داخل ہوا۔ اس سے پوچھا گیا: تمہارا عمل

کیا تھا؟ کہا: میں لوگوں سے لین دین میں تنگدست کو مہلت دیتا تھا، اور اس سے نقد یا مقابل لینے میں نرمی کرتا تھا اس کی مغفرت کردی گئی۔''

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے کمزور بھائی کی مدد کرے گا تو اللہ کے ہاں اس کے لیے اجر عظیم ہے۔ حدیث میں ہے:

((کان اللّٰہ فی عون عبدہ ما کان العبد فی عون أخیہ المسلم .)) (مسلم)

''اللہ تب تک اپنے بندے کی مدد میں رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من أقال مسلماً أقال اللّٰہ عثرتہ .)) (ابو داؤد / صححہ البانی)

''جس نے کسی مسلمان کو بیچا ہوا سامان واپس کرنے پر واپس کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیں گے۔''

ہم لوگ اگر اپنے نفس کے لیے اللہ جل شانہ سے امان چاہتے ہیں تو یہ وقت غنیمت ہے، اسے غربا اور مساکین کی خبر گیری میں لگائیں:

ہے یہ بھی عبادت ، جزِ دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

حیوانات کے ساتھ شفقت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الراحمون یرحمھم الرحمن ، ارحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السمآء .)) (ابو داؤد، ترمذی)

''رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتے ہیں، تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أن رجلا رأى كلباً يأكل الثرى من العطش ، فأخذ الرجل خفه فجعل يغرف حتىّ أرواه ، فشكر الله له فأدخله الجنة .)) (بخاری)

''ایک آدمی نے کتا دیکھا، جو پیاس سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے موزہ میں پانی بھر کر کتے کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا، اور اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کی قدر کی اور اس آدمی کو جنت میں داخل کر دیا۔''

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من لا يرحم الناس ، لا يرحمه الله .)) (متفق علیه)

''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے۔''

اور فرمایا: ''ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم کی آگ میں چلی گئی، اس نے بلی کو بند رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، اس نے جب اس بلی کو بند کر لیا نہ اسے پانی پلاتی تھی، اور نہ کھانا دیتی تھی، اور نہ اسے کھلا چھوڑتی کہ وہ زمین سے گھاس پھوس کھا کر گزارا کر لے۔'' (مسلم)

بس چند لمحوں کی محنت ایک آدمی کو جنت میں لے گئی اور دوسرے کو جہنم میں۔ بس یہ لمحات کی قدر دانی ہے۔ اگر آپ کا پسندیدہ مشغلہ شکار کرنا یا جانور پالنا ہے، یا آپ ان اوقات کی مناسبت سے جنگلات وغیرہ کی سیر کرنا چاہتے ہیں، تو جانوروں کے متعلق تعلیماتِ نبوی ﷺ کا خیال رکھیں۔

راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لقد رأيت رجلا يتقلب في الجنة في شجرة قطعها من ظهر

الطريق، كانت تؤذي الناس .)) (مسلم)

''میں نے جنت میں ایک آدمی کو دیکھا جو ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ ایسا صرف راستہ سے ایک درخت کے کاٹنے کی وجہ سے تھا، جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔''

ایک موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے عظیم ترین فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((من نفس كربة عن مسلم من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، و من يسر عن معسر يسر الله عليه في الدنيا و الآخرة)) (أبو داؤد / صحيح)

''جس کسی نے اس دنیا کی تکالیف میں سے ایک تکلیف کسی مسلمان سے دور کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف اس سے دور کردیں گے، اور جس نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا کردیں گے۔''

اور فرمایا:

((الإيمان بضع وسبعون شعبة؛ أعلاها قول لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان .)) (مسلم)

''ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ درجے ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ ''لا إله إلا الله'' کا اقرار ہے؛ اور ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

دیکھیے! کتنے ہی مسلمان مختلف تکالیف میں مبتلا ہوں گے، ان کے لیے آسانی پیدا کریں۔ راہ سے مراد صرف چلنے والی راہ اور پگ ڈنڈی ہی نہیں ہے، بلکہ دین کی راہ، حسن خلق، اور بھی بہت ساری چیزیں مراد ہوسکتی ہیں۔

Marfat.com

گر نقش قدم تیرے مشعل نہ بنے ہوتے
راہرو بھی لٹا ہوتا رہبر بھی لٹا ہوتا

جنت کی طلب، جہنم سے پناہ مانگنا:

اصل کامیابی اور ناکامی آخرت کی ہے۔ جہاں انسان اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ ضائع کرنے پر افسوس کرے گا۔ دنیا میں اعمال کے ساتھ ساتھ اللہ سے جنت مانگنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ یہ لمحاتِ فراغت جو میسر ہیں، انہیں اپنے کام میں لائیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من سأل الله الجنة ثلاث مراتٍ ، قالت الجنة :اللّٰهم أدخله الجنة ، من استجار من النار ثلاث مرات ، قالت النار :اللّٰهم أجره من النار .)) (ترمذی)

''جس نے تین بار اللہ سے جنت مانگی، تو جنت کہتی ہے: یا اللہ! اسے جنت میں داخل کردے، اور جس نے تین بار جہنم کی آگ سے پناہ مانگی، تو جہنم کہتی ہے: یا اللہ! اسے آگ کے عذاب سے بچالے۔''

غور کیجیے! آپ بیٹھے بیٹھے کتنی بار اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ طلب کرسکتے ہیں۔ چند لمحات کی محنت کو آخرت کے لیے ذخیرہ کیجیے۔

جہاد فی سبیل اللہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۶۹﴾

(العنکبوت: ٦٩)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہ کی طرف ضرور ہدایت دیں گے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔''

جہاد میں دین کی سربلندی، مضبوط اسلامی مملکت کا قیام، کفر کے غلبہ کا توڑ، وفتنہ وفساد

Marfat.com

اور شر کا خاتمہ ہے، اور انسانی بقاء، اور سلامتی کا ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، اور بلاد اسلامیہ کی سرحدوں کی نگرانی کرنا، اور اگر معرکہ بپا ہو جائے تو دشمن کے سامنے ثابت قدم رہنا، اور بھاگنے سے اجتناب کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا تتمنوا لقاء العدو، وسلوا الله العافية، فإذا لقيتموهم فاصبروا، واعلموا أن الجنة تحت ظلال السيوف.))

(متفق عليه)

”تم دشمن سے مڈ بھیڑ کی تمنا نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو، اور جب تمہاری ان سے مڈ بھیڑ ہو جائے تو صبر کرو، اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“

بقول اقبال:

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

جہاد کا فائدہ:

جہاد دخول جنت کے لیے بندوں کا امتحان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَ یَعۡلَمَ الصّٰبِرِیۡنَ ۝١٤٢﴾ (آل عمران: ١٤٢)

”کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ جان لے ان لوگوں کو تم میں سے جو جہاد کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کرتے ہیں۔“

جملہ اقسام جہاد میں سے جہاد بالنفس کا مرتبہ اعلیٰ؛ عمدہ اور انتہائی اہم ہے۔ خود کو اخلاق اور حلم کا نمونہ بنا کر اسلام کی دعوت پھیلانے کے لیے وقف کر دیں۔ لوگوں کو اسلام پر

کاربند رہنے کی اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔ لیکن میرے دوست اس موقع پر ہم آپ سے جس جہاد کے طلبگار ہیں، وہ اسلحہ اٹھانے والا، اور جنگی فنون کی مہارت کا جہاد نہیں، بلکہ یہ جہاد بالنفس ہے، جو جہاد کے اعلیٰ اور عمدہ مراتب میں سے ہے۔ جہاد بالنفس کے چار مراتب ہیں:

۱: علم دین حاصل کرنا، جس کے بغیر کسی خوش بختی اور کامیابی کا تصور ممکن نہیں۔

۲: اس علم کے مطابق عمل کرنا، کیونکہ عمل کے بغیر علم گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

۳: اس کی دعوت اور تعلیم دینا، تاکہ علم چھپانے والوں میں اس کا شمار نہ ہو۔

۴: دعوت کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں پر صبر کرنا۔

اپنے نفس کی تربیت اور اچھی بات سے جہاد سے کریں۔ اور لوگوں کو اسلام پر کاربند رہنے کی اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا؟
بڑے موذی کو مارا نفسِ امارا کو گرا مارا

❀❀❀❀

Marfat.com

فصل چہارم:

دنیاوی امور میں مہارت

جھپٹنا ، پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اِک بہانہ

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾﴾

(النجم: ۳۹، ۴۰)

''اور یہ کہ انسان کے لیے اتنا ہی ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے، اور عنقریب وہ اپنی کوششیں دیکھ لے گا۔''

اور فرمایا:

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الانعام: ۱۳۲)

''اور ان میں سے ہر ایک کے لیے جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے مطابق درجات ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((احرص على ما ينفعك، واستعن بالله، ولا تعجز، وإن أصابك شيء فلا تقل لو أني فعلت كذا وكذا؛ قل قدر الله، وماشاء فعل، فإن لو تفتح عمل الشيطان.)) (مسلم)

''اور اس چیز کی حرص کر جو تجھے نفع دے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اور خود کو عاجز نہ کر، اور اگر تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کرتا، اور

ایسے کرتا؛ بلکہ کہو: اللہ نے مقدر میں لکھا تھا، جو اللہ نے چاہا سو ہوگیا۔ سو بے شک "اگر مگر" کہنا شیطان کے دروازے کھولتا ہے۔"

اس حدیث میں چند ایک باتیں قابل توجہ ہیں:

- نفع مند چیز کے حصول کے لیے حرص، کوئی چیز بیٹھے بیٹھے حاصل نہیں ہوجائے گی، بلکہ اس کے لیے کام کرنا پڑے گا۔
- اللہ تعالیٰ سے مدد کی طلب، اور دعا؛ وہی طاقت وتوانائی کا اصل سرچشمہ ہے، اس کی رضامندی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔
- انسان خود کو عاجز یا کمزور نہ سمجھے، اور نہ اپنی صلاحیتوں کو گنوا دے، بلکہ ہر حال میں جتنی صلاحیت اور قوت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اسے بروئے کار لائے۔
- اگر کوئی چیز کوشش کے باوجود حاصل نہ ہوسکے تو اپنی تدبیر اور کوشش کو نہیں کوسنا چاہیے، اور نہ اپنے نفس پر شکوہ کرنا چاہیے، ہائے افسوس اور تقدیر پر شکوہ کرنے کی بجائے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتے ہوئے معاملہ اس کے سپرد کردے، اور کہے: جو اللہ نے تقدیر میں لکھا تھا وہی ہوا، میری کوشش کا ثمر آور ہونا اللہ کو منظور نہیں تھا۔ یہی ایک سچے مومن کی نشانی ہے۔
- اپنے کیے پر افسوس اور سابقہ وقت اور تدبیر کو برا بھلا کہنا ایمان میں کمی کی علامت ہے، اور اس سے شیطان کے لیے دروازے کھلتے ہیں، اور وہ انسان کے دل میں اللہ کی ذاتِ اقدس کے متعلق بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کتنا بھی دین دار اور عالم باعمل کیوں نہ ہو، دنیا میں رہنے کے لیے اسے کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف خود محنت کی، بکریاں چرائیں، تجارت کی، مزدوری کی، اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیے، بلکہ لوگوں کے کام بھی آئے، اور انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دی۔ خود اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ (القصص: ۷۷)

Marfat.com

''اور دنیا میں سے اپنے حصہ کو بھلا نہ دیجیے۔''

ایک حدیث میں عمل کی اہمیت بیان کرنے کے لیے یوں فرمایا گیا ہے:

((من شغله القرآن وذكري عن مسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين.)) (ترمذی/ حسن، ۲۹۲۶)

''جس کو قرآن کی تلاوت اور میری یاد مانگنے سے دور رکھیں، میں اسے اس سے افضل اور بہتر دیتا ہوں جو میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔''

اس حدیث پر غور کریں: عمل کی اہمیت کتنے واضح الفاظ میں بیان کی ہے، کہ بجائے فقط دعا پر انحصار کرنے کے انسان کو عمل کرنا چاہیے، جس میں کامیابی اور فلاح کا راز مضمر ہے۔

میدان عمل اور اعمال کا موضوع بہت مختلف، متنوع اور طویل ہے۔ یہاں مقصود صرف اتنا ہے کہ دنیاوی امور میں مہارت حاصل کرنا مسلمانوں کے لیے لازم اوران کے شایانِ شان ہے۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک ان کو اپنے امور دنیا میں مہارت تامہ حاصل نہ ہو؛ اور انسان وقت کے ساتھ ساتھ نہ چلے۔ ایسے نہیں ہوسکتا کہ ہم عصری تقاضوں سے بے بہرہ ہو کر ان ہی سابقہ روایات کا اہتمام کریں جن کا وجود ہی اب باقی نہیں رہا، یا جو اس دور میں کسی بھی طرح کارگر نہیں ہوسکتیں۔ مولانا حالی نے ایسے کامیاب لوگوں کی صفات کو یوں الفاظ بند کیا ہے، فرمایا:

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ
پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہیں وہ
ہر ایک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ
جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر ایک وقت کا مقتضا جانتے ہیں
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہیں

جب تک مسلمان علوم وفنون میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے ان کے نصیب کا سورج بامِ

عروج پر تھا۔ جب انہوں نے سستی و لاپروائی، غفلت و بے اعتنائی، بیزاری و بے رغبتی کا مظاہرہ شروع کیا، ان کا زوال شروع ہوا۔ دنیا میں کتنی ہی چیزیں ایسی ہیں جن کے موجد مسلمان علما اور سائنس دان ہیں۔ مسلمان قوم میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتیں رکھی ہیں، صرف انہیں منظّم اور مناسب طریقہ سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

کسی بھی کام کے کرنے میں جب تک کوئی شرعی، اخلاقی اور معاشرتی ممانعت اور تکلیف نہ ہو کوئی عیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے ان افراد واشخاص کو پیدا کیا ہے، جو اس کام کے اہل ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتو نظام حیات درہم برہم ہوجائے۔ مثلاً: ایک چپراسی اس بات پر ناراض ہو، کہ وہ چپراسی کیوں ہے، جب کہ جج بھی اس جیسا ہی انسان ہے، کل سے وہ جج کی کرسی پر بیٹھے گا، اور تمام امور پر اپنے دستخط کرے گا، تو نتیجہ ظاہر ہے کیا ہوگا۔

ایسے ہی اگر ایک ڈسپنسر یہ کہے میں سرجن کیوں نہیں ہوسکتا، سرجن بھی تو میرے جیسا انسان ہے، اور کل سے وہ بھی آپریشن کرے گا، تو نتیجہ ظاہر ہے۔ ان باتوں کا مقصد ان افراد کی ہمت افزائی ہے، جو محنت تو کرتے ہیں، مگر کسی مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ یا وہ لوگ جنہیں اپنے پیشہ اور کام میں عیب نظر آتا ہے، اور وہ اس پر افسوس کرتے ہیں۔ کسی بھی کام کے کرنے میں عیب نہیں ہے؛ عیب اس فن میں اناڑی ہونے میں ہے۔ شاعر نے بہت خوب کہا ہے:

قسمت سے تو ناچار ہوں اے ذوق وگرنہ
ہر فن میں ہوں طاق مجھے کیا نہیں آتا

فارغ اوقات میں اپنے ان فنون میں مہارت حاصل کیجیے۔ اور اپنے ایک پختہ اور اعلیٰ ماہر ہونے کا ثبوت دیجیے۔ کسی بھی فن میں مہارت کے لیے خود کو ایسے مشغول کردیں جیسے

Marfat.com

آپ کو اسی فن کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

اٹھ خاک میں مل پھر آگ میں جل
جب خشت جلے تب کام بنے

کسی اور نے کہا:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

شاخ گل پہ گل آنے سے پہلے خار آتے ہیں:

اپنے مقام اور مقصد کے لیے مشکلات برداشت کرنا ہی کامیابی کی نشانی ہے۔ ایڈیسن کا قصہ آپ نے اس کتاب میں پڑھا ہوگا، ایک چیز ایجاد کرنے کے لیے نو ہزار تجربات کیے، اور آخرکار کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ ناکامیاں کامیابوں کا ایک زینہ ہوتی ہیں جن پر چلتے ہوئے کامیابی تک پہنچا جاتا ہے۔ بقول شاعر:

رات بھر خون روئے ستارے
تب سہانی صبح مسکرائی

بعض اوقات انسان کسی سابقہ واقعہ پر اتنا پریشان اور دل برداشتہ ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں کسی اہم اور بڑے کام کی ہمت نہیں کر پاتا، اور یوں اس کی زندگی بیکار گزر جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی اللہ نے ڈھارس بندھاتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾

(الحدید: ٢٣)

"تاکہ جو چیز تم سے رہ گئی ہے اس پر افسوس نہ کرو، اور جو چیز اللہ تعالیٰ تمہیں دیتے ہیں، اس پر اتراؤ نہیں۔"

بقول اکبر آبادی:

Marfat.com

تیمور نے ایک مورچہ زیرِ دیوار
دیکھا کہ لے کر چڑھا دانے کو سو بار
آخر جب سرِ بام پہنچا تو کہا
پیشِ ہمت کوئی بھی مشکل نہیں دشوار

فارغ اوقات میں ہم جن امور سے استفادہ کر سکتے ہیں، ان میں: طب وحکمت، کیمیاء، کالم ومضمون نگاری کی تعلیم و اصلاح، مطالعہ، کمپیوٹر سے متعلقہ اُمور میں مہارت چند ایک بہت مناسب کام ہیں اور وقت کی بہت بڑی ضرورت بھی ہیں۔ دیگر امور بھی جو کسب معاش میں ہمارے معاون و مددگار ہو سکتے ہیں، ان میں مہارت تامہ حاصل کرنی چاہیے؛ بے معنی اور نِرے توکل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہر چیز کو روزی دینے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے؛ اور اس کے لیے اسباب وذرائع پیدا کیے ہیں۔

کیڑے کو مٹی میں روزی ملتی ہے تو مچھلی کو پانی میں۔ پرندہ فضا میں خوراک پاتا ہے، تو چیونٹی اندھیرے بلوں میں۔ چوپائے زمین پر رزق حاصل کرتے ہیں تو سانپ سخت اور سنگلاخ چٹانوں میں۔ یہ اللہ کی قدرت سے کوئی بعید نہ تھا کہ وہ فرشتوں کی طرح باقی مخلوقات کو بھی کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے مبرا رکھ سکتے تھے، مگر اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ ایسا نہیں ہوا۔ اور باقی مخلوقات تک رزق رسانی کے لیے کچھ اسباب پیدا کیے۔

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ﴾ (هود: ٤)

''زمین میں کوئی بھی چوپایہ نہیں ہے مگر اللہ پر ہی اسے روزی دینا ہے، اور وہ اس کا عارضی اور مستقل ٹھکانا جانتا ہے۔''

سیّدہ مریم علیہا السلام کے پاس محراب میں بغیر کسی مشقت کے رزق آتا تھا، یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ اور سیّدہ مریم علیہا السلام کی کرامت تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ

Marfat.com

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (آل عمران: ۳۷)

"جب کبھی زکریاں ان کے پاس محراب میں داخل ہوتے، ان کے پاس رزق پاتے، اور وہ کہتے: اے مریم! تمہارے پاس یہ کہاں سے آ گیا؟ وہ فرماتیں: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق عطا فرماتے ہیں۔"

میر ببر علی انیس نے شاید اسی کو یوں قلم بند کیا ہے:

گوہر کو صدف میں آبرو دیتا ہے
جس کو چاہے بغیر جستجو دیتا ہے
انسان کو رزق، گل کو بو، سنگ کو لعل
جو کچھ دیتا ہے جس کو تو دیتا ہے

لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا، ان کی کئی زرہیں گروی رکھی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تو آپ کو بھی سیّدہ مریم کی طرح دے سکتا تھا، اور ذکریا کو بھی۔ مگر یہ سب کچھ اس امت کو محنت کی تعلیم دینے کے لیے سباب کے تحت رکھا۔ اسی لیے حکم الٰہی یہ ہے:

﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ﴾

(العنکبوت: ۱۷)

"سو اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو، اور اس کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((واللہ ما الفقر أخشى عليكم ، ولكن أخشى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت عل من كان قبلكم؛ فتنافسوها كما تنافسوها فتهلككم كما أهلكتهم .)) (بخاری)

"اللہ کی قسم! میں تم پر فقر سے نہیں ڈرتا، لیکن تمہارے متعلق اس بات کا خوف

محسوس کرتا ہوں کہ تم پر دنیا ایسی کھول دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کھول دی گئی تھی، اور تم اس میں ایسے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے لگو جیسے تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا، اور تم کو ایسے ہلاک کردے، جیسے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا تھا۔"

شاعر نے شاید اسی کے متعلق نصیحت کی ہے:

کسب دنیا تو کر ہوس کم رکھ
اس پر تو دین کو مقدم رکھ
دینے لگتا ہے پھر دھواں یہ چراغ
اک ذرا اس کی لو کو مدھم رکھ

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مار مار کر مسجد سے نکال دیا تھا جو جھوٹا توکل کر کے مسجد میں بیٹھ گئے تھے۔ اور فرمایا: "نکلو، اور رب کا رزق تلاش کرو، تمہارا رب آسمانوں سے سونا اور چاندی نہیں برسائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم نزع میں سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، انہوں نے اپنا باغ صدقہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سارا باغ مت صدقہ کرو، بلکہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دو، اور فرمایا:

((إنك إن تذر ورثتك أغنياء ، خير من أن تدعهم عالة يتكففون الناس .)) (متفق عليه)

"بے شک اگر تم اپنے اہل خانہ کو غنی چھوڑ کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں فقیر چھوڑ کر جاؤ، اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔"

آج کا مسلمانوں کی پستی اور پیچھے رہ جانے کے جملہ اسباب میں ان مختلف فنون میں مہارت کی کمی ہے۔ اقبال فرماتے ہیں:

Marfat.com

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جن میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں گے صنم پتھر کے

مومن کے دن ورات

مومن اپنے دن اور رات کیسے گزارے:

وہ بنیادی امور جن کا ایک مسلمان کو باقاعدگی کے ساتھ خیال رکھنا چاہیے ان میں نمازوں کا اہتمام؛ رات کو تہجد، نفل اور سنت نمازیں، صبح وشام کے اذکار اور دعائیں؛ قرآن کی تلاوت؛ توبہ واستغفار؛ مریض کی عیادت وغیرہ امور شامل ہیں۔ مسلمان کا نیا دن اسلامی حساب سے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے، اس لیے نئے دن کی ابتدا یوں کرے:

- ❀ باوضو ہو کر اور نیند کے تمام آداب واذکار کو مکمل کرتے ہوئے اس سچی نیت کے ساتھ سوئے کہ نماز تہجد اور نماز فجر کے لیے بیدار ہونا ہے۔
- ❀ سونے سے قبل تمام لوگوں سے متعلق اپنے دل سے کینہ، حسد وبغض نکال دے، اور جن لوگوں نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا ہے انہیں معاف کردے۔
- ❀ سحر کے وقت بیدار ہو تو پہلے مسنون اذکار پڑھے، پھر وضو کرکے ہلکی سی دو رکعت نماز پڑھ لے، اور اگر وقت ہو تو تہجد کی نماز پڑھ لے؛ ورنہ توبہ واستغفار میں مشغول ہو جائے۔
- ❀ نماز فجر باجماعت اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ ادا کرے اس کا ثواب ہے گویا کہ اس نے تمام رات نماز میں گزاری ہو۔

❀ ممکن ہوتو اشراق تک وہیں بیٹھا ذکر واذکار توبہ واستغفار اور تلاوت میں مشغول رہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے فجر کی نماز با جماعت پڑھی، اور پھر طلوع شمس تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعت اشراق پڑھ کر مسجد سے نکلے۔ اس کے لیے پورے پورے حج اور عمرہ کا اجر ہے۔'' (دیکھئے: مسلم)

❀ اس کے بعد کچھ تھوڑی بہت ورزش کرلیں، صحت کے لیے بہتر ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ورزش سبزے پر ہو، کیونکہ سبزہ دیکھنا نظر کے لیے فائدہ مند ہے۔

❀ جتنا بھی اپنے بس میں ہو تھوڑا یا زیادہ صدقہ کریں۔ فرشتے اس کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے خیر و برکت کی دعائیں کرتے ہیں، حدیث میں آتا ہے:

((أن ملكا في السماء يدعو في كل ساعة اللّٰهم أعط كل منفق خلفاً واعط كل ممسك تلفاً .)) (متفق عليه)

''ایک فرشتہ آسمانوں میں ہر وقت یہ دعا کرتا ہے: '' اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرما دے، اور ممسک یعنی خرچ نہ کرنے والے سے یہ نعمت تلف کرلے۔''

❀ اپنے روز مرہ کے معمولات بجالائیں۔ دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ حرام سے بچ کر رہیں۔ یاد رکھیں کہ! جو شخص حلال سے سیر نہ ہو، وہ کبھی بھی حرام سے سیر نہ ہوگا، بس ایک بدبختی اس پر لکھ دی گئی ہے۔

بھول نہ جایئے:

ہر ایک چیز کا انجام ختم ہو جانا ہے۔ اور ان کا معاملہ یہیں پر ختم ہو جاتا ہے، سوائے جن وانس کے۔ ان میں سے جس نے اچھے کام کیے ہوں گے، ان کے لیے اچھا، اور برے کام کرنے والوں کے لیے برا ٹھکانہ تیار ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ

Marfat.com

هِيَ الْمَأْوٰى ﴿٤١﴾ (النازعات: ۳۷۔۴۱)

''جس نے سرکشی کی، اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، بے شک جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا، اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا ہوگا، تو بے شک اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

ان لوگوں کا انجام انتہائی برا ہوگا، جو اللہ کی یاد سے یکسر غافل ہیں۔ نہ خود ان کے دل میں احساس و شعور پیدا ہوتا ہے، اور نہ نصیحت ان پر کارگر ہے، دنیاوی عیش و عشرت نے ان کو اندھا کر کے رکھ دیا ہے؛ ایسے لوگوں کی آنکھیں کھلنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ﴿٧﴾ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾﴾ (یونس: ۷،۸)

''جو لوگ ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں رکھتے، اور وہ دنیا کی زندگی سے راضی اور اسی سے جی لگا بیٹھے، اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے جہنم ہے۔''

اس عمر کی مقدار کیا ہے؟ جس کی آخری حد سو سال ہے۔ اس میں بھی پندرہ سال بلوغت سے قبل بچپن کی جہالت کے، اور ستر کے بعد اگر کوئی زندہ رہا تو تیس سال بڑھاپے اور عاجزی کے۔ جو درمیانی عرصہ باقی بچ رہا، اس میں بھی آدھا نیند کا، اور بعض وقت کھانے پینے، اور روزی کمانے کا، اور جو عبادت کے لیے باقی بچا وہ انتہائی تھوڑا ہے۔ پس اس تھوڑے کے بدلے بھی وہ دائمی نعمتیں نہیں خرید رہا۔ حقیقت میں خرید و فروخت کی اس تجارت سے منہ موڑ لینا عقل میں واضح کھوٹ، اور کمزور ایمان کی علامت ہے۔

لا تأسف على الدنيا وما فيها
فالموت لا شك يفنينا ويُفنيها

Marfat.com

واعمل لدار البقاء رضوان خازنها
والجار أحمد والرحمٰن بانيها

''دنیا اور اس کے متاع پر غم نہ کر، بے شک موت ہمیں بھی اور اس کو بھی فنا کردے گی۔ اس دار بقا کے لیے عمل کر جس کا پہریدار رضوان ہے۔ اس میں پڑوس احمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے، اور اس گھر کا بانی ربّ رحمان ہے۔''

ایک اور شاعر نے اسے بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے، وہ کہتا ہے:

قد نادت الدنيا على نفسها
لو كان في العالم من يسمع
كم واثق بالعمر أفنيته
وجامع بددت ما يجمع

''دنیا اپنے متعلق پکارتی ہے، اگر کوئی اس جہاں میں سننے والا ہو۔ کتنے ہی ہیں کہ جن کو اپنی زندگی پر بڑی امید تھی، اور ان کو میں نے فنا کردیا۔ اور جمع کرنے والے ان کے لیے ظاہر کردیا جو چیز وہ جمع کررہے ہیں۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إذا اشتبكت دموع في خدود
تبين من بكى ممن تباكى
فأما من بكى يذوب شوقاً
وينطق بالهذي ممن تباكى

''جب رخساروں پر آنسوؤں کی لڑیاں بندھ جائیں گی تو رونے والا مکر کرنے والے سے جدا ہوجائے گا۔ جو رونے والا ہوگا، وہ فطرت شوق میں پگھل رہا ہوگا، اور رونے جیسا منہ بنانے والا صرف باتیں ہی کرتا رہ جائے گا۔''

Marfat.com

خلاصۂ کلام

اس بحث کے آخر میں نتیجہ یہ اخذ ہوا ہے کہ انسان کے پاس اس کا سب سے قیمتی اور وافر سرمایہ وقت کی نعمت ہے؛ جس کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ضائع کیا جارہا ہے۔ یقیناً یہ ایسا خسارہ ہے جس کا مداوا کسی بھی صورت ممکن نہیں رہتا۔ کیونکہ جو لمحۂ حیات گزر گیا وہ کبھی واپس آنے والا نہیں۔ بس اس کا ایک ہی حل ہے کہ جو گھڑیاں انسان کو میسر ہیں ان کو استعمال میں لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ وقت سے استفادہ کیا جائے۔ نہ تو ماضی پر آنسو بہائے جائیں؛ کیونکہ اس افسوس اور گریہ زاری کرنے سے وقت کبھی واپس نہیں آئے گا؛ اور نہ سہانے مستقبل کے لیے خوبصورت سپنے دیکھنے شروع کیے جائیں؛ کیونکہ خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے عملی جدو جہد نہ کر لی جائے۔ اور عمل کے لیے مناسب وقت اور طریق کار اختیار نہ کیا جائے۔ آج کا وقت چھوڑ کر کل کے لیے کسی نیک عمل کو مؤخر کیے رکھنا غیر دانشمندانہ اقدام ہے؛ کیونکہ ہاتھ کا پرندہ چھوڑ کر فضا میں شکار کے لیے تیر چلانا حماقت ہے۔ کوئی تاجر اپنا مال بیچنا کل تک اس لیے مؤخر نہیں کرتا کہ اسے کل اسی ریٹ پر اور گاہک مل جائے گا۔ آج کا فائدہ حاصل کر لیجیے؛ آنے والے کل کے فائدے کو بھی آپ سے کوئی روک نہیں سکتا؛ بس خود کو اس کا عادی بنائیے۔ ایسے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی سے پرہیز کریں جو اپنا وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور دوسروں کے وقت کی قیمت کا بھی انہیں کوئی احساس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے وقت کو بابرکت اور کامیاب بنانے کے لیے دست بہ دعا رہیے؛ کیونکہ وہی ہر چیز کا مالک، مدبر اور متصرف ہے۔ وہ نہ چاہے تو ہم ایک نوالہ بھی اٹھا کر اپنے منہ میں نہیں ڈال سکتے۔

دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور انہیں مشورہ میں شریک کریں۔ مشورہ مشورہ

ہوتا ہے؛ رائے اور فکر کو مسلط کرنا نہیں ہوتا۔ مشورہ میں برکت بھی ہے؛ اور دوسروں کی خوشی بھی کہ آپ اسے اہمیت دے رہے ہیں؛ اس سے باضمیر اور زندہ دل دشمن بھی آپ کے ہم نوا و خیر خواہ بن جائیں گے؛ کیونکہ آپ نے پہلا تیر ہدف پر مارا ہے۔ کسی کو خوش کرنے سے انسان کو خود جو ذہنی اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے اس کی کیفیت کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں؛ اور اللہ نہ کرے ناکامی کی صورت میں ندامت بھی نہیں ہوتی؛ بلکہ غم بٹ جاتا ہے۔ یاد رکھو: دوسروں کو خوش رکھنے سے آپ کو جو طبعی خوشی ملتی ہے اس کی مثال عطر بیچنے والے کی ہے، جو اگر خود عطر نہ بھی استعمال کرے تب بھی خوشبو اس کے لباس اور بدن سے آتی رہتی ہے؛ جو دوسروں پر پھول پھینکتا ہے اس کے ہاتھوں میں بھی خوشبو رہ جاتی ہے جس سے اس کے دل و دماغ معطر ہوتے رہتے ہیں۔ یہی پیام ہے اسلام کا:

((خير الناس أنفعهم للناس.))

''لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو۔''

خیر اور بھلائی کے حصول میں تاخیر نہ کریں اور نہ کسی کے لیے خیر خواہی میں بخل و حسد سے کام لیں، بلکہ پیار محبت کی فضا کو فروغ دیتے ہوئے لوگوں کے لیے بھی وہی سوچ رکھیں جس کی آپ اپنے نفس کے لیے ان سے توقع رکھتے ہیں۔ اپنے نفس کو کبھی بڑا بنا کر پیش نہ کریں، اس سے انسان کو غرور و تکبر کا مرض لاحق ہوتا ہے؛ بلکہ اپنے نفس کا محاسبہ کیجیے؛ راحت و سکھ و چین کی گھڑیوں میں نفس کا یہ احتساب کل آنے والے مشکل لمحات کے احتساب سے آپ کو بچائے گا۔

آخر میں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی، اس کی دعوت پھیلانے، اور توبہ و استغفار کی توفیق دے، اور ہم سے ہمارے یہ ٹوٹے پھوٹے عمل جنہیں ہم پورے حق کے ساتھ تو ادا نہیں کر سکتے، مگر وہ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے قبول فرمائے۔

ان اختتامی سطور میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ راقم کے اقربا میں سے میرے دادا جناب مولانا عزیز الرحمٰن شاہ صاحب، اور دادی اور نانی محترمہ اور اساتذہ خصوصاً استاد محترم

Marfat.com

خواجہ محمد عثمان آغا؛ مولانا محمد یونس اثری؛ مولانا نصر اللہ خان؛ مولانا صبا حسن؛ اور دیگر مرحوم اساتذہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں؛ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور جو اساتذہ، اور ان کے اقارب، اور میرے والدین، بہن بھائی، اور دیگر عزیز و رشتے دار، بقید حیات ہیں انہیں حق پر ثابت قدمی اور قرآن وسنت کی سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو بھی اتنا ہی اور ایسے ہی دے گا جس کا وہ دوسروں کے لیے طلب گار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

Marfat.com

مصنف کے قلم سے دیگر کتب (زیر طبع)

محاسنِ اسلام

ارکانِ اسلام وایمان اور معاملات واخلاقیات کے محاسن کا بیان

☆..........☆

محسنِ اعظم ﷺ

سیرت وحقوق؛ شاتم رسول کا شرعی حکم؛ شاتم رسول سے بائیکاٹ کا حکم

☆..........☆

نصرتِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے گستاخان اوران کے ساتھ معاملات کا شرعی حکم

☆..........☆

ہمت واستقامت

اپنی ہمت کو بڑھایئے، اور استقامت سے کامرانی کی جانب گامزن رہیے؛
ایک نفسیاتی علاج پر مشتمل کتاب

☆..........☆

گل ہائے رنگارنگ

عقیدہ واخلاق اوراعمال پر مشتمل کتاب

☆..........☆

Marfat.com

لفظ لفظ خوشبو

اخلاقیات اور اقوال زریں

☆.....................☆

وقار سلامت

اسلامی پردہ کے احکام اور مغرب کی غلط فہمیوں کا ازالہ

☆.....................☆

کلیدِ جنت اور اسباب مغفرت

جنت میں داخل ہونے اور گناہوں کی بخشش کے اسباب

☆.....................☆

توبہ اور تقوی

اس میں توبہ کے فوائد؛ شرائط اور احکام کے ساتھ تقوی پر بحث کی گئی ہے

☆.....................☆

تبسم شبِ غم

غموں اور پریشانیوں سے نجات کے حصول کے لیے ایک منفرد کتاب

☆.....................☆

* الميزان والصراط (عربی)
* قيدة أهل السنة والجماعة (عربی)
* اهمية الجهاد فی نشر الدعوة الاسلامية (عربی)
* اسباب دخول الجنة والمغفرة من الذنوب (عربی)

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالفَرَاغ

دو نعمتوں کے بارے میں لوگوں کی کثرت غفلت کا شکار ہے اور وہ ہیں صحت اور وقت (الحدیث)

تحفۂ وقت

فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمن الدراوی حفظہ اللہ

AL-FURQAN TRUST

Marfat.com